UNIVERSAL LIBRARY

OU_224300

UNIVERSAL LIBRARY

سلسلہ ثانی — چوبیسویں جلد

فسانہ لندن

ترجمہ مسٹریز آف لندن

مصنفہ جارج ڈبلیو ایم رینالڈز

1952

۱۳۲۹ ء

مترجم تیرتھ رام فیروزپوری

پبلشر لال [illegible] اینڈ سنز

ہسپتال روڈ [illegible] لاہور

اشاعت اول — قیمت ۱۲/۰ — حقوق محفوظ

سلسلہ ثانی

چوبیسویں جلد

فسانۂ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر رسالہ ترجمان

۱۹۳۱ء

لال برادرس

۷۔ سپنسر روڈ نولکھا لاہور

جاوید سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر چھپا

اشاعت اول　　　قیمت ۱۲ر

حقوق محفوظ

CHECKED
۶۷۹۳
۶۷۹۳

فہرست مطالب

باب	مضمون	صفحہ
باب ۱۹۳	جیک رلی اور مسز مارٹیمر	۲۴۸۱
باب ۱۹۴	لارا واساس کی ماں کی ایک اور ملاقات	۲۴۹۵
باب ۱۹۵	ہیبتناک واقعات	۲۵۰۸
باب ۱۹۶	نیک فیصلہ	۲۵۱۸
باب ۱۹۷	مارکوئیس کی پریشانی	۲۵۲۵
باب ۱۹۸	کیسل بکالا میں مزید اصلاحات	۲۵۳۴
باب ۱۹۹	مارکوئیس آف ڈیلامور کی بیگم	۲۵۴۳
باب ۲۰۰	جیک رلی اور گرین کی ملاقات	۲۵۵۶
باب ۲۰۱	ہینٹ کوٹ کی حیرانی	۲۵۶۴

سلسلۂ ثانی

فسانۂ لندن

چوبیسویں جلد

باب ۱۹۳ جیک رلی اور مسز مارٹیمر

جیک رلی کی صورت اس وقت کے بعد جب مسز مارٹیمر سے اسکی آخری ملاقات ہوئی بہت بدلی ہوئی اور اصلاح یافتہ تھی۔

پرانی سموری ٹوپی میلی مخملی جاکٹ۔ پرانی واسکٹ اور دقیانوسی پتلون کی بجائے اس نے چمکدار ریشمی ٹوپی اور سیاہ رنگ کا مکمل سوٹ پہنا ہوا تھا۔ پاؤں میں بھی بدنما بھاری بوٹوں کے بدلے نئے ویلنگٹن بوٹ تھے۔ اور گلے میں نیلے سوتی رومال کی بجائے ساٹن کا گلوبند باندھ رکھا تھا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس نے اپنے آپ کو جہاں تک ممکن ہو معزز صورت بنانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ظاہری ٹیپ ٹاپ سے حقیقی بدنی نقائص کیونکر رفع ہو سکتے تھے؟ اس کی رنگت اب بھی کالی تھی۔ پھٹے ہوئے بالائی ہونٹ کے اندر بڑے بڑے سپید دانت بدستور نمودار تھے۔ اور چھوٹی بے چین آنکھوں میں زرد رنگ کی آتشین چمک اس وقت بھی اسے اس قسم کی نمایاں صورت دے رہی تھی کہ غیر ممکن تھا کوئی شخص پاس سے گذرے اور اس کی صورت کو نظر غور سے نہ دیکھے۔

"مسز مارٹیمر... میری اچھی بلی کہو کیا حال ہیں"! اس نے عمر رسیدہ عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے ہلاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر رلی۔ شکریہ ادا کرتی ہوں"! مسز مارٹیمر نے جواب دیا "لیکن اس وقت مجھے روکو نہیں۔ ایک نہایت ضروری کام درپیش ہے۔ بس جانے ہی دو..."

"میری دقیانوسی حسینہ میں تمہیں بہت دیر نہیں روکونگا" اس نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "لیکن اگر تمہارا وقت قیمتی ہے۔ تو چلو میں ساتھ چلتا ہوں۔ میرا بازو لے لو اس میں شرمانے کی کیا بات ہے۔ اس کے علاوہ میں نے کپڑے بھی اچھے پہنے ہوئے ہیں"

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی صورت کو اطمینان کی نظر سے دیکھا۔ پھر مسز مارٹیمر کی طرف دیکھنے لگا۔ جس کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس نے غیر معمولی پر تکلف لباس پہنا ہوا تھا۔

"میری جان آؤ۔ یہ بازو لے لو" ڈاکٹر نے اسے متامل دیکھ کر کہا۔

عمر رسیدہ عورت جو کسی طرح بنک سے دور پہنچ جانا چاہتی تھی۔ اور جس کی یہ خواہش بھی نہ تھی کہ زیادہ عرصہ ڈاکٹر کی صحبت میں رہے۔ کہنے لگی "مسٹر رلی۔ اس وقت معاف ہی کر دو تو اچھا ہے۔ مجھے ایک نہایت ضروری کام درپیش ہے۔ اگر تم ملنا ہی چاہتے ہو تو شام کو مل لینا۔"

"جہنم میں گئی شام" جیک رلی نے بے صبری سے کہا "تمہیں یاد ہے اس دن سٹینفورڈ سٹریٹ والے معاملہ میں جب تم اس جوان لڑکی کو گاڑی میں سوار کر کے لے گئیں تو تم نے بہت جلد دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر وہ وعدہ آج پورا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تم نے رخصت ہوتے وقت کہا تھا کہ اس کام میں مالی فایدہ حاصل ہونے کی امید ہے..."

"ہاں۔ بے شک میں نے ملنے کے لئے وعدہ کیا تھا۔ مگر حالات ایسے پیش آئے کہ میں مل نہ سکی۔ بہر حال اس وقت میں اس سوال پر بحث نہیں کر سکتی" مسز مارٹیمر نے کسی قدر خشمگین ہو کر کہا "اس لئے چھوڑ دو مجھے جلدی ہے"

"سنو امیری پرانی حسینہ اگر تم یہ سمجھتی ہو۔ میں اس طرح تمہارا پیچھا چھوڑ دونگا۔ تو یہ سخت

غلطی ہے۔ میں تم سے اس وقت کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم مجھے ٹالنے کی کتنی بھی کوشش کرو۔ میں گفتگو کئے بغیر نہیں جاؤنگا۔ اس لئے میرا بازو لو۔ اور ساتھ ساتھ چلو۔ اگر ہم یہاں کھڑے ہو کر بحث کرتے رہے تو بہت جلد کئی آدمی گرد جمع ہو جائینگے کیونکہ ایسے خوبصورت مرد اور حسین عورت کی گفتگو جیسے ہم ہیں۔ آئے دن نہیں ہوتی" یہ کہتے ہوئے اس نے خوفناک طریق پر قہقہہ لگایا۔

"لیکن ممکن ہے جس طرف میں جا رہی ہوں۔ تم اس سے مخالف سمت میں جانا چاہتے ہو" مسز بارٹیمر نے اُس کا بازو اپنے بازو میں لینے سے تامل ظاہر کرتے ہوئے اور اس غیر متوقع ملاقات پر بے چین ہو کر کہا۔

"تم اس کا خیال نہ کرو۔ کیونکہ جدھر تم جا رہی ہو۔ اُدھر ہی میں چلتا ہوں" جیک رلی نے اس کے ہر ایک اعتراض کو رفع کرتے ہوئے کہا۔

"خیر تم اصرار کرتے ہو تو میں تھوڑی دور تمہارے ساتھ چلتی ہوں" مسز بارٹیمر نے ظاہرداری کے لئے ہنستے ہوئے کہا۔ اگرچہ اپنے دل میں وہ اسے خوب ہی کوس رہی تھی۔

اور پھر اس کا بازو اپنے بازو میں لیکر وہ بازار سٹرینڈ کی طرف چلنے لگی۔

جیک رلی جس کے انداز سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس بدصورت عورت کو ساتھ لے کر بے حد خوشی محسوس کر رہا ہے۔ کہنے لگا "کل رات میری ملاقات ہمارے دوست وٹریل بابسے ایک شراب خانہ میں ہوئی تھی۔ جب اس نے مجھے اس نئے لباس میں دیکھا۔ تو بہت خشمگین ہوا۔ کیونکہ اس نے سوچا جس روپیہ سے یہ کپڑے خریدے گئے ہیں وہ دراصل میری ملکیت تھا۔ بات یہ ہے کہ میں اُس رات کے بعد جب ہماری سٹیمفورڈ سٹریٹ والے مکان میں ملاقات ہوئی۔ پھر اس سے نہیں ملا تھا۔ اور چونکہ وہ میری طرف دھمکی آمیز نظر سے دیکھ رہا تھا۔ اس لئے میں نے اس کے پاس جا کر آہستہ سے کان میں کہا۔ کیوں باب اس بڈھے ٹارز کی کیا خبر ہے۔ یہ سُن کر اس کے چہرہ کی رنگت غصہ سے سپید ہوگئی۔ اور وہ دانت پیسنے لگا۔ آخر چند منٹ کے بعد کچھ سوچکر بولا۔ اگر تم اس راز سے خبردار نہ ہوتے۔ تو بخدا میں تمہیں منٹوں میں سیدھا کر دیتا۔ مگر کیا ہوا۔ اب بھی میں اس کا بدلہ لئے بغیر نہیں چھوڑونگا

میں نے لاپرواہی سے جواب دیا ۔ ’’اب مجھے تمہاری دھمکیوں کا ذرا خیال نہیں جس وقت چاہو میں تمہارے مقابلہ کے لئے تیار ہوں ۔ اس کے بعد ہم اس کرہ کے مختلف حصوں میں بیٹھ گئے اور اپنا اپنا پائپ پیتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف نظر غور سے دیکھتے رہے مگر ہمارے درمیان اور گفتگو بالکل نہیں ہوئی ۔ جو لوگ اس شراب خانہ میں موجود تھے وہ چونکہ جانتے تھے ہم دونو یار غار ہیں ۔ اس لئے حیران تھے ۔ آج ہم خاموش کیوں ہیں‘‘

مسز مارٹیمر کہنے لگی ۔ ’’پھر کیا تمہیں معلوم ہوا ۔ اس نے اس لاش کو کہاں پر دفن کیا؟‘‘

جیک رلی نے کہا ’’میں نے اس سے یہ سوال نہیں پوچھا ۔ اور نہ ہمارے درمیان زیادہ گفتگو ہوئی ۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ اس نے بڈھے مارٹنز کو بھوتوں والے مکان کے باورچیخانہ میں فرش کے اندر دو تین فٹ کی گہرائی پر دفن کر دیا ہوگا ۔ ۔ ۔ تمہارے خیال میں اب ہم دونو کے باہمی تعلقات کیسے ہیں؟‘‘

’’غالباً دوستانہ نہیں‘‘ مسز مارٹیمر نے کہا ۔ جو اپنے دل میں سوچ رہی تھی ۔ کہ میں اس بلائے بے درمان سے کس طرح نجات حاصل کروں ۔

’’دوستانہ!‘‘ شخص مذکور نے آواز و با کر کہا ۔ کیونکہ اس کے بلند لہجہ کی وجہ سے کئی راہ رو بازار میں چلتے ہوئے رک گئے تھے ۔ اور اس نے پولیس کے ایک سپاہی کو اپنی طرف مشتبہ نظر سے جھانکتے ہوئے بھی دیکھا تھا ۔ ’’دوستانہ کا کیا ذکر ہم اب ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں ۔ اس لئے نہیں کہ اب کے خلاف اب مجھے کسی طرح کا کینہ ہے ۔ کیونکہ میں تو اس سے انتقام لے چکا ۔ اور میری تسکین ہو گئی ۔ مگر اس کی یہ حالت ہے ۔ کہ جب کبھی اسے موقعہ ملا وہ میرے پہلو میں چاقو گھونپ دینے یا منہ پر تیزاب پھینکنے سے دریغ نہ کریگا ۔ پس میرا یہ فرض ہے کہ اس کے ساتھ ہر طرح سے مقابلہ کے لئے تیار رہوں‘‘ ۔ اس کے بعد ایک نہایت تشویشناک معاملہ پر گفتگو کرتے ہوئے وہ حیرت خیز خوش مزاجی سے کہنے لگا ۔ ’’میری پیاری بلی اب جس وقت میری اس سے تنہائی میں ملاقات ہوئی ۔ تو ہم میں سے ایک ہی زندہ بچے گا اور یہ بات اسی قدر یقینی ہے ۔ جیسے تمہارا اس وقت میرے پہلو میں موجود ہونا‘‘

"تو کیا وہ شخص جسے تم وٹریل باب کہتے ہو۔ اتنا ہی خطرناک ہے؟" مسز مارٹیمر نے پوچھا اگرچہ اس کی دلی آرزو یہ تھی کسی طرح وہ اور یہ دونو جہنم واصل ہو جائیں۔

جیک کہنے لگا "میں تم سے بارہا کہہ چکا ہوں۔ وہ نہایت خطرناک ہے۔ مگر دیکھو میری جان۔ میں تمہیں تھوڑی سی نصیحت تمہارے اپنے فایدہ کے لیئے کرنا چاہتا ہوں"

"میرے فایدہ کے لیئے" مسز مارٹیمر نے یہ سوچکر کانپتے ہوئے کہا۔ کہ معاملہ رفتہ رفتہ پیچیدہ صورت اختیار کر رہا ہے۔

"ہاں میری اچھی بلی تمہارے لیئے" ڈاکٹر نے جواب دیا۔ "اور وہ یہ ہے کہ وٹریل باب کو جس شخص کے خلاف کینہ ہو۔ اُسے کبھی معاف نہیں کرتا۔ اور نہ کبھی اس واقعہ کو بھولتا ہے۔ ظاہر ہے کہ تمہارے خلاف اُسے ایک زبردست وجہ ناراضگی موجود ہے۔ مگر میں وعدہ کرتا ہوں۔ اگر ایسا موقعہ پیش آیا تو میں تمہاری پوری طرح حفاظت کرونگا۔ کیونکہ ایمان کی بات ہے۔ تمہارے جیسی بدصورت عورت میں نے اپنی عمر میں کبھی نہیں دیکھی۔ اور بدصورتی میرے نزدیک اس صورت میں جب اس کے ساتھ تندی مزاج بھی شامل ہو ایک ایسی نعمت ہے جس کی انسان کو قدر کرنی چاہیئے"

"خیر ان باتوں پر ہم فرصت کے وقت بحث کرینگے" مسز مارٹیمر نے کہا "سردست میں تم سے جدا ہوتی ہوں" اور یہ کہہ کر وہ ویلنگٹن سٹریٹ کے اُس موڑ پر رک گئی جہاں سے واٹرلو پل کی طرف راستہ جاتا ہے۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ کیونکہ جو رستہ تمہارا ہے وہی میرا ہے" جیک رلی نے اطمینان کے لہجہ میں کہا۔ اور اس کے بعد اُسے آگے چلنے پر مجبور کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "یہ بتاؤ۔ تم اس ساہوکار کی دکان میں کیا کر رہی تھیں۔ جس کے دروازہ پر میں تم سے ملا؟"

"میں ایک کلرک سے ملنے گئی تھی جو میرا واقف ہے" عمر رسیدہ عورت نے اس کمبخت کو دل میں گالیاں دیتے ہوئے کہا۔ جو کسی طرح اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا تھا۔

"دیکھو میری جان۔ ان باتوں سے کام نہیں چلیگا" جیک نے پل کے پھاٹک پر اپنا اور مسز مارٹیمر کا محصول ادا کرتے ہوئے کہا "میں لندن کی زندگی کے ہر پہلو سے اس قدر مکمل واقفیت رکھتا ہوں۔ کہ کسی شخص کو بنک سے نکلتے دیکھ کر فوراً بھانپ لیتا ہوں

وہ اس جگہ روپیہ لینے گیا تھا یا نہیں۔ اسکی پہچان یہ ہے کہ اگر مرد ہو۔ تو وہ اپنی جیبوں کو ٹٹولتا یا کوٹ کے بٹنوں کو بار بار لگاتا ہے۔ اور عورت ہو تو اپنے بٹوہ کو مضبوطی سے پکڑتی۔ یا لباس کو بار بار اس مقام پر ہموار کرتی ہے۔ جس کے اندر اس کی جیب ہو۔ یا اپنے شال کو بڑی احتیاط کے ساتھ اوڑھتی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری طرف سے ان تمام علامات کا اظہار ہو رہا ہے۔ بس میں یقینی طور پہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس وقت تمہاری جیب میں ضرور نقدی موجود ہے۔"

"مسٹر رلی۔ تمہیں سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔" مسز مارٹیمر نے اپنے ساتھی کے ان الفاظ کو سن کر کانپتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہارا بازو کانپتا کس لیے ہے؟" ڈاکٹر نے ایسے سکون کے لہجہ میں کہا۔ جو دھمکی کے لہجہ سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔ گو مسز مارٹیمر کی اس شخص سے بہت تھوڑی واقفیت تھی تاہم وہ اس کے انداز سے سمجھ سکتی تھی۔ کہ وہ شرارت پہ آمادہ ہے۔

بڑی دلیری کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ "میرا بازو تو بالکل نہیں کانپا۔ مگر اب ہم پل کے آخری سرے پہ پہنچ گئے۔ اب میں الوداع کہتی ہوں۔ بتاؤ۔ کس دن ملوگے؟"

"مگر میں ابھی تم سے جدا ہونے کے لئے تیار نہیں۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "اس لئے تم عم فرو اکو چھوڑ دو۔"

پھر اپنے چہرہ پر خوفناک استہزا کی علامت نمودار کر کے جس کی وجہ سے اس کا پھٹا ہوا ہونٹ اتنا کھل گیا۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ ایک دیو ہے۔ جو مسز مارٹیمر کو نگلنا چاہتا ہے وہ کہنے لگا۔ "بے شک مجھے تم سے محبت ہے۔ مگر تم سے بھی زیادہ میں ان نوٹوں سے محبت کرتا ہوں جو تمہاری جیب میں ہیں۔ اس کے علاوہ میرا فرض ہے کہ تمہیں وڈریل باب کے حملہ سے محفوظ رکھوں۔ اور یہ تو میرا عرصہ دراز سے ارادہ ہے۔ کہ ہم زن و مرد کی حیثیت اختیار کر کے اطمینان کی زندگی بسر کریں۔"

"اور اگر میں تمہارے پیش کردہ اعزاز کو نامنظور کروں؟" عمر رسیدہ عورت نے طنز کا لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اگرچہ باطن میں وہ نہایت خوفزدہ تھی تاہم ظاہر میں بھی چاہتی تھی کہ رلی اسے معلوم نہ کرے۔

"اس صورت میں میں تمہیں اپنی مرضی پر چلنے کے لئے مجبور کرونگا۔" ڈاکٹر نے اطمینان

کے ساتھ جواب دیا۔

"مجبور!" عمر رسیدہ عورت نے اپنا بازو اس کی گرفت سے کھینچتے ہوئے یکایک واٹرلو روڈ میں کھڑے ہو کر کہا۔

"ہاں مجبور" جیک رلی نے اپنا بازو پھر اس کے بازو میں داخل کر کے زبردستی آگے کو چلاتے ہوئے کہا "دیکھو۔ تم مجھے دق نہ کرو۔ کیونکہ میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ کسی رکاوٹ سے ڈر جاؤں۔ اگر تم نے شور و غل کیا تو لوگ جمع ہو جائیں گے۔ مگر میں ان سے صاف کہہ دونگا تم میری بیوی ہو۔ اور میرا روپیہ لیکر بھاگ آئی ہو۔ اس سے اور کچھ نہیں تو تمہیں پولیس کے روبرو اس روپیہ کے متعلق جوابدہی تو کرنی ہوگی۔ اور تمہارے خصائل کا جس قدر علم مجھ ہو چکا ہے۔ اس کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس طرح کے سوالات کا جواب دینا تمہارے لئے کچھ سہل نہ ہوگا۔ میرا پختہ یقین ہے کہ تم نے یہ روپیہ کسی شرارت سے اڑایا ہے۔ اور میں اس میں سے نصف لئے بغیر نہیں چھوڑونگا"

جیک رلی نے یہ طویل تقریر کچھ اس انداز سے کی کہ مسز بارٹیمر سناٹے میں آگئی پھر جلدی ہی اوسان بحال کر کے مقابلہ کے لئے تیار ہونا چاہتی تھی۔ کہ معاملہ کے سب پہلوؤں کو دیکھ کر چپ کی چپ رہ گئی۔ فی الواقعہ اسکی موجودہ حالت اطمینان بخش نہ تھی۔ کچھ شک نہیں کہ روپیہ کے حصول میں اس نے شرارت۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے ایک سنگین جرم کیا تھا۔ اس لئے وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ معاملہ پولیس کی نظروں تک آئے دوسری طرف وہ یہ بھی خوب جانتی تھی کہ جیک رلی جو کچھ کہ رہا ہے۔ اسے کر کے دکھا سکتا ہے۔

پس حیران تھی کہ کیا کرے۔ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ حالات پیش آمدہ کے سامنے جھک جائے۔ بگڑے ہوئے کام کو جس طرح ممکن ہو بنانے کی کوشش کرے اور اس مصیبت سے جو درپیش تھی نجات حاصل کرنے کے لئے اتفاقات حسنہ کی منتظر رہے۔

"کیوں۔ میری جان خاموش کیوں ہو؟" ٹھگ نے ذرا وقفہ کے بعد پوچھا۔ "کیا یہ سوچ رہی ہو کہ میں اتنا خوبصورت نہیں ہوں کہ تم مجھ سے شادی منظور کرو؟"

مسز بارٹیمر کہنے لگی "بات دراصل یہ ہے کہ مجھے چند نہایت ضروری معاملات درپیش ہیں۔ تم ان کا تصفیہ ہو لینے دو۔ پھر میں تمہاری تجاویز کے مطابق عمل کرنے پر

آمادہ ہوں "

"تو لاؤ پہلے ہم دونوں ان ضروری معاملات کا تصفیہ کر دیں" ڈاکٹر نے کہا "میاں بیوی میں راز داری کیوں ہو؟ اتفاق سے ہم اسی طرف آ گئے ہیں۔ جہاں میرا مکان ہے۔ اس لئے میرے گھر پر چلو۔ میں تمہیں اسکی مالک بناتا ہوں۔ میرا گھر نہایت پر آسایش اور آرام دہ ہے۔ کیونکہ اس بڈھے ٹارنر کے روپیہ نے مجھے خوب ہی مدد دی ہے "

یکایک مسز ٹارٹیمر کے ذہن میں ایک تجویز پیدا ہوئی۔ اس نے سوچا کیوں نہ اس شخص کی تجاویز پر رضامندی ظاہر کر کے اس کے ساتھ چلوں اور موقعہ پا کر یا تو اس کے مکان سے بھاگ آؤں یا اسے قتل کر دوں۔ ڈاکٹر سے نجات پانے کی بظاہر اور کوئی صورت نہ تھی۔ ان حالات میں بہترین طریقہ یہی ہو سکتا تھا۔ کہ مزید انکار سے اسے آزردہ نہ کیا جائے۔ اور گو وہ سمجھتی تھی کہ یہ روپیہ جو میرے پاس ہے۔ اب ضرور اس کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ تاہم معتدبہ کر معلوم کر لیا جائے۔ وہ اس روپیہ کو کہاں رکھتا ہے اور رات کو جب یہ سو جائے تو روپیہ لیکر فرار کی سبیل پیدا کی جائے۔

یہ سوچکر وہ کہنے لگی "مجھے تمہارے ساتھ چلنے میں انکار نہیں۔ یہاں سر بازار گفتگو کرنے کی بجائے ہم وہیں اس پر بحث کریں گے "

"واہ وا! اب تم سمجھدار بنتی جا رہی ہو" جیک رلی نے کہا "میرے ساتھ ادھر کو آؤ" اور یہ کہہ کر وہ ان تنگ و تاریک گلیوں کی طرف ہو لیا جو اپر سٹیمفورڈ سٹریٹ اور نیو کٹ کے درمیان واٹر لو روڈ کے بائیں جانب واقع ہیں۔

ان گلیوں میں بے شمار ادنےٰ قسم کے قحبہ خانے واقع ہیں۔ جن کے دروازوں پر نیم برہنہ عورتیں دن میں ہر وقت کھڑی ہو کر شریف راہروں کو اندر چلنے کی ترغیب دیتی نظر آتی ہیں۔ یہاں چوری کی وارداتیں آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ اور ان فاحشہ عورتوں کا جو اس جگہ بود و باش رکھتی ہیں۔ سب سے بڑا مدعا یہ ہے کہ جو لوگ صورت سے زردار نظر آئیں وہ اگر شراب کے نشہ میں اس طرف سے گذریں تو کسی طرح انہیں دام فریب میں پھنسا کر لوٹا جائے۔ شرفا کو ان گلیوں سے اسی طرح حذر کرنا چاہیئے۔ گویا ان میں نہایت خوفناک متعدی وبا پھیلی ہوئی ہے۔

جیک رلی ٹارٹیمر کو ساتھ لئے رو پل سٹریٹ میں داخل ہوا اور وہاں ایک مکان

کے مختصر لیکن آراستہ کمرہ میں داخل ہو کر جس کے پچھلی طرف کمانی دار دروازوں کے اندر خوابگاہ تھی۔ برانڈی کی ایک بوتل پیش کی۔ اور کہنے لگا "آؤ پہلے آج کی ملاقات کی خوشی میں دو جام تو پئیں۔"

تیز شراب کے دو گلاس پر کر کے اس نے ایک بڑھیا کو پیش کیا جس نے اسے حریفانہ انداز سے پیا۔ کیونکہ واقعہ میں اس وقت اسے کسی محرک شے کی ضرورت تھی۔

پھر کھڑکی کی جھلملی بند کرتے ہوئے ڈاکٹر کہنے لگا "اب میری خوبصورت بلی میں ایک مختصر سی رسمی کارروائی کرتا ہوں جسے شاید تم بعید از اخلاق سمجھو۔ مگر اسے عمل میں لانا بہرحال ضروری ہے۔ اس لئے گھبرانا نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ پھر اس کباٹ کے قریب پہنچا جس سے اس نے برانڈی کی بوتل نکالی تھی۔ اور وہاں سے ایک بڑا سا شکاری چاقو نکال لایا۔ اس کا پھل کھول کر اس نے چاقو کو خنجر کی طرح ہاتھ میں لے لیا۔

"یقیناً تم مجھے ضرر نہیں پہنچاؤ گے" عمر رسیدہ عورت نے بے حد خوف زدہ ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر پیچھے کی طرف جھک گئی۔ اسکی نگاہ التجائے رحم کے ساتھ ڈاکٹر کے چہرہ کی طرف لگی ہوئی تھی۔

"بالکل نہیں۔ سوائے اس صورت کے کہ تم کوئی فضول حجت شروع کر دو" جیک نے جواب دیا۔ پھر اسکی طرف استہزا کے انداز سے دیکھتے ہوئے جس سے اسکی صورت اور زیادہ مکروہ نظر آنے لگی تھی۔ وہ بولا "تم مجھے اتنی عزیز ہو کہ میں سوائے اشد ضرورت کے ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ مگر اس کے باوجود فرض آخر فرض ہے۔ اس لئے مہربانی سے وہ نوٹ جو ساہوکار کی دوکان سے حاصل کئے تھے۔ میز پر رکھ دو۔ یقیناً میں ایسی ہی بیوی چاہتا ہوں۔ جو اپنے ساتھ معقول جہیز لائے۔ اس کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہوگا۔ کہ میں اسے کس قدر گزارہ دوں" یہ کہتے ہوئے اس نے پھر ایک خوفناک قہقہہ لگایا۔

جبکہ ڈاکٹر یہ الفاظ کہہ رہا تھا۔ مزبار تھیرا اپنے دل میں سوچ رہی تھی کہ اس وقت میری سلامتی کی کیا صورت ہے۔ وہ جانتی تھی اگر ایسے نے چیخ ماری [illegible] کی تو ممکن نہیں اس کے وار سے بچ سکے [illegible]

نہ دیکھ کر اس نے اطاعت گذاری میں ہی بچاؤ کی صورت دیکھی - اور جیب میں ہاتھ ڈال کر پھرتی سے دو نوٹ باقیوں سے جدا کر کے میز پر رکھ دیئے -

جیک رلی نے جھپٹ کر ان کو اٹھا لیا اور جب دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک ایک ہزار پونڈ مالیت کا ہے تو باوجود بڑی کوشش کے وہ اپنی خوشی کو ضبط نہ کر سکا -

خوفناک شکاری چاقو کو فرش زمین پر پھینک کر وہ عمر رسیدہ عورت کی طرف لپکا جو اس خیال سے کہ یہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے سہمگین ہو کر صم بکم پیچھے کی طرف جھک گئی مگر اس کے یہ اندیشے فوراً ہی رفع ہو گئے - کیونکہ وہ قابل نفرت مرد اپنے دونو بازو کی گردن میں ڈال کر اس انداز سے اس سے پیار کرنے اور چھاتی سے لپٹا نے لگا گویا وہ ایک شصت سالہ عجوزہ کی بجائے سترہ سال کی دوشیزہ ہے

مسز بارٹیمر لاکھ گنہگار اور خطاوار تھی - اور دریائے شور کے پار ہر طرح کی ادنے صحبتوں میں رہنے کی وجہ سے اس کا احساس تنفر گو کند ہو چکا تھا - تاہم اس سیاہ فام دریدہ لب دیوصورت شخص کا پیار ایسا نہ تھا جسے وہ اطمینان کے ساتھ برداشت کر سکتی جو بڑے جوش کے ساتھ اس سے لپٹ گیا تھا - پس وہ اسکی گرفت سے نکلنے کے لئے جدوجہد کرنے لگی - مگر وہ بنک نوٹوں کی خوشی اور جذبات شہوانی کے اثر میں اتنا وارفتہ ہوا - کہ جتنا زیادہ اس کی طرف سے رہائی کی کوشش ہوتی - اسی قدر زیادہ مضبوطی سے یہ اس کے ساتھ لپٹا جاتا تھا -

"سجنا میں ایک بوسہ تو ضرور ہی لونگا" وہ چلا کر کہنے لگا "دنیا تمہیں کتنی ہی بدصورت سمجھتی ہو . . . مجھے اس کی پروا نہیں . . . ذرا صبر کرو - بس ذرا سا . . . میرے لئے تم حسینوں کی سرتاج ہو . . . خدا تمہیں غارت کرے - دوزخی بلی - کس لئے میرے ہاتھ روکتی ہے . . . آہ! غصہ کی حالت میں تم کتنی خوبصورت نظر آتی ہو . . . بس - بس - میں عورت کو اسی حالت میں دیکھ کر خوش ہوتا ہوں . . . ایں! یہ کیا؟ . . ."

یہ آخری الفاظ کہتے ہوئے اس نے مسز بارٹیمر کو تو چھوڑ دیا - اور کسی چیز کی طرف جو فرش زمین پر گر پڑی تھی - جھپٹا -

یہ ان باقیماندہ بنک نوٹوں کا پلندہ تھا جو مسز بارٹیمر کی جیب میں تھے - اور اب

جدوجہد میں فرش پر گر گئے۔

"بخدا! یہ تو ایک نایاب خزانہ ... کسی بادشاہ کی دولت ہے!" ڈاکٹر نے نوٹوں کو ہاتھ میں لیکر اس انداز سے انہیں اُلٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا کہ معلوم ہوتا تھا اسے اپنی قوت باصرہ پر یقین نہیں۔ اس کی حیرت اس حد انتہا تک پہنچ گئی کہ وہ اپنے آپ کو دیوانہ سمجھنے لگا۔ مگر جلدی ہی ایک خاص خیال کے زیر اثر مسز مارٹیمر کی طرف بڑھکر جو غم وغصہ سے نڈھال ہوکر کرسی پر پیچھے کی طرف جھک گئی تھی۔ وہ کہنے لگا "آہ اب میں سمجھا" اور اس وقت اُس کی آواز سے کسی راز عظیم کی باخبری کا اظہار ہوتا تھا "اب میں سمجھا واقعی تم بہت اچھی لڑکی ہو بے شک یہ سب جعلی نوٹ ہیں۔ اور تم بنک میں انہیں چلانے گئی تھیں۔ بخدا کیا دور کی سوجھی ہے!"

مسز مارٹیمر بدحال ہوکر پیچھے کی طرف جھکی ہوئی تھی۔ وہ کچھ جواب نہ دے سکی۔ اس کا حلق خشک اور زبان اس شخص کی طرح سوکھ کر کانٹا ہوگئی تھی۔ جو گھنٹوں ریگستان میں سفر کرتا رہے اور اُسے منہ تر کرنے کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ مل سکے۔

"مگر نہیں" جیک لی نے ان نوٹوں کو اور زیادہ غور سے دیکھتے ہوئے یکایک کہا "یہ جعلی نظر نہیں آتے۔ یا اگر جعلی ہیں تو کسی نے ان کو کمال اُستادی سے تیار کیا ہے مجھے بنک نوٹوں سے جو واقفیت ہے۔ اسکی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ اصلی ہیں۔ خون اور غارت کی قسم اکس یلا کی عیارہ ہو" اس نے اسے سچی تعریف کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا "یقیناً تم نے یہ رقم کسی عظیم جعلسازی کے ذریعہ حاصل کی ہے۔ میری رائے میں ضرور ایسا ہوگا" اس نے ایک اور خیال کے زیر اثر جو اس کے دل میں پیدا ہوا تھا زیادہ زور سے کہا "ورنہ ذرا دیر پیشتر جب میں نے بازار میں شور و غل مچانے کی دھمکی دی تو تم اس قدر خوفزدہ نہ ہوجاتیں۔ صاف ظاہر ہے کہ تم اس معاملہ کے پولیس کی نظروں میں آنے سے خوفزدہ تھیں۔ مگر دیکھ لو۔ میرا قیاس کتنا صحیح نکلا۔ میں شروع سے یہ سمجھتا تھا کہ تمہارے پاس روپیہ ہے۔ اور تم نے اسے کسی ناجائز طریق پر حاصل کیا ہے جسے تم عوام کی نظروں میں لانا نہیں چاہتیں۔ جو کچھ بھی ہو۔ اب یہ روپیہ میرے پاس ہے۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ مجھ سے زیادہ حفاظت کے ساتھ کوئی اسے رکھ نہ سکتا۔ ٹھیرو میں گن لوں۔ کتنا ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اس دیوصورت شخص نے تہ کاری چاقو فرش زمین سے اُٹھا کر بند کرکے جیب میں رکھ لیا۔ اور اس کے بعد ان نوٹوں کو بڑی احتیاط کے ساتھ گننے لگا۔ پھر جب اس نے دیکھا کہ رقم بہت بڑی ہے تو اسکی حیرت خوشی پر غالب آگئی۔ اور وہ آہستگی سے سر ہلا کر بولا "معاملہ اتنا اہم ہے کہ پولیس اسکی تفتیش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گی۔ وہ ضرور اس بات کا کھوج لگائے گی۔ کہ نوٹ کس کے پاس ہیں۔ پس جو کچھ کرنا ہو وہ ابھی کرنا چاہیئے۔ میری رائے میں بہتر ہوگا کہ تم اس معاملہ کی پوری کیفیت مجھ سے بیان کردو۔ تاکہ میں اس بات کا فیصلہ کرسکوں۔ کہ مجھے کیا کرنا لازم ہے۔"

مسز مارٹیمر نے جان لیا کہ جو کچھ یہ کہہ رہا ہے غلط نہیں۔ پولیس کو جس وقت جعلسازی کا علم ہوا۔ وہ فوراً ان نوٹوں کی ادائیگی بند کرنے کا اعلان کردے گی۔ اور اس مطلب کے ضروری اشتہارات سارے اخباروں میں درج کرادیے جائینگے۔

پس وہ جلدی ہی اوسان بحال کرکے کہنے لگی "میری رائے میں اب واقعات کو چھپانا لاحاصل ہے۔ میں تمہیں سارے حالات مختصر لفظوں میں بتادیتی ہوں۔ ایک امیر کبیر نے . . ."

"کون امیر؟" رلی نے جلدی سے پوچھا "جو کچھ کہنا ہو صاف صاف کہو۔"

"مارکوئیس آف ڈیلامور" عمر رسیدہ عورت نے جواب دیا "اب تم اصرار کرتے ہو تو اس کا نام ظاہر کردیتی ہوں۔"

"ہاں اس نے کیا کیا؟" ڈاکٹر نے بے صبری سے سوال کیا

اُس نے مجھے ایک کام کے بدلے جو میں نے اسکی خاطر کیا تھا ۶۰۰ پونڈ کا چک دیا تھا۔ ایک اور چک اس نے میری بیٹی کو بھی . . ."

"آہ! تو کیا تمہاری کوئی بیٹی بھی ہے؟" جیک رلی نے پوچھا "اور کیا وہ صورت میں تمہیں سے ملتی ہے؟"

"واہ! وہ تو پریوں سے زیادہ خوبصورت ہے" مسز مارٹیمر نے جس کے سینہ میں اس وقت ایک ماں کے جذبات ناز بیدار ہو گئے تھے کہا "مگر کسی دیونی سے زیادہ بدسیرت اور اخلاق سے گری ہوئی . . . ہاں تو اس نے بھی اس مارکوئیس سے ۶۰ ہزار پونڈ کا ایک چک حاصل کیا تھا۔ اور گو اس نے اس واقعہ کا مجھ سے ذکر نہیں کیا تاہم میں نے اپنے

طور پر یہ بات معلوم کرلی۔ بس میں فوراً ہی وہاں سے انگلستان کی طرف واپس ہوئی ۔ ۔ ۔"

"اور یہ واقعہ انگلستان کے باہر کسی مقام پر ہوا تھا؟" رلی نے پوچھا۔

"ہاں پیرس میں تین دن گذرے" مسز ہارٹیمر نے جواب دیا۔ "لندن اگر میرے لئے یہ بالکل سہل تھا ۔ ۔ ۔"

"یوں کہا ہوتا کہ بالکل قدرتی تھا" ڈاکٹر نے طنزیہ لہجہ میں قطع کلام کرکے کہا۔ "اب میں سارا معاملہ اچھی طرح سمجھ گیا۔ تم نے ۶۰۰ کے چیک کو ۶۰۰۰ کا بنا لیا۔ اور بیٹی کا چیک پیش ہونے سے پہلے ہی روپیہ وصول کرلائیں۔"

"ہاں۔ یہی ہوا" بوڑھی عورت نے کہا۔

"اور تمہاری بیٹی کب اپنا چیک پیش کرے گی؟" ڈاکٹر نے سوال کیا

"میں نہیں کہہ سکتی" مسز ہارٹیمر نے جواب دیا۔ "بہرحال میں پیرس سے اس سے قریباً ۱۲ گھنٹے پہلے روانہ ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ اس کے ساتھ چونکہ ایک غیر ملکی شکیل جوان ہے۔ اس لئے ناممکن ہے کہ وہ رات کو سفر کرنا منظور کرے۔ اس طرح پر ۱۲ گھنٹے کی تاخیر اور واقع ہوگی۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ اس کے خیال میں میں اب تک پیرس ہی میں ہوں۔ اس کا اُسے مطلق علم نہیں کہ میں لندن میں آچکی ہوں۔ بس اس کے لئے اس کام میں جلدی کرنے کی کوئی خاص وجہ نہیں۔"

"خیر۔ میں سمجھا" ڈاکٹر نے کہا۔ "مگر یہ ساری تفصیل میرے سوال کا جواب بالکل نہیں دیتی میں نے پوچھا تھا وہ کب اپنا چیک پیش کرے گی۔"

"میرا خیال ہے وہ آج رات لندن میں پہنچے گی" بوڑھی عورت نے جواب دیا۔ "اس لئے چیک بھنوانے کا کام کل پر ہی ملتوی ہوگا" پھر وہ اس انداز سے گویا اپنے آپ سے باتیں کررہی ہو۔ کہنے لگی "میرے خیال میں اُسے اپنا چیک پیش کرنے سے روکا جاسکتا ہے بعض ذرائع ایسے ہیں جن سے کام لیا جائے تو یقیناً وہ اپنا چیک بنک میں پیش نہ کرے گی۔ اور اس طرح پر یہ روپیہ ہمارے ہاتھ میں رہ جائے گا۔"

"مگر وہ ذرائع کونسے ہیں؟" جیک رلی نے جلدی سے پوچھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسکی آنکھوں میں خوشی کی چمک پیدا ہوگئی۔

مسز ہارٹیمر بولی "اس تشریح سے پہلے ہمیں آپس میں تصفیہ کرلینا چاہیئے۔ کیا تم

اس روپیہ کا نصف مجھے واپس دینے کا وعدہ کرتے ہو؟ باقی نصف میں تمہارے حوالہ کرتی ہوں۔"

"منظور ہے۔" جیک رلی نے جواب دیا "معلوم ہوتا ہے تم میرے پاس رہنا پسند نہیں کرتی ہو۔ اور تمہارا منشا یہ ہے کہ معاملہ طے ہونے پر یہاں سے چلی جاؤ۔ یہی بات ہے نا؟"

"ہاں یہی میرا ارادہ ہے۔" عمر رسیدہ عورت نے جواب دیا۔

"خیر تو تمہاری حالت اس وقت یہ ہے۔" جیک رلی نے کہا "تمہارے پاس ۶۰ ہزار پونڈ کے نوٹ ہیں۔ لیکن اس عظیم واقفیت کے باوجود جو مجھے شہر کے ان نامی آدمیوں سے حاصل ہے جو چوری کا مال لیتے ہیں۔ میں ایک دن میں دو تین ہزار پونڈ سے زیادہ کے نوٹ نہ چلا سکوں گا۔ اور کل صبح عجب نہیں کہ تمہاری بیٹی اپنا چک بنک میں پیش کر دے جس کے بعد معاملہ کا راز فاش ہوجانے پر نوٹوں کے خلاف اشتہارات امتناعی کا جاری ہوجانا ایک معمولی بات ہے۔ گویا پھر یہ تمام نوٹ پرزہ کاغذ سے زیادہ قیمتی نہ ہوں گے۔ شاید تم کہو انہیں یورپ میں چلانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ میری رائے میں سراسر بےسود ہے۔ کیونکہ اشتہارات کا اثر یورپ کے باقی ملکوں میں بھی فوراً ہی پہنچ جائے گا۔ اور وہاں کے تمام صراف خبردار ہوجائیں گے۔ پس ۶۰ ہزار کے نوٹ حقیقت میں دو تین ہزار سے زیادہ کی مالیت نہیں رکھتے۔ مگر دوسری طرف تم کہتی ہو کہ بعض ذرایعہ ایسے ہیں جنہیں کام میں لانے سے تمہاری بیٹی اپنا چک بنک میں پیش کرنے سے باز رہے گی۔ اور اس نقصان کو برداشت کرلے گی۔ اگر ایسا ہوجائے تو یہ ساٹھ کے ساٹھ ہزار کھرے ہیں آدھے کا مالک میں اور آدھے کی تم۔"

"تو لاؤ میرا نصف حصہ میرے حوالہ کردو۔" بڑھیا نے حریصانہ بےصبری سے کہا

"یوں نہیں۔" جیک رلی نے جواب دیا۔ "پہلے اسکی ضمانت ہونی چاہیئے۔ کہ تم ایمانداری سے کام کروگی۔ میرے ساتھ تمہیں اس سے پیشتر واسطہ پڑ چکا ہے۔ اور تم جانتی ہو میں نے بےایمانی نہیں کی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ تم نے وٹرلی باب کے ساتھ جد وجہد میں میری جان بچائی تھی۔ اس احساس شکرگذاری کے زیر اثر میں نے تمہیں پہلے نصف روپیہ واپس دیدیا تھا۔ اسی طرح اب کام ہوجانے پر نصف دیدونگا۔ پس تمہیں جہاں جانا ہے جاؤ اور

جو کچھ کرنا ہے کرو۔ نوٹ میرے ہی پاس رہیں گے۔ اس کے بعد جب تم آکر مجھے اس بات کا یقین دلا دو گی۔ کہ تم نے واقعہ میں اپنی بیٹی کو دوسرا حکم پیش کرنے سے روک دیا ہے اور اس معاملہ کا راز فاش نہیں ہوگا۔ میں فوراً تمہارا حصہ تمہارے حوالے کر دونگا۔ میں نے سارے معاملہ کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ اور اس کے بعد ہمارے درمیان کوئی امر بحث طلب نہ ہونا چاہیئے۔ رہا یہ سوال کہ تم میری منکوحہ بننا چاہتی ہو یا نہیں۔ اسے میں تمہاری مرضی پر چھوڑتا ہوں۔ کیونکہ اگرچہ تم سے شادی کر کے ۳۰ ہزار پونڈ سے گھر چلانے میں مجھے اتنی خوشی ہوگی جتنی کسی بادشاہ کو بھی نہیں ہو سکتی۔ تاہم انکار کی صورت میں یہ امر میرے لئے موجب تسکین ہوگا کہ ۳۰ ہزار پونڈ تو میرے پاس رہے۔"

جب کہ جیک رلی یہ طویل تقریر کر رہا تھا۔ مسنر مارٹیمر اپنے دل میں یہ سوچکر خوش ہو رہی تھی۔ کہ شکر ہے معاملات نے کچھ تو اصلاح کی صورت اختیار کی۔ ایک تو اسے اس دیو سیرت۔ و بدصورت شخص کی صحبت سے الگ ہونے کا موقعہ ملا۔ دوسرے یہ طے ہو گیا کہ ۶۰ ہزار میں سے ۳۰ ہزار کے نوٹ ضرور میرے پاس رہ جائیں گے۔

پس اس نے ڈاکٹر کی عاید کردہ شرطیں منظور کیں اور شادی کے سوال کو خوشی سے ملتوی کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے لباس کو جو اس جدوجہد میں بگڑ گیا تھا درست کر کے روانہ ہونے کے لئے اٹھی۔ مگر اس لب دریدہ شیطان نے چلتے چلتے پھر ایک بار اسے زور سے چھاتی سے لگایا۔ اور گو اس کا پیار قابل نفرت اور خارج از برداشت تھا۔ تاہم غریب مسنر مارٹیمر کو جبراً و قہراً خاموش رہنا پڑا۔

باب ۱۹۴ لارا اور اس کی ماں کی ایک اور ملاقات

جس روز کے واقعات سطور بالا میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ اسی کی شام کو ۵ بجے کا وقت تھا۔ کہ لارا مارٹیمر اپنے عاشق جانباز کونٹ آف کارگنانو اور خادمہ روزالی کی معیت میں سوتھ ایسٹرن ریلوے کے ذریعہ لندن میں وارد ہوئی۔ اور حصہ وسٹ اینڈ کے ایک ہوٹل میں پہنچی۔

نوجوان اطالوی امیر کو اگرچہ اس فعل پر جس کا وہ مرتکب ہو رہا تھا غور کرنے کے لئے

کافی فرصت مل چکی تھی۔ تاہم اس کے جوش اشتیاق میں ذرا تخفیف نہیں ہوئی۔ بخلاف ازیں جتنا زیادہ اسے اسکی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ جس قدر زیادہ دونوں کی ملاقات ہوئی اتنا ہی زیادہ اس کے دل میں لارا کو عقد مناکحت میں لانے کا شوق دوبالا ہوتا گیا۔

اور سچ پوچھئے تو اُس کی طرف سے یہ اظہار محبت تعجب خیز نہیں سمجھا جا سکتا اس لئے کہ ہمارے ناظرین خوب جانتے ہیں وہ نازنین کس دلفریبی اور کا فراوائی سے عشاق کے دلوں پر قابو پاتی تھی۔ اور اس کا حسن زمانہ خوبصورتی کے عام مدارج سے کسقدر بلند و بالا تھا۔ کونٹ آف کارگنا نو کے بدن میں جوش شباب اور رگوں میں گرم اطالوی خون تھا۔ اور وہ ساحرہ اس خود فراموش جوان کے سینہ کو ہر وقت ناز و انداز کے پیکاں و سناں سے زخمی کر رہی تھی۔ رستہ میں کیا مجال اس نے ایک لمحہ کے لئے گفتگو کی دلچسپی کو کم ہونے دیا۔ وہ خود اپنے خوبصورت رفیق پر والہ و شیدا نظر آتی۔ اور اس پر جان نثار کرتی تھی۔ ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا عجب ہے کہ وہ ریشمی جال جس میں لورنزو گرفتار ہو چکا تھا اس کے گرد اور مضبوط ہو گیا

ایک بات اور بھی تھی۔ جس نے لورنزو کی محبت اور لارا کے سحر کو دوبالا کرنے میں مدد دی۔ اور وہ یہ کہ پیرس میں ایک بار اس سے ملاقات کر کے اس نے لورنزو کو دوبارہ اپنے مکان پر مدعو نہیں کیا تھا۔ اس پہلی ملاقات میں اس نے اس سے جس محبت کا اظہار کیا یا اس پر جو اثر سحر ڈالا۔ اسے برقرار رکھنے کی کوشش نہ کی گئی تھی۔ جس سے ظاہر تھا کہ وہ ایسی عورت نہیں جسے کسی کی دولت کی چاہ یا شوہر کی تلاش ہو۔ بخلاف ازیں اس نے واضح کر دیا تھا۔ کہ ہمارے تعلق کا خاتمہ اس پہلی ملاقات ہی پر سمجھا جائے گا۔ اس نے یہاں تک کہ دیا تھا کہ میں نہ تمہاری بیوی اور نہ داشتہ بن سکتی ہوں۔ اس کے بعد وہ جوان اپنی مرضی سے اس کے پاس پہنچا۔ اور اس نے خود اس کے سامنے دست سوال دراز کیا۔ ایسے حالات میں یہ خیال ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے ذہن میں پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ کہ وہ متلاشی زر یا شوہر کی طلبگار عورت ہے۔ اُلٹا وہ تو یہ سمجھتا تھا کہ اسے اپنے ساتھ شادی پر آمادہ کر کے اور اپنی دولت اور رتبہ کا شریک بنا کر اس کا ممنون احسان ہو رہا ہوں۔ وہ اپنے آپ کو صاحب

نصیب سمجھتا تہا کہ ایک ایسی حسین عورت مجھ سے شادی پر آمادہ ہوئی ۔
ادہر لارا مارٹیمر اس فکر میں تھی کہ شادی کی رسم جہاں تک جلد ممکن ہو عمل میں آجائے کیونکہ قدرتی طور پر اس کی یہ خواہش تھی ۔ کہ دولت اور عزت حاصل کرنے کا یہ نادر موقعہ جو حسن اتفاق سے مل گیا ہے ۔ ہاتھ سے جاتا نہ رہے ۔ کونٹس کا قابل فخر لقب حاصل کرنے کے مقابلہ میں جواب اسکی رسائی میں تھا ۔ ۶۰ ہزار پونڈ کا چیک بھنوانے کا سوال بھی محض ثانوی اہمیت رکھتا تھا ۔
ہوٹل میں جلد جلد کھانا کھاکر لارا اور اس کا زیر تجویز شوہر قریب ہی ایک شخص کے ہاں گئے ۔ جو فیشنبل حصہ شہر میں مکانات کرایہ پر دینے کا ایجنٹ تھا ۔ حسن اتفاق سے اس کے زیر اہتمام ایک خوشنما آراستہ کوٹھی خالی تہی ۔ یہ جگہ وسٹ بورن پلیس پملیکو میں واقع تھی ۔ اور اس میں ہر قسم کا ضروری سامان فرنیچر پہلے سے موجود تہا ۔ کونٹ اور لارا گماشتہ کو ساتھ لیکر اس کوٹھی کی طرف روانہ ہوئے اور چونکہ مکان ہر لحاظ سے پر آسائش اور لارا اور اس کے منگیتر کی سکونت کے قابل تھا ۔ اس لئے وہیں کرایہ وغیرہ کا فیصلہ ہوگیا ۔
اس کے باوجود لارا اور کونٹ نے وہ رات ہوٹل میں ہی بسر کی ۔ دوسرے دن سویرے وہ دونو ڈاکٹرز کامنز میں گئے ۔ جہاں نوجوان امیر نے شادی کا خاص لیسنس حاصل کیا پھر یہ روزالی کو ساتھ لیکر قریب ہی ایک گرجا میں پہنچے ۔ مختصر یہ کہ ۱۱ بجتے بجتے لارا مارٹیمر اور کانٹ آف کارگنانو کی باقاعدہ طور پر شادی ہوگئی ۔
مگر کیا مسز مارٹیمر ان واقعات کی طرف سے غافل یا ان سے بے خبر تھی ؟ بالکل نہیں وہ سب کچھ نظر غور سے دیکھتی رہی ۔
یوم گذشتہ کو جیک رلی کے ہاں سے واپس آکر اس عیارہ نے اپنے دل میں سوچا تھا کہ "لارا ایک نوجوان اطالوی امیر کو اپنے دام حسن میں اسیر کر چکی ہے ۔ مجھ سے پیرس میں اپنی شادی کا ذکر کرتے ہوئے اس نے کہا تھا کہ میں محسوس کرتی ہوں سب مجھے اس سے محبت ہے ۔ میں واقعی اس سے محبت کرتی ہوں ۔ اور وہ ایک شاندار خطاب اور عظیم دولت کا مالک ہے ۔ اسکی طبیعت کا مجھے جو علم ہے اس کی بنا پر کہہ سکتی ہوں کہ لندن میں پہنچکر وہ اس سے شادی کرنے کے معاملہ میں ذرا سی تاخیر بھی نہیں کرے گی ۔ اس مطلب

کے لئے وہ شادی کا خاص لیسنس حاصل کریں گے ۔ اور چونکہ وہ نوجوان جس سے وہ شادی کرنا چاہتی ہے ۔ غیر ملکی ہے ۔ اس لئے اس کی بات سمجھنے اور سمجھانے کے لئے لارا اس کے ساتھ ڈاکٹرز کامنز میں ضرور جائے گی ۔ اس شخص سے شادی کر کے تاج امارت حاصل کرنے کی اُسے اتنی زبردست خواہش ہے کہ اس کے مقابلہ میں وہ اپنا چک ساہوکار کے ہاں پیش کرنے کے معاملہ کو بھی کم اہمیت دیگی"۔

ان خیالات کے زیر اثر مسز مارٹیمر نے سویرے ہی اُٹھ کر ڈاکٹرز کامنز کی راہ لی ۔ جس کی تنگ گلیوں اور تاریک احاطوں سے خود پوشیدہ رہ کر سارے واقعات کو دیکھنے رہنا اس کے لئے زیادہ دشوار نہ تھا ۔ اس کا قیاس غلط ثابت نہ ہوا ۔ اور نہ اسے وہاں زیادہ عرصہ انتظار کرنا پڑا ۔ تھوڑے عرصہ میں اُسے ایک کرایہ کی گاڑی نظر آئی ۔ اور ایک نوجوان جس کی رنگت زیتون کی طرح شفاف اور مونچھیں چمکدار تھیں نیچے اُترا کھڑکی میں ایک خاتون کا سر دکھائی دیا جس نے اُسے چند ہدایات دیں ۔ اور وہ خوبصورت سر ٹوپی اور نقاب میں اتنا پوشیدہ نہ تھا ۔ کہ مسز مارٹیمر کے لئے اپنی جائے پناہ سے یہ پہچاننا مشکل ہوتا ۔ کہ یہ میری ہی بیٹی کے خط وخال ہیں ۔ اس کے ذرا دیر بعد اس عیارہ کے دیکھتے دیکھتے نوجوان اطالوی واپس آیا ۔ تو اس کے چہرہ پر خوشی کے آثار نمودار تھے اور جب وہ دوبارہ گاڑی میں سوار ہوا اور گاڑی چلنے لگی ۔ تو مسز مارٹیمر ایک اور کرایہ کی گاڑی میں اسکے پیچھے پیچھے ہو لی ۔ اگرچہ وہ گرجا سے تھوڑی دور ورے ہی کھڑی ہو گئی ۔ گاڑی والے کو رخصت کر کے وہ بڑی جرأت سے کام لیکر گرجا میں داخل ہو گئی کیونکہ وہ اس بارہ میں کامل یقین حاصل کرنا چاہتی تھی کہ رسم شادی کی ادائیگی میں کوئی غیر متوقع معاملہ خلل انداز نہ ہو ۔ وہ معبد سے ذرا فاصلہ پر ایک کرسی پر بیٹھ گئی ۔ جہاں خود پوشیدہ رہ کر وہ سب کچھ دیکھ سکتی تھی ۔ اس نے لارا کو محافظ سے چند الفاظ کہتے دیکھا ۔ جو اس کے بعد گرجا سے باہر چلا گیا ۔ اور پاؤ گھنٹہ میں گرجا کے کلرک اور پادری کو ساتھ لیکر واپس آیا ۔ رسم شادی مسز مارٹیمر کی نظروں کے سامنے ادا ہوئی ۔ گو دولہا یا دلہن کسی نے اُسے نہیں دیکھا ۔ مگر جب اس کے بعد کونٹ آف کارگنا نو لارا کو ساتھ لیکر روزالی سمیت گرجا سے باہر نکل رہا تھا ۔ مسز مارٹیمر یکایک نمودار ہو گئی ۔

اُسے دیکھ کر لارا ایک لمحہ کے لئے ٹھٹک گئی ۔ بلاشبہ ایسے موقعہ پر اس کا سامنے

آنا غیر متوقع، ناقابلِ فہم اور موجبِ تشویش تھا۔ مگر جلدی ہی اوسان بحال کر کے چہرہ پر مسکراہٹ کے آثار پیدا کرتے ہوئے وہ آہستہ سے بولی "میرا خیال تھا تم پیرس میں ہو۔ بہرحال یہ ملاقات ایک غیر متوقع راحت ہے۔" پھر اپنے شوہر کی طرف مڑ کر وہ کہنے لگی "لورنزو یہ میری والدہ ہیں۔ جو حسنِ اتفاق سے اسی گرجا میں جہاں ہماری شادی کی رسم ادا ہوئی عبادت گذاری کے لئے نکلیں۔"

یہ کہتے ہوئے لارا نے اپنی بوڑھی ماں کی طرف پُرمعنی رعب کے ساتھ دیکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ خبردار کونٹ کے روبرو اس بیان کے خلاف کوئی بات نہ کہنا۔ یہ اس لئے کہ وہ اپنے دل میں سمجھ گئی تھی۔ یہ میری نقل و حرکت کو دیکھتی رہی ہے۔ اگرچہ اب تک یہ معلوم کرنے سے قاصر تھی کہ کس لئے اس نے ایسا کیا۔

"مسز مارٹیمر سے شرفِ نیاز حاصل کر کے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔" کونٹ نے بڑھیا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "امید ہے آپ اس تعلق کی مخالفت نہ کریں گی جو ہمارے درمیان قائم ہوا ہے۔"

"مائی لارڈ یقیناً نہیں۔" بڑھیا نے جواب دیا۔ "افسوس صرف اس بات کا ہے کہ آپ نے مجھے اس تقریب پر مدعو نہ کیا۔ بہرحال مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ لارا نے اپنی قسمت آپ سے وابستہ کی۔ چونکہ لندن میں میرا قیام نہایت مختصر ہے۔ اس لئے اجازت دیجئے کہ میں اپنی لارا سے چند منٹ تنہائی میں گفتگو کر لوں۔"

"اماں ہمارے ساتھ مکان پر چلئے جو ہم نے کرایہ پر لیا ہے۔" لارا نے کہا۔ "وہاں یقیناً پیارے لورنزو کو اس میں اعتراض نہ ہوگا۔ کہ ہم چند منٹ کے لئے علیحدہ گھر میں ... نجی معاملات پر گفتگو کریں۔"

"بالکل نہیں۔" امیر موصوف نے کہا جو اس انتہائی خوشی میں اپنی حسین بیوی کی ہر ایک درخواست ماننے کے لئے تیار تھا۔ اور جسے اس واقعہ میں کوئی بات عجیب یا موجبِ تشویش نظر نہیں آتی تھی۔ گو ممکن ہے۔ مسز مارٹیمر کا یکایک نمودار ہونا اسے بھی کھٹکا ہو۔ لیکن چونکہ اس نے اس شادی پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ اس لئے اس نے اس کی غیر متوقع آمد پر طرح طرح کے قیاسات سے دل کو مشوش کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

پس اب دولہا۔ دلہن۔ مسز مارٹیمر اور روزالی جو شادی کی رسم میں دلہن کی سہیلی

کا فرض ادا کر چکی تھی) گاڑی میں سوار ہوئے اور وہ تیزی سے پلیکو کی جانب روانہ ہوئی۔
رستہ میں صرف سرسری اور سطحی گفتگو ہوتی رہی جس کی تفصیلات بے سود ہوں گی
وسٹ بورن پلیس کے خوشنما مکان میں پہنچ کر لارا اور مسز مارٹیمر جلدی ہی ایک کمرہ میں گفتگو
کے لئے جمع ہوئیں۔

تنہائی میں آتے ہی لارا کا چہرہ پر جلال ہوگیا اور صورت سے سختی ظاہر ہونے لگی پھر
وہ قہر آلود لہجہ میں کہنے لگی "میں پوچھتی ہوں یہ جاسوسی کیا معنی رکھتی ہے؟ اور کس لئے
ایک ایسے موقعہ پر تم نے خلاف امید میرے پاس آنے کی جرأت کی؟"

"اس لئے کہ میں ایک ایسے معاملہ پر جس کی اہمیت کا ہم دونو سے تعلق ہے۔ گفتگو
کرنا چاہتی تھی" مسز مارٹیمر نے سکون آمیز گستاخی کا لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا جس سے
وہ ذہین اور ہوشیار لارا کو یہ جتانا چاہتی تھی۔ کہ حالات ایسے پیش آچکے ہیں کہ میں
اب تم سے آزاد رہ کر زندگی بسر کر سکتی ہوں۔

"اور وہ معاملہ کیا ہے؟" جوان عورت نے اب بھی اپنی ماں کے ساتھ حقارت آمیز
سلوک جاری رکھ کر کہا۔

مسز مارٹیمر کہنے لگی "معاملہ یہ ہے کہ ایک طرح پر میں تمہارے اختیار میں ہوں۔ اور
دوسری طرح تم میرے قابو میں۔ پس اگر تم چاہتی ہو ہم میں سے ایک کی طرف سے دوسرے
کو نقصان نہ پہنچے۔ اور دونو بے خوف ہو کر اپنے طریق پر زندگی بسر کرتی رہیں تو اس کے
لئے باہمی مراعات کی ضرورت ہے۔"

"میں تمہارا مطلب بالکل نہیں سمجھی" لارا نے جواب دیا "جواب تک یہ سمجھتی تھی کہ
میرے اپنی ماں کے قابو میں ہونے کا تعلق صرف ان کمزوریوں سے ہے جن کا اظہار میری
سابقہ زندگی میں ہوا۔ پھر چند منٹ توقف کے بعد وہ کہنے لگی "دیکھو اگر تمہیں مجھ سے
کوئی امداد لینا ہے تو از برائے خدا یہ نہ سمجھو کہ میں تمہاری دھمکیوں سے ڈر کر مدد دوں گی
کیونکہ تم میرے مزاج سے خوب واقف ہو۔ اور جانتی ہو کہ میں کوئی کام کسی کے دھمکانے
سے کبھی نہیں کرتی۔ خواہ میری ضد میرے اپنے لئے کتنی بھی مضرت رساں ثابت ہو۔"

"یہ بات ہے" بڑھیا نے حقارت سے کہا "ٹھیر جاؤ یہ سارا غرور چند منٹ کے عرصہ
میں نکل جائے گا۔ اب بھی اگر ہم ایک دوسرے کی دشمن ہیں تو یہ سب تمہارا اپنا

قصور ہے۔"

لارا کہنے لگی۔ "تم نے مجھ پر جو الزام لگایا۔ میں اس کے پہلوؤں پر بحث کرنا نہیں چاہتی سفلک سٹریٹ کا واقعہ تمہیں بھولا نہ ہوگا۔ اور اگلے دن شام کو پیرس میں تم نے جو تکرار کی وہ بھی ضرور تمہیں یاد ہوگی۔ کیا ان باتوں کو جانتے ہوئے تم مجھ پر یہ الزام عائد کرنے کی جرأت کرسکتی ہو؟ تم مجھ پر حکومت کرنا چاہتی تھیں۔ اور میں خود حکومت کی عادی پھر بھلا ہمارا نباہ کیونکر ہو؟ لیکن یہ گئی گذری باتیں ہیں میرا خیال تھا۔ ان کا بہت مدت پہلے تصفیہ ہو چکا۔ اور اس تصفیہ کے سلسلہ میں ہی تم نے مجھ سے ۲۰۰ پونڈ سہ ماہی وظیفہ لینا منظور کیا تھا۔ پھر کیا اب تمہیں وہ شرطیں منظور نہیں۔ یا تم کوئی اور شرائط سوچ کر آئی ہو؟"

"ہاں میں کچھ اور شرائط چاہتی ہوں"۔ مسز مارٹیمر نے جواب دیا۔ پھر اپنی آنکھیں مٹی کے چہرہ پر گاڑ کر وہ کہنے لگی۔ "لارا مجھے تمہارا ایک ایسا راز معلوم ہے جسے اگر میں ظاہر کردوں تو تم یقیناً برباد ہو جاؤ۔"

"بس اماں۔ خاموش"۔ لارا نے کہا جس کا چہرہ فرط غضب سے سرخ ہو گیا تھا۔ "میں اس سے زیادہ سننا نہیں چاہتی۔ کیونکہ میں سمجھ گئی تمہاری دھمکی کا کیا مطلب ہے۔ مگر میری بات یاد رکھو۔ تم یہ سمجھتی ہو کہ میں تمہارے اختیار میں ہوں۔ اور اگر کسی وقت تم نے میرے شوہر سے ملکر اسے میری سابقہ زندگی کے حالات بتلا دیئے یعنی اسے میری گذشتہ کمزوریوں اور فروگذاشتوں سے خبردار کر دیا۔ تو تمہاری رائے میں وہ محبت جو اسے میرے ساتھ ہے نفرت میں بدل جائے گی۔ اور وہ مجھے فوراً نظر انداز کر دے گا۔ اگر یہی تمہارا خیال ہے۔ تو جاؤ میں اجازت دیتی ہوں جو تمہارے جی میں ہو کرو۔ مجھے ذرا پروا نہیں اس لئے کہ اول تو تمہیں میرے شوہر سے ملاقات کا موقعہ نہیں ملے گا۔ لیکن اگر کسی طرح تم اس سے مل لو تو تمہاری باتیں اس کے خیالات میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کرسکیں گی۔ میں تمہارے الفاظ کی تردید کردوں گی۔ وہ خود جانتا ہے میں نیکی کا مجسمہ نہیں ہوں۔ اس کے علاوہ میں اسے بآسانی یہ سمجھا دوں گی۔ کہ یہ عورت ذاتی بغض کی وجہ سے میری کوتاہیوں کو اس درجہ اہمیت دے رہی ہے۔ پس اماں اگر تم یہی پیغام لیکر آئی تھیں تو جاؤ۔ میں منت کرتی ہوں۔ ایسا نہ ہو میں تمہیں زبردستی نکلوانے پر مجبور ہو جاؤں۔"

اس وقت ۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے عیاش ۔ بدکار اور بے اصول پرڈیٹا (جسے ہم نے یہ نام پھر ایک بار اس لئے دیا ہے کہ اس کے ادنے خصائل کا بہترین مظہر سمجھا جا سکتا ہے) شاہانہ وقار اور سطوت سے بالکل سیدھی کھڑی تھی ۔ سینہ متلاطم ۔ آنکھیں شعلہ بار اور نتھنے پھولے ہوئے تھے ۔ مکان پر آکر چونکہ اس نے ٹوپی ۔ شال اور لمبے سپید دستانے اُتار دیئے تھے ۔ اس لئے اب عروسی لباس میں وہ سچ مچ ایک ناگن نظر آتی تھی ۔ اس کا انداز پُرخوف ۔ قامت پر رعب اور آواز کامل رو پہلی لہجہ کی وجہ سے نہایت موثر تھی ۔

مگر اس کے باوجود عمر رسیدہ عورت کے سکون میں فرق نہیں آیا ۔ وہ بیٹی کے الفاظ کو اس شخص کی لاپروائی کے ساتھ نفرت آمیز اطمینان کے ساتھ سنتی رہی جو محسوس کرتا ہو کہ میرے پاس ایک ایسی آخری دلیل موجود ہے جس کا ذکر انجام کار فریق ثانی کو مغلوب اور مرعوب کر دیگا ۔

"لارا میں صرف ایک لفظ اور کہنا چاہتی ہوں" ۔ بوڑھی عورت نے ایسے لہجہ میں کہا جس سے بیٹی کی توجہ از خود اس کی طرف مبذول ہو گئی ۔ "اس کے بعد تمہارا اختیار ہے جس طرح جی چاہے کرنا ۔ میرے وہ لہجہ اختیار کرنے کا مدعا ۔ جسے تم دھمکی آمیز سمجھتی ہو ۔ ان حقیر ۔ گئی گذری باتوں کو تازہ کرنا نہ تھا ۔ میرے دل میں ان واقعات کے ذکر کا جنہیں تم نے کمزوری اور فروگذاشت کے نام سے موسوم کیا ہے ۔ نہ پہلے ارادہ تھا ۔ اور نہ اب ہے" پھر وہ طنز آمیز لہجہ میں کہنے لگی "میں ہرگز تمہیں اس کا موقعہ دینا نہیں چاہتی کہ اپنی خطاؤں اور گناہوں کو حقیر زنانہ کمزوری کی صورت میں پیش کر سکو" ۔

"تو پھر اس لمبی تمہید سے تمہارا اصلی مدعا کیا ہے ؟" لارا نے جس کے دل میں اب ایک مبہم خوف پیدا ہونے لگا تھا ۔ کہا ۔ اگرچہ اس نے اُسے ظاہری سکون کے پردہ میں چھپانے کی کوشش کی ۔ وہ محسوس کرنے لگی تھی کہ میری ماں کو میرا کوئی ایسا راز معلوم ہے جس سے وہ بہترین فائدہ حاصل کرنے پر تلی ہوئی ہے ۔

مسز مارٹیمر کہنے لگی "میری تمہید ختم ہوئی ۔ اور اب میں اصلی مضمون ہی کی طرف آتی ہوں کیا تم نے کونٹ آف کارگنا نو سے شادی کر لی ہے ؟"

"کتنا بے فائدہ سوال ہے" لارا نے کہا "تم دیکھ چکی ہو کہ ہماری شادی کی رسم گرجا میں ادا ہوئی" ۔

"خیر تم مانتی ہو کہ تم نے کونٹ سے شادی کی اور آیندہ تم کونٹس آف کار گنا نیز کہلا دی گئی؟" عمر رسیدہ عورت نے بدستور استفہامی لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا

"یقیناً۔" لارا نے جواب دیا "مجھے یہ لقب شادی کی رو سے حاصل ہوا ہے اور میں اسے ضرور برتوں گی۔ مگر میں پھر پوچھتی ہوں۔ ان بیکار سوالات کا مدعا کیا ہے؟"

"میرا مدعا" عمر رسیدہ عورت نے بیٹی کے قریب جاکر آواز کو غایت درجہ دباتے ہوئے کہا۔ "میرا مدعا یہ ہے" اور یہ کہتے ہوئے اس کے چہرہ پر سختی اور استقلال کے آثار نظر آنے لگے۔ اور اس نے اپنا پاؤں بے صبری سے فرش زمین پر مارا "میرا مدعا ان سوالات سے اے لارا یہ ہے کہ تمہیں حقیقت میں کونٹس کہلانے کا کوئی حق حاصل نہیں بلکہ تم اس شادی کی وجہ سے جو تم نے کونٹ کے ساتھ کی۔ ازدواج ثانی کے جرم میں سزا کی مستوجب ہو"

ان وحشت خیز الفاظ کو سنکر جوان عورت کا دل برف کی طرح سرد ہو گیا۔ لیکن بڑے ضبط اور انتہائی برداشت سے کام لیکر اگرچہ ایسا کرنا بجائے خود سخت اذیت دہ تھا اس نے اپنا ظاہری سکون اس درجہ قایم رکھا کہ اسکی ماں بھی جو سمجھتی تھی کہ اس بیان کو سنکر وہ یقیناً میرے سامنے مارے خوف کے دوزانو ہو جائے گی۔ حیرت زدہ ہو گئی۔

"ذرا اور مفصل کہو۔" آخر کار لارا نے کہا

"کیا تم یہ ظاہر کرتی ہو کہ میرا مطلب نہیں سمجھیں؟" بڑھیا نے پوچھا۔ "کیا تم اس حقیقت سے منکر ہوتی ہو کہ اس سے پہلے تمہاری شادی چارلس ہیٹ فیلڈ کے ساتھ ہوئی تھی؟"

"میں اس بارہ میں دروغ بیانی کو کسر شان سمجھتی ہوں . . . کم از کم تمہارے سامنے" لارا نے حقارت آمیز لہجہ میں کہا۔ اگرچہ باطن میں اس کی طبیعت سخت مضطرب تھی۔

"پھر تم نے پیرس میں کس لئے جھوٹ بولا تھا؟" بوڑھی عورت نے سوال کیا "شاید تم یہ سمجھتی تھیں کہ میں تمہارے واقعات سے بے خبر ہوں۔ مگر میں اس راز سے یوم اول سے خبردار تھی۔ صرف موقعہ کا انتظار تھا جو آج مل گیا۔ مجھے بہت کم امید تھی۔ کہ یہ موقعہ اس قدر جلد حاصل ہو جائے گا۔"

"ہاں مگر تم نے یہ نہیں بتایا۔ کہ آج اس قسم کے افشا کا کونسا موقعہ ہے؟" لارا نے پوچھا اور وہ یہ دیکھ کر خوش ہوئی۔ کہ بوڑھی عورت اس کے سکون کی وجہ سے مضطرب اور پریشان نظر آتی ہے۔

وہ بولی "لارا حالات ایسے پیش آئے ہیں کہ ہم دونو ایک دوسرے کے رحم پر ہیں بن نہیں کالے پانی کو بھیجا سکتی ہوں اور تم مجھے۔"

"میں التجا کرتی ہوں۔ ذرا زیادہ وضاحت سے کام لو"۔ لارا نے کہا "معلوم ہوتا ہے تم کوئی بات کہنا چاہتی ہو اور پھر رک جاتی ہو۔"

"نہیں میں صاف ہی کہ دیتی ہوں" مسز ہارٹمیر نے جواب دیا۔ "مارکوئیس آف ڈبلا مور نے مجھے ۶۰۰ پونڈ کا چیک دیا تھا۔ اسے میں نے ایسے طریق پر بدل دیا کہ اس کی رقم ۶۰۰۰ پونڈ ہوگئی۔ وہ چیک میں کل مارکوئیس کے ساہوکار سے بھنوا چکی ہوں۔ اور اب اگر تم نے اپنا چیک پیش کیا تو میں ضرور برباد ہو جاؤنگی۔ اس لئے میری خواہش تم سے مصالحت کرنے کی ہے۔"

"خوب۔ اور اس مصالحت ہی کی غرض سے پہلے تم نے مجھے دھمکانا ضروری سمجھا؟" لارا نے جو پہلے اپنی ماں کی طرف سے اتنی خوفناک جعلسازی کے ارتکاب کی خبر سن کر حیرت زدہ ہو گئی تھی، بجلدی ہی سکون قایم کر کے کہا۔

"جو کچھ بھی ہوا۔ اب یہ کہو۔ تمہارا فیصلہ کیا ہے؟" عمر رسیدہ عورت نے جو اپنی دہشت کو چھپانے سے قاصر تھی۔ سر سے پاؤں تک کانپتے ہوئے کہا۔ اس لئے کہ وہ سمجھنے لگی تھی کہ مسز لارا میری دھمکیوں کے باوجود راہ راست پر نہ آئے گی "میں پھر پوچھتی ہوں تمہارا فیصلہ کیا ہے؟"

"یہ کہ مجھے تم سے مصالحت کرنا منظور نہیں۔ تم نے پہلے جنگ کا اعلان کیا اور اب اسے واپس لینا چاہتی ہو۔ میں تمہارے اعلان کو خوشی سے منظور کر لی ہوں۔ جو تم سے ہو سکتا ہے کرو۔ جو مجھ سے ہو سکیگا میں کروں گی۔" لارا نے جواب دیا۔ اس وقت اس کا چہرہ زرد اور خشمگین تھا۔ اور ہونٹ نامعلوم طریق پر تھر تھرا رہے تھے۔

"مگر اس کا انجام دونو کے لئے عبور دریائے شور ہوگا۔" مسز ہارٹمیر نے چلا کر کہا "میرے لیئے جعلسازی کی وجہ سے۔ تمہارے لئے ازدواج ثانی کے باعث۔"

"تم نے میرے نقطہ خیال کو تو اب تک سنا ہی نہیں۔" لارا کہنے لگی۔ "ذرا اسے بھی سن لو میرے پاس ۶۰ ہزار پونڈ کا جائز چک موجود ہے اور اس کا روپیہ کل بنک سے وصول کر لیا جائے گا۔ منتظمان بنک کا فرض ہے کہ روپیہ ادا کریں۔ تمہاری جعلسازی سے نقصان اگر ہوا تو بنک والوں کا۔ میرا یا مارکوئیس کا کچھ نہیں بگڑا۔ یہ تو تمہارے ایک اعتراض کا جواب ہے۔ باقی رہا ازدواج ثانی کا معاملہ۔ اس کی نسبت یہ کہ اگر بفرض محال مجھ پر اس الزام میں مقدمہ چلا اور سزا ہوئی۔ تو کیا ۶۰ ہزار پونڈ لیکر دو سال قید یا ۷ سال کالے پانی میں بسر کرنا ناقابل برداشت ہے؟ اور یہ بھی اس حالت میں کہ بفرض محال ایسا ہو۔ ورنہ مجھے مقدمہ چلنے کا بہت کم اندیشہ ہے۔ اس لئے کہ اول تو تم میرے خلاف الزام عاید کرنے سے پہلے حوالات میں پہنچ جاؤگی۔ دوسرے یہ غیر ممکن ہے کہ تم ایسا کرنے کی جرأت کرو کیونکہ اس صورت میں میں تم پر ایک اور الزام جعلسازی کے علاوہ قتل عمد کا بھی عاید کردوں گی۔۔۔"

"قتل کا!" بڑھی عورت نے خوف اور غصہ کے مشترکہ لہجہ میں کہا "کیسا قتل؟ کس کا قتل؟"

"تمہارے شوہر مسٹر ٹارنز کا" لارا نے جواب دیا "کیا تم نے مجھے اپنی زبانی یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ مارا جاچکا ہے۔ اور کیا تم لندن میں اس سے کسی سابقہ بدسلوکی کا بدلہ لینے نہ آئی تھیں؟ پہلے انتقام کی خواہش اور پھر اس کا مارا جانا۔ یہ دونو باتیں ملکر کیا ثابت کرتی ہیں؟" پھر وہ چہرہ پر فاتحانہ مسکراہٹ پیدا کر کے کہنے لگی "اماں۔ کیا اب بھی مجھے دھمکانے کی ہمت باقی ہے؟"

عمر رسیدہ عورت لڑکھڑا کر چند قدم پیچھے ہٹی اور پھر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ آئی تھی۔ بیٹی پر غالب آنے اور آکر خود مغلوب ہوگئی۔ مدعا لارا کو دھمکا کر ندامت پر لانا تھا۔ اور یہاں اس نے اتنا دھمکایا کہ جواب کی طاقت نہ رہی۔ بلاشبہ ایسی شکست بہت کم کسی کے حصہ میں آئی ہوگی۔

ماں بیٹی کا اتنا قریبی تعلق اور دونوں میں ایسی خوفناک دشمنی کہ ایک کالے پانی کے لئے دھمکاتی ہے اور دوسری پھانسی کے لئے۔ اُف! کتنا ہولناک نظارہ ہے!

"مگر یہ تم جانتی ہو۔۔۔ خوب جانتی ہو کہ میں نے ٹارنز کی جان نہیں لی۔" بڑھی عورت نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے جی کڑا کر کے کہا۔

میں ان الفاظ کے سوا جو تم نے بیان کئے تھے۔ اور کچھ نہیں جانتی" لارا نے جواب دیا" اور اگر معاملہ تحقیقات کی غرض سے کسی مجسٹریٹ کی عدالت میں گیا۔ تو میں وہی بیان کروں گی جو میں نے تمہاری زبانی سنا۔ مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہاری بیگناہی ثابت کرنے کے لئے فرضی قیاسات پیش کرتی پھروں۔"

"ہائے! اور کیا تم ایسا جگر رکھتی ہو کہ اپنی ماں کو پھانسی پر لٹکتا دیکھو؟" بدنصیب عورت نے مغلوب ہوکر دردناک منت آمیز لہجہ میں کہا" کیا تم مجھے ایسی حالت میں لا کھڑا کروگی کہ نواحی شہادت کے بوجھ سے اسقدر دب جاؤں کہ صفائی کی کوئی صورت باقی نہ رہے؟"

"آہ! اور تم ایسا جگر رکھتی ہو کہ اپنی بیٹی کو اس کالے پانی میں بھجوا دو جس کے خوفناک حالات سے تم خوب واقف ہو" لارا نے تلخ لہجہ میں جواب دیا۔

"اف! الٰہی یہ میرے اعمال بد کی سزا ہے" بدنصیب مسز مارٹیمر نے سخت پریشان ہوکر کہا۔ اور اس وقت پشیمانی کا احساس خاردار آتشین تیر کی طرح اس کے سینہ میں داخل ہوا۔

"یہ سب باتیں تمہیں میرے پاس دھمکیاں لیکر آنے سے پہلے سوچنی لازم تھیں" لارا نے بدستور سختی اور سرد مہری کے لہجہ میں کہا جس سے انتہائی بے رحمی کا اظہار ہوتا تھا۔

"اور کیا اب تم کسی طرح مجھ پر رحم نہیں کرسکتیں؟" سیاہ کار عورت نے افسردہ پژمردہ اور دل شکستہ ہوکر کہا۔

"کسی طرح نہیں" لارا نے رعونت سے جواب دیا "تم جو کچھ کرسکتی ہو کرو۔ مجھے پروا نہیں آج سے میں تمہیں اپنی ماں بھی تسلیم نہیں کرونگی"

مسز مارٹیمر ہرچند ایک سیہ باطن سیہ کار عورت تھی۔ اور گو کوئی جرم ایسا نہ تھا جس کا اس نے اپنی عمر میں ارتکاب نہ کیا ہو۔ تاہم اس وقت اپنی بیٹی کے منہ سے یہ کلمات سن کر اس کی روح کو سخت صدمہ ہوا۔ وہ جس نشست سے ذرا دیر پیشتر اٹھی تھی۔ پھر اسی پر گر پڑی۔ چہرہ لاش کی طرح زرد اور اس قدر خوفناک ہوگیا۔ گویا فرشتہ اجل نے اپنا اثر ڈالنا شروع کردیا ہو۔ سانس رک رک کر آنے لگا۔

یہ نظارہ بدرجہ انتہا دردناک تھا۔ مگر سنگدل لارا بالکل غیر متاثر اسی شاہانہ سطوت سے کھڑی دیکھتی رہی۔ اس وقت اپنے سپید لباس میں کوئی دیوی انتقام ویسی نظر آتی تھی

جس کی قربانگاہ پر اس بوڑھی عورت کو نثار کرنا ہو۔

بہت دیر بعد مسز مارٹیمر نے دونو بازو التجائے رحم کے انداز سے اس نازنین کی طرف پھیلاتے ہوئے جو اثرات عشق کے تابع ہوکر اتنی حلیم نظر آتی تھی۔ مگر اب اپنی ماں کی درخواست پر اس قدر سنگدل ثابت ہوئی، رُکتے رُکتے کہا "لارا مجھے ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس دو . . . خدا کے لیئے ایک گلاس پانی کا"

"بالکل نہیں۔ میں تمہیں پانی کا ایک قطرہ یا روٹی کا ایک ٹکڑہ بھی نہیں دونگی" بے رحم حسینہ نے باصرار جواب دیا۔

ان الفاظ کو سُن کر عمر رسیدہ عورت کی توانائی اور استقلال پھر بحال ہوگیا۔ وہ بڑی جرات سے کام لیکر اٹھی۔ اور جوش سے کہنے لگی "یہ بات ہے تو اے لارا یاد رکھ تو بھی اس جہان میں سکھ نہ پا سکیگی۔ میری لعنت تجھ پر تیرے مکان پر اور اس کے سارے متعلقات پر ہمیشہ نازل رہے گی"

"اوہ" لارا نے اطمینان اور لاپروائی سے کہا "تنگدلان کی بددعا ہمیشہ برکت ثابت ہوتی ہے"

"نہیں۔ اے خود سر لڑکی ڈر کہ ماں کی بددعا بہت خوفناک چیز ہے" مسز مارٹیمر نے اپنی اتری ہوئی آنکھیں بیٹی کے چہرہ پر جماکر کہا۔ مگر اس کے تکبر اور نفرت میں ذرا فرق نہیں آیا۔

اس کے بعد مسز مارٹیمر آہستگی سے قدم اٹھاتی دروازہ کی طرف بڑھی۔ مگر وہاں پہنچکر پھر رُک گئی اور پیچھے مڑکر کہنے لگی "پھر کیا اب ہمارے درمیان مصالحت کی کوئی صورت نہیں رہی؟"

"کوئی نہیں" لارا نے استقلال کے ساتھ مختصر طور پر جواب دیا۔

مسز مارٹیمر پھر بھی ذرا دیر کے لیئے رُکی رہی۔ مگر یکایک کسی فوری خیال یا نئی تجویز کے زیر اثر وہ تیزی سے قدم اٹھاکر باہر نکل گئی۔

لارا غور سے سنتی رہی کہ ہال سے گذرتے وقت وہ کسی سے کچھ ذکر کرتی ہے یا نہیں۔ مگر وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ اس کے ذرا دیر بعد اسے صدر دروازہ کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ جو اس امر کی علامت تھی کہ وہ رخصت ہوگئی ہے۔

کونٹ آف کارگنانو جو دوسرے کمرہ میں بڑھی عورت کے جانے کا منتظر تھا۔ کھڑکی کی راہ سے اُسے رخصت ہوتے دیکھ کر اپنی حسین بیوی کے پاس آیا۔ اور اس کو چھاتی سے لگائے ہوئے کہنے لگا "میری جان ملاقات بہت طویل ثابت ہوئی۔ اور شاید وہ خوشگوار بھی نہ تھی۔"

وہ کہنے لگی "بات یہ ہے میری مار، مجھ پر بے جا حکومت کرنا چاہتی تھی۔ اور یہ مجھے منظور نہیں۔ مگر تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ ہماری ملاقات ناخوشگوار تھی؟"

اُس لیئے کہ میری جان کا چہرہ نہایت زرد ہے" کونٹ نے محبت آمیز لہجہ میں کہا "آہ! اب تمہارے رخساروں پر پھر گلاب کی رنگت نمودار ہونے لگی ہے۔"

دلفریب حسینہ نے اپنے سپید بازو شوہر کی گردن میں حمائل کرتے ہوئے کہا "اس لئے کہ تمہارے سامنے آتے ہی وہ سارے رنج والم دور ہو گئے۔ جو ماں کی بدسلوکی سے پیدا ہوئے تھے۔ مگر آج میں نے اس کا قصہ پاک کر دیا ہے۔ اب وہ یہاں نہیں آئے گی۔ اور نہ ہماری مکمل راحت میں دخل انداز ہو سکے گی۔"

"میں یہ سنکر بہت خوش ہوا" کونٹ نے اس نازنین کی طرف محبت اور تعریف کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا، جس سے اُسی روز صبح کے وقت اس کی شادی ہوئی تھی۔

باب ۱۹۵ ہیبتناک واقعات

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مسز مارٹیمر کے پاس روپیہ کی کمی نہ تھی۔ کیونکہ مارنز کے روپیہ میں اسے جو حصہ ملا وہ اب تک اس کے پاس تھا۔ اور اس میں سے سینٹ وزوسٹریٹ کے واقعہ کے بعد اب تک اس نے صرف چند پونڈ کپڑوں کی تیاری اور سفری اخراجات میں صرف کئے تھے اس رقم کا باقی حصہ اس نے بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے لباس کی تہ میں سی رکھا تھا۔ اور چونکہ یہ روپیہ جیک رلی کی عقابی آنکھ سے محفوظ رہا تھا۔ اس لیئے مالی طور پر وہ اس وقت بھی دوسروں کی محتاج نہ تھی۔

لیکن یہ روپیہ جو اس وقت اس کے پاس تھا۔ اس بیش قرار رقم کے مقابلہ میں جسے وہ جعلسازی کی مدد سے حاصل کرنا چاہتی تھی۔ مگر عین دم آخر میں اس کے ہاتھ سے نکل

گئی ۔ نہایت حقیر اور بالکل ہیچ تھا ۔ پس اپنی خودسر بیٹی سے جدا ہو کر اس نے اس بات کا مصمم ارادہ کیا کہ خواہ کچھ ہو ۔ اور مجھے کیسے ہی شدید وسایل اختیار کرنے پڑیں ۔ میں اس روپیہ کو حاصل کر کے چھوڑوں گی ۔ دوسری زبردست خواہش جو اس کے دل میں پیدا ہوئی ۔ وہ اپنی بیٹی سے خوفناک اور عبرت بخش انتقام لینے کی تھی ۔ کیونکہ جیسا ہمارے ناظرین سمجھ سکتے ہیں تاسف اور پشیمانی کا جو احساس ذرا دیر پیشتر اس کے سینہ میں پیدا ہوا وہ محض عارضی اور سطحی تھا ۔ وہ کمزوری جو لارا کے کلمات سے اس کے سینہ میں پیدا ہوئی وہیں رفع ہو گئی تھی ۔ اور اب اسکی بجائے اس کے دل میں نہایت خوفناک ارادے قائم ہو رہے تھے

انہی برے ارادوں کے زیر اثر وہ پھر ایک بار روپل سٹریٹ کی طرف روانہ ہوئی ۔ جہاں اس نے جیک لی کو اپنے مکان میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے شراب کا گلاس سامنے رکھے اطمینان سے پائپ پیتے دیکھا ۔

"کیوں میری بلی ۔ کیا خبر لائی ہو ؟" اس نے مسز ہارٹمیر کو کمرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر پوچھا "تم اپنی خوبصورت بیٹی سے مل لیں کیا ؟"

"ہاں ملی ۔ مگر ناکام واپس ہوئی ہوں ۔" اس نے جواب دیا ۔ پھر جب ڈاکٹر نے مایوسی کی وجہ سے ایک غلیظ گالی دی ۔ تو وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگی " اب معاملات اس حد انتہا تک پہنچ چکے ہیں کہ صرف شدید ترین تدابیر ہی کل اصلی چیک کو بنک میں پیش ہونے سے روک سکتی ہیں ۔"

"ورنہ وہ ضرور پیش کر دیا جائے گا ؟" جیک رلی نے پوچھا ۔

"ضرور ۔" مسز ہارٹمیر نے جواب دیا ۔ "وہ کہ چکی ہے کہ میں کل اسے ضرور بنک میں پیش کرونگی اور اس کا مجھے یقین ہے کہ وہ آج بنک میں نہیں جائے گی ۔ بات یہ ہے کہ آج ہی صبح اسکی شادی ایک نوجوان اطالوی امیر سے ہوئی ہے جس کے ساتھ اسے گہری محبت ہے اور شادی کے پہلے دن وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اسے چھوڑ کر کہیں نہ جائے گی ۔"

"خیر تو اب تمہارا کیا ارادہ ہے ؟" جیک لی نے اس کی طرف پر معنی نظر سے دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا وہ بڑی حد تک سمجھتا ہے ۔ اس کے ذہن میں کیا خیالات پیدا ہو رہے ہیں ۔

عمر رسیدہ عورت نے اسکی استفہامی نگاہ کا جواب استقلال آمیز نگاہ سے دیا۔ اور کہنے لگی "بتاؤ ان ۴۰ ہزار پونڈ کے لئے جو کامیابی کی صورت میں تمہارے حصہ میں آئیں گے تم ہر قسم کی مشکلات . . . ہر طرح کے خطرات کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو؟"

"ہاں میں تیار ہوں۔" اس نے آواز دبا کر جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی پائپ کو منہ سے نکال کر ایک طرف رکھ دیا۔ جو اس امر کا ثبوت تھا کہ وہ معاملہ زیر بحث کو اتنا عجیب سمجھتا ہے کہ خیالات کو منتشر کرنا نہیں چاہتا۔

"شاید تم میرا مطلب سمجھ گئے؟" مسز مارٹیمر نے آگے جھک کر اس کے چہرہ کو اس تیز نظر سے دیکھتے ہوئے کہا جو اس کی روح تک پہنچتی تھی۔

"ہاں میری اچھی بلی۔ میں سمجھ گیا۔" اس نے جواب دیا۔ اور اس نے اپنا ہاتھ پرتمنی طریق سے گردن پر پھیرا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر کیا تم اس کے لئے تیار ہو؟" بوڑھی عورت نے پوچھا۔

"میں تیار ہوں"۔ اس نے کہا۔ "مگر آخر وہ تمہاری بیٹی ہے"۔ اور یہ کہتے ہوئے وہ اس عورت کی سیہ باطنی کو سوچکر کانپا۔ جو خود اپنی بیٹی کے خلاف ایسے خوفناک منصوبے سوچ رہی تھی۔

"تھی۔ مگر اب نہیں ہے۔ وہ کہہ چکی ہے میں آئندہ کے لئے تمہیں اپنی ماں نہیں سمجھتی" بڑھیا نے کہا۔

"وہ لاکھ ایسا کہے بہرحال ناخن سے گوشت جدا نہیں ہوسکتا۔ اولاد بری ہوجائے مگر والدین برے نہیں ہوتے۔" ڈاکٹر نے دوبارہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ بس میرے اس کے تعلقات کا خاتمہ ہوچکا۔ نہ میں اسکی ماں۔ نہ وہ میری بیٹی" خوفناک عمر رسیدہ عورت نے کہا۔

ڈاکٹر معاملہ کے انتہائی پہلو کو سوچ کر کہنے لگا۔ "پہلے میں تمہاری تجویز سے گھبرا گیا تھا مگر اب اس پر زیادہ اطمینان کے ساتھ غور کرسکتا ہوں۔ بخدا اس دنیا میں اہل کمال کی کمی نہیں۔ میں سمجھتا تھا میرے برابر برا اور کوئی نہیں ہے۔ پر آج معلوم ہوگیا تم میری بھی استاد ہو۔"

"پھر کیا تم انکار کرتے ہو؟" مسز مارٹیمر نے سخت غضبناک ہوکر کہا۔ اس لئے کہ وہ ڈرتی

تھی کہیں ایسا نہ ہو ایک طرف روپیہ ہاتھ سے نکل جائے ۔ اور دوسری طرف ہمارا انتقام سے محفوظ رہے ۔

ڈاکٹر بولا "شیطان کی قسم ۔ اگر تم ایسی تجویز پیش کرسکتی ہو ۔ تو مجھے انکار کب زیبا ہے مگر اس کا مجھے کیونکر اطمینان ہو کہ دم آخر میں تمہارا حوصلہ شکست نہ ہو جائیگا؟"

عمر رسیدہ عورت کہنے لگی "میں اگر کوئی کام کرنے کا ارادہ کرلوں ۔ تو پھر کوئی مشکل ، کوئی خطرہ اور تاسف کا کوئی احساس مجھے اس کی تکمیل سے باز نہیں رکھ سکتا ۔ میں نے اس ناشکری لڑکی سے اس وقت جب میرا دم گھٹ رہا تھا ، پانی کا ایک گلاس مانگا ۔ اور اس نے اس سے انکار کر دیا ۔ ایسی بیٹی کے ساتھ میں کیونکر رحم کا سلوک کرسکتی ہوں؟"

"بے شک نہیں" ۔ جیک رلی نے جواب دیا "مگر میری پیاری بلی تم اپنی تجاویز زیادہ وضاحت سے بیان کرو ۔ تو کچھ ہو ۔ سردست میں نہیں جانتا ہمیں کیا کرنا ہے اور کیونکر کرنا ہے ۔ اب ۹ بج گئے ہیں اور اگر وہ کام آج ہی رات ہونا ہے ۔ تو اُس کی تفصیلات طے ہو جانی چاہیئں ۔"

"ضرور آج رات ہونا ہے" بوڑھی عورت نے باصرار کہا "میری بیٹی اور اس کے شوہر نے پملیکو میں کرایہ پر مکان لیا ہے . . ."

"اور ان کے نوکر کتنے ہیں؟" جیک رلی نے پوچھا ۔

"میں ٹھیک بیان نہیں کرسکتی ۔ مگر اتنا معلوم ہے کہ ایک فرانسیسی خادمہ ہے ۔ اس کے علاوہ میں نے ایک انگریز نوکر بھی دیکھا تھا جسے مکانات کے ایجنٹ نے ان کے ہاں رکھوا دیا ہے . . ."

"بلا سے کسی نے رکھوایا ہو" ڈاکٹر بے صبری سے قطع کلام کر کے کہنے لگا "وہ ان کے ہاں نوکر تو ہے ۔ اور یہی بات معلوم کرنے کی تھی ۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں ہمیں کتنے آدمیوں سے سابقہ پڑے گا ۔"

"جتنے بھی ہوں ۔ ہمیں جو کرنا ہے وہ آج رات کرنا چاہیئے ۔" مسز مارٹیمر نے کہا ۔ "یہ اشد ضروری ہے کہ ہم اس کے اصلی چک پر قبضہ کرلیں . . ."

"اور چک کی مالکہ کو رستہ سے ہٹا دیں" ۔ جیک رلی نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا ۔ "میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ۔ لیکن میں اس کے سارے پہلوؤں پر غور کرنا ضروری سمجھتا ہوں

سوچنا یہ ہے کہ موجودہ حالات میں جو تھوڑے بہت نوٹ ہاتھ آئے ہیں۔کیا ان پر صابر رہنا اس سے بہتر نہ ہوگا۔ کہ گولی کھا کر جان دوں یا کل صبح جیلخانہ نیوگیٹ کی سیر کروں

"بے شک بے شک" ۔مسز مارٹیمر نے کہا۔"سوچکر جواب دو۔تم اس تجویز کو پسند کرتے ہو یا نہیں۔"

جیک رلی تھوڑی دیر کسی فکر میں رہا پھر دفعتاً اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہنے لگا۔"جو کچھ بھی ہو۔کام کرنے لایق ہے اب میں ہمپلیکا میں اس مکان کی دیکھ بھال کرنے جاتا ہوں بتاؤ وہ کہاں واقع ہے ؟"

"وسٹ بورن پلیس ہیں۔اور مکان کا نمبر ہے . . ."مسز مارٹیمر نے جواب دیا

"بہت اچھا تم نصف شب کے قریب مجھے کہاں ملوگی ؟" ڈاکٹر نے کہا۔

"جگہ مقرر کرو میں ضرور پہنچ جاؤنگی"

"تم خود بتادو"

"سلون سکوئر میں ٹھیک ہوگا کیا ؟" عمر رسیدہ عورت نے پوچھا

"بہت ٹھیک اور وقت آدھی رات کا۔بس اب تم جاؤ۔میں ان نوٹوں کو کسی ایسی جگہ چھپانا چاہتا ہوں کہ میری عدم حاضری میں کوئی انہیں نکال نہ لے" ڈاکٹر نے پرمعنی انداز سے کہا۔"یہ بیان کرنا فضول ہوگا۔کہ اگر تم ہمپلیکو میں مجھے کسی دام میں پھنسانے جارہی ہو تو یاد رکھنا میں تمہیں زندہ واپس نہ آنے دوں گا"

"واہ! کتنا مضحکہ خیز خیال ہے"مسز مارٹیمر کہنے لگی۔

"میری بلی۔محتاط رہنا بہرحال شرط ہے" ڈاکٹر نے لاپروائی سے کہا۔"بس اب جاؤ وقت مقررہ پر وہاں پہنچ جانا"

"میں ضرور پہنچ جاؤنگی" خوفناک عورت نے جواب دیا۔اور اس کے بعد وہاں سے رخصت ہوئی۔

اُس نے دن کا باقی حصہ جن حالات میں گذارا۔اُن کی توضیح بیکار ہوگی۔مختصر یہ کہ وقت فرصت میں سارے حالات پر غور کرکے بھی نہ اُس کے ارادہ میں تبدیلی ہوئی اور نہ اس کے استقلال میں فرق آیا۔چنانچہ ۱۲ بجنے میں چند منٹ باقی تھے جب وہ سلون سکوئر میں داخل ہوئی۔اور اس وقت وہ اس تجویز پر ہرطرح سچنتہ تھی جسے عمل میں لانے

کے لئے اس نے جیک رلی کی امداد حاصل کی - اور یہ تو ناظرین پہلے ہی سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ تجویز اس کی اپنی بیٹی لارا - اور اس کے شوہر کونٹ آف کارگنا نو کو قتل کرنے کی تھی ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ وہ سخت گنہگار - اور خطا وار عورت تھی اور کوئی گناہ یا جرم ایسا نہ تھا - جس کا ارتکاب اس نے اپنی عمر میں نہ کیا ہو - تاہم یہ پہلا موقعہ تھا کہ وہ قتل انسان پر آمادہ ہوئی - اور قتل بھی کس کا - اپنی بیٹی اور داماد کا! اس سے پہلے نوٹوں کی بازیابی کے سلسلہ میں جب اس نے جیک رلی کو قتل کرنے کی تجویز سوچی - تو اگرچہ وہ اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار نہ ہوئی تھی - تاہم محض اس خیال کے دل میں آتے ہی اس کا بدن تھرتھرانے لگا تھا - مگر اب اسکی اخلاقی پستی یا حالات کے اثر نے یہ حالت پیدا کی کہ وہ بیٹھے اطمینان کے ساتھ اس انتہائی جرم کے ارتکاب پر آمادہ تھی جو اس نے بیٹی سے انتقام لینے کی غرض سے سوچا تھا - چنانچہ مقام ملاقات کی طرف جاتے ہوئے جب اس نے اس تیز چاقو کو جسے وہ شام بازار سے خرید لائی تھی ہاتھ میں لیکر اس کی دھار کو دیکھا تو کیا مجال اس کے بدن میں ذرا سی لغزش یا کمزوری پیدا ہوئی ہو

ٹھیک ۱۲ بج رہے تھے جب اس کا شریک کار جیک رلی موقعہ پر پہنچا -

آتے ہی اُس نے پوچھا "کیوں ارادہ بدل تو نہیں گیا؟"

"بالکل نہیں - اور تمہارا؟"

"اوہ! میرا ارادہ کبھی نہیں بدلا کرتا" اس نے جواب دیا اور رات کی تاریکی میں مسز مارٹیمر نے اس کے دریدہ لب کے اندر بڑے بڑے سپید دانتوں کو خوفناک طریق پر چمکتے دیکھا "میں نے مکان اچھی طرح دیکھ لیا اور یہ بھی سوچ لیا ہے کہ کام کیونکر کرنا چاہیئے - مگر تمہارے پاس کوئی ہتھیار موجود ہے؟"

"ہاں یہ ہے" - اور اس نے وہی شکاری چاقو جسے وہ بازار سے لائی تھی اس کے ہاتھ میں دیا -

اس نے اُسے کھول کر پھل کو دیکھا - دھار پر انگلی رکھی - پھر بند کرکے اُسے واپس کر دیا اور کہنے لگا - "بس کافی ہے -" پھر چند منٹ کے تامل کے بعد اس نے کہا - "مگر ایک بات مجھے سخت مضطرب کر رہی ہے اور باوجود بڑی کوشش کے میں اُسے ذہن سے خارج نہیں کر سکتا - حالانکہ تم جانتی ہو - میں بزدل نہیں ہوں -"

"وہ اضطراب کس بات کا ہے؟" بوڑھی عورت نے جلدی سے پوچھا -

"بات یہ ہے . . ." اس نے کہنا شروع کیا اور پھر جلدی ہی اصلی مضمون کو چھوڑ کر کہنے لگا "تم ذرا لیمپوں کی روشنی سے اس طرف کو ہو جاؤ . . . بات یہ ہے ابھی سلون سٹریٹ سے گذرتے وقت . . ." اور یہ کہہ کر اس نے اضطراب کے ساتھ ادھر ادھر دیکھا "ان سلون سٹریٹ سے گذرتے وقت ایک شخص دائیں ہاتھ کی تنگ گلی سے نکل کر میرے سامنے گذرا ۔ ہماری ایک دوسرے سے ٹکر ہوتے ہوتے رہ گئی ۔ جب میں نے اس کی صورت دیکھی . . ."

"تو وہ کون نکلا؟" مسز ہارٹیمر نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

"وڈیل بابنس" ڈاکٹر نے جواب دیا ۔

"میں پہلے ہی سمجھی تھی کہ تم اس کا نام لوگے" بڑھیا نے کہا "مگر کیا عجب اس نے تمہیں نہ دیکھا ہو ۔ اور اگر دیکھ بھی لیا تو یقیناً تم اتنے ڈرپوک نہیں کہ اس کے خوف کی وجہ سے پیچھے ہٹ جاؤ ۔"

"میں نہیں جانتا اس نے مجھے دیکھا یا نہیں" ڈاکٹر نے جواب دیا "مقابلہ اس قدر فوری تھا کہ ایک لمحہ میں ہم ایک دوسرے کے پاس سے گذر گئے ۔ مگر ایک بات ہے اگر اس نے مجھے واقعی دیکھ لیا ہے ۔ تو وہ جو کچھ بھی کرے اس سے بعید نہیں ۔ خیر تم اطمینان رکھو میں اس کی وجہ سے پیچھے ہٹنے والا آدمی نہیں ہوں ۔"

"اگرچہ تم پریشان ضرور نظر آتے ہو" مسز ہارٹیمر نے کہا

"ہاں بہتر یہی تھا کہ وہ اس وقت مجھے نظر نہ آتا" اس بدمعاش نے اپنی خوش طبعی بحال کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ گو وہ بزدل نہ تھا ۔ تاہم اپنے مسلمہ دشمن کے ساتھ یہ غیر متوقع ملاقات اسے رہ رہ کر مضطرب کر رہی تھی

قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص جرم کا مرتکب ہونے لگے ۔ تو کئی طرح کے وہمی خطرات اس کے مزاج پر حاوی ہو جاتے ہیں ۔ اور جن باتوں کو وہ عام حالات میں نظر انداز کرتا تھا ۔ انہی کو اس وقت غیر معمولی اہمیت دینے لگتا ہے ۔ یہی وجہ تھی کہ ڈاکٹر کے دل میں اس واقعہ پر کئی طرح کے مبہم اور ناقابل بیان اندیشے پیدا ہونے لگے ۔

ان بن کے نامی بدمعاش سے اس اتفاقی ملاقات کا جو حوصلہ شکن اثر جیکل کے دل پر پڑا تھا ۔ اس سے مسز ہارٹیمر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہی ۔ چنانچہ اس پر اتنی افسردگی طاری

ہوئی۔ کہ قریب تھا وہ اس تجویز سے دست بردار ہونے کا مشورہ پیش کرتی۔ کہ یکایک جیک لی کہنے لگا۔ "اوہ! خوب یاد آیا۔ میرے پاس ایک چیز ہے جو ہمیں اس وقت بہت مدد دے گی"

یہ کہہ کر اس نے جیب سے برانڈی کی شیشی نکالی۔ اور اسے بوڑھی عورت کو پیش کیا جس نے اس کا بڑا حصہ پی کر شیشی واپس کر دی اور پھر جیک رلی نے اسے منہ لگا کر ختم کر دیا۔

خالی بوتل کو جیب میں ڈالتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ "اب مجھے پھر اپنے بدن میں توانائی محسوس ہونے لگی ہے۔ سچ یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر شراب کے چند قطرے مل جائیں تو ساری تکالیف رفع ہو جاتی ہیں۔"

"بے شک" مسز مارٹیمر نے تائید کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ الکحل کے زیر اثر اس کا استقلال اور حوصلہ بھی برقرار ہونے لگا تھا۔

"بس آؤ اب کام کی طرف متوجہ ہوں۔" جیک کہنے لگا۔ "میرے پاس شکاری چاقو ایک جیبی لالٹین اور دروازہ توڑنے کا آہنی اوزار ہے۔ ان چیزوں کے ہوتے ہوئے اگر ہم نقب زنی میں کامیاب نہ ہوں۔ تو قصور یقیناً ہمارا نہ ہوگا۔ ۔ ۔"

"اور اس کام میں بھی جو انجام کار پیش نظر ہے" مسز مارٹیمر نے پرمعنی انداز سے کہا۔ تیز شراب کے زیر اثر اس کے مزاج میں انتہا درجہ کی تندی پیدا ہو گئی تھی۔ اور اپنی بیٹی کی جان لینے کے لئے سخت بے قرار تھی۔

دونو بدمعاش ۔ ۔ ۔ مرد اور عورت چپ چاپ آگے کو چلنے لگے۔ اور جس وقت وہ دسٹ بورن بلیس میں پہنچے۔ تو چاند جو تاریک بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ بڑی آب و تاب کے ساتھ نمودار ہوا۔

اس مکان کے سامنے پہنچ کر جس میں لارا اور کونٹ آف کارگنا ہر قسم کے تفکرات سے بے خبر بڑے اطمینان سے شب زفاف بسر کر رہے تھے مسز مارٹیمر کہنے لگی۔ "بس یہی وہ مکان ہے۔"

"ہاں میری جان معلوم ہے۔" جیک رلی نے کہا۔ "مگر ہمیں چاہیئے اس کے سامنے پھرنے کی بجائے اس گلی کی طرف ہولیں جو اس کے پہلو میں گذرتی ہے۔ جلدی کرو۔ مجھے کسی آنے والے کی چاپ سنائی دیتی ہے۔"

چنانچہ آگے آگے وہ اور پیچھے پیچھے عمر رسیدہ عورت۔ دونوں اس تنگ گلی میں داخل ہوئے جو کوسٹ آف کارگٹا نوٹے مکان کو ساتھ والے مکانات کی قطار سے جدا کرتی تھی

کوسٹ کے مکان کی پچھلی طرف ایک مختصر سا باغ تھا جس کی حد پر کم بلندی کی دیوار ایستادہ تھی۔ شام کے وقت اس مکان کا مشاہدہ کرتے ہوئے ڈاکٹر نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ ہم اسی راہ سے مکان میں داخل ہوں گے۔

آواز دبا کر وہ بوڑھی عورت سے کہنے لگا "ہر طرف خاموشی ہے پہلے میں دیوار پر چڑھتا ہوں۔ پھر تمہیں کھینچ لونگا۔ اطمینان رکھو کام بہت مشکل نہیں ہے۔"

مگر یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلے ہی تھے۔ کہ گلی کے سرے پر ایک تاریک سایہ نظر آیا۔ اس کے لمحہ بھر بعد جیک رلی اور مسز مارٹیمر نے دیکھا۔ کہ ایک آدمی تیزی سے قدم اٹھاتا ان کی طرف آرہا ہے۔

قدرتی طور پر بوڑھی عورت حفاظت کے لئے اپنے مضبوط ساتھی کے قریب تر ہو گئی۔ تاکہ آنے والے کی طرف سے کسی خطرہ کا احتمال ہو۔ تو وہ اس کا بچاؤ کر سکے۔ اتنے میں وہ شخص جس کی طرف سے دونو کو خوف تھا۔ عین اس مقام کے قریب پہنچ گیا جہاں رلی اور مسز مارٹیمر دیوار کے سایہ میں کھڑے تھے۔

عین اس وقت چاند کی تیز روشنی آنے والے کے چہرہ پر پڑی۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ دیکھ کر کہ وہ ان دونو کا جانی دشمن ڈریل باب ہے۔ مسز مارٹیمر کے منہ سے زور دار چیخ نکلی۔ جیک رلی کے منہ سے بھی حیرت کا کلمہ نکل گیا۔ اور عمر رسیدہ عورت کو پرے ہٹا کر وہ اس خوفناک دشمن پر وار کرنے کو لپکا۔

مگر اس چیخ اور کلمہ حیرت کی آواز ابھی ہوا میں مرتعش تھی۔ کہ ڈاکٹر نے کسی چیز کو جو اس کے دائیں ہاتھ میں تھی سر سے اونچا اٹھایا۔ اور گو وار جیک رلی کے لئے مخصوص تھا مگر وہ مسز مارٹیمر کے چہرے پر ہوا جو بچ کر نکل جانے کی خاطر ڈریل باب کے سامنے ہو کر بھاگ رہی تھی۔

اس وقت بدنی تکلیف اور ذہنی اذیت کی ایک ایسی جگر پاش چیخ رات کی خاموشی کو چیرتی۔ ہوا میں تلاطم پیدا کرتی اور نواحات میں گونجتی سنائی دی۔ جس کی پُرخوف مثال شاید اس ہمسایہ میں کبھی نہیں سنی گئی تھی۔

وہ ٹیل باب ایک طرف کو بھاگا - اور جیکب لی دوسری طرف کو اور عمر رسیدہ اور دشمن دونوں کی امداد سے محروم وہیں فرش زمین پر گر کر تڑپنے لگی -

اتنے میں اس مکان کی کھڑکیوں میں جہاں اس رات قتل کی واردات ہوئی تھی روشنی رونما ہوئی - معلوم ہوتا تھا ان خوفناک چیخوں نے جواب تک ہوا میں گونجتی سنائی دیتی تھیں - کونٹ آف کارگنانو اور اس کی حسین عروس کو خواب راحت سے بیدار کر دیا تھا - ان کا خادم اور وہ ابھی چارپائی سے اٹھ کر دوڑتے ہوئے آئے - اور اس کے ذرا دیر بعد کونٹ اور اس کا خادم جلد جلد چند کپڑے پہن کر نیچے بازار میں اترے -

آواز چونکہ گلی سے آ رہی تھی - اس لئے وہ دوڑتے ہوئے اسی سمت میں گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت زخمی سانپ کی طرح نہایت دردناک حالت میں فرش زمین پر لوٹتی اور درد سے کراہتی ہے -

حیران تھے کہ اسے کیا ہوا!

اس سے سوالات پوچھنا بے سود تھا - پس وہ بدنصیب عورت کو فرش سے اٹھا کر مکان کی طرف چلے - راستہ میں اسکی چیخیں برابر اسی روح فرسا لہجہ میں سنائی دیتی رہیں - ان کے ہاتھوں میں وہ اس طرح تڑپتی اور پیچ و تاب کھاتی تھی - کہ ان کے لئے اسے اٹھا کر چلنا بھی دشوار ہو گیا -

ہمسایہ کے لوگ بیدار تو ہو گئے تھے - مگر کسی نے فیاض اطالوی امیر کی تقلید میں مکان
۱۱ سے اتر کر امداد کے لئے جانے کی زحمت گوارا نہیں کی - انہوں نے کھڑکیوں سے دیکھ لیا کہ کوئی آدمی مدد کے لئے پہنچ گیا ہے - اور یہ سمجھ کر کہ کوئی بیمار عورت چیخ رہی ہے - کھڑکیاں بند کر لیں اور اطمینان کے ساتھ سو گئے -

کونٹ آف کارگنانو اور اس کا خادم جوں توں کر کے عمر رسیدہ عورت کو مکان کی ڈیوڑھی تک لائے - اتنے میں ایک شمع ہاتھ میں لئے زینہ کی راہ سے نیچے اتر آئی تھی - اس نے جلدی میں ڈریسنگ گون پہن لی تھی اور پاؤں میں مخملی سلیپر تھے اس کے خوشنما ملائم بال کھلے ہوئے اس کے سفید شانوں اور چھاتی پر لہرا رہے تھے -

شمع کی روشنی بدنصیب عورت کے چہرہ پر پڑتے ہی کونٹ آف کارگنانو دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹا اور گھبرا کر کہنے لگا " رحم خدا! میری آنکھیں دھوکا تو نہیں کھاتی ہیں! . . . کیا

یہ ممکن ہے . . . جان سے پیاری لارا . . ."

"یہ تو اماں ہی معلوم ہوتی ہے" نوجوان حسینہ نے اس مقام کے قریب پہنچ کر کہا۔ جہاں عمر رسیدہ عورت چٹائی پر لیٹی ہوئی ناقابل برداشت طریق پر تڑپتی اور کراہتی تھی۔

"آہ! یہ آواز!" مرنیوالی نے بیٹی کی رسیلی آواز سن کر ذرا دیر کے لئے تڑپنا بند کر کے کہا "لارا کیا تمہیں ہو؟ بیٹی میرے قریب آؤ . . . اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو . . . ہائے افسوس! میں تمہیں دیکھ نہیں سکتی . . . الٰہی میں اندھی ہو گئی . . . ہائے وہ ظالم شیطان! . . . لارا میں التجا کرتی ہوں۔ میرے پاس آؤ . . . اُف میری جان گئی! . . . ہائے کیا اسی کا نام دوزخ ہے! . . ."

عمر رسیدہ عورت کی یہ حالت دیکھ کر مغرور لارا کے دل پر بہت اثر ہوا۔ وہ صرف اتنا کہ سکی "اماں! . . . اماں!"

"بیٹی میں تم سے معافی کی خواستگار ہوتی ہوں" بدنصیب مرنے والی نے رُکتے رُکتے کہا "میں اس لئے آئی تھی . . . مگر ہائے میری آنکھوں کی طرح دماغ میں بھی اندھیرا چھا رہا ہے۔ بیٹی مجھے معاف کر . . . میں منت کرتی ہوں۔ مجھے معافی دے . . . الٰہی یہ احساس جو مجھے ہو رہا ہے اسی کا نام موت ہے! . . . اسی کو دوزخ کہتے ہیں! . . ."

بوڑھی عورت پر تشنج کا دورہ شروع ہو گیا تھا۔ اس نے ایک دو بار بولنے کی کوشش کی۔ مگر زبان بند ہو گئی۔ اور آخر کار اس نے ایسی تکلیف میں جان دی۔ جس کا بیان اتنا خوفناک ہے کہ تحریر میں نہیں آسکتا۔

باب ۱۹۶ نیک فیصلہ

ہم اب لارڈ ولیم ٹریویلین کی طرف چلتے ہیں۔ جو اس وعدہ کے مطابق جو اس نے مارکوئس آف ڈیلامور سے کیا تھا۔ امیر مذکور سے رخصت ہوتے ہی پیرز وارڈ کے بنگلہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور دو پہر سے ذرا دیر پیشتر وہاں پہنچا۔ فوراً ہی اُسے مسز سیفٹن کے پاس پہنچا دیا گیا۔

وہ خاتون اس وقت نشستگاہ میں تنہا تھی۔ اور لارڈ ولیم کے لئے یہ معلوم کرنا دشوار

نہ تھا ۔ کہ وہ رو تی رہی ہے ۔ اس کی آمد پر اُس نے چہرہ پر مسکراہٹ پیدا کرلی ۔ اور شوق سے استقبال کے لیے اٹھی

دلی جذبات کے زیر اثر تھرتھرائی ہوئی آواز میں وہ کہنے لگی "میرے عزیز دوست میں کس منہ سے آپ کی فیاضی کا شکریہ ادا کروں ۔ اور کیونکر آپ کی اس بے نظیر نیکی کی ممنونیت جتلاؤں جس سے کام لیکر آپ نے سر گلبرٹ ہیتھ کوٹ کو اس کی جائے حراست سے نکالا ۔"

"تو آپ اُن سے مل لی ہیں کیا ؟" ٹریویلین نے پوچھا

"جی ہاں ۔ وہ ابھی یہاں سے گئے ہیں ۔" مسز سیفٹن نے کرسی پر پیچھے کی طرف جھکتے ہوئے آہستہ اور المناک لہجہ میں کہا ۔ "ہماری ملاقات شروع میں نہایت مسرت خیز مگر آخر میں بہت افسردہ کن ثابت ہوئی ۔"

"کیوں ؟ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا ۔" ٹریویلین نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا ۔

مسز سیفٹن کی آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے تھے ۔ مگر وہ انہیں پونچھ کر اور بڑے استقلال کے ساتھ اس شخص کی طرح جو ادائے فرض کی خاطر کسی خاص طریق عمل کو طے کر چکا ہو ۔ چہرہ کو سکون پذیر کر کے کہنے لگی "بہر حال میں اب اپنے معاملات کو آپ سے پردۂ راز میں رکھنا پسند نہیں کرتی ۔ آپ نے مجھ سے جو سلوک کیا اور جس فیاضی کا ثبوت دیا ہے ۔ نیز آپ کو میری عزیز دختر سے جو محبت ہے اُسے پیش نظر رکھتے ہوئے میں ضروری سمجھتی ہوں کہ اپنی ساری تجاویز آپ کے روبرو بیان کر دوں ۔"

وہ چند منٹ کے لیے رُک گئی ۔ پھر کہنے لگی "میری زندگی کی بہترین آرزو اس روز پوری ہو گئی جب پیاری ایگنس مجھے واپس ملی ۔ اُس کے بعد اس تنہا مگر خوشگوار مقام میں اپنی بیٹی کے ساتھ رہتے ہوئے میں نے فرصت میں کئی بار ان فرائض پر غور کیا ہے ۔ جو اس کے متعلق میرے ذمہ ہیں ۔ علاوہ بریں میں نے اس کی اور اپنی حالت کے مختلف پہلوؤں کو سوچا ہے ۔ اور انجام کار اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ ایگنس کی نیکنامی بہتری اور پاکیزگی کے لیے میری طرف سے ایک عظیم ایثار کی ضرورت ہے ۔"

ٹریویلین کے چہرہ پر خوشی کی چمک نمودار ہو گئی ۔ کیونکہ اسے یقین ہو گیا ۔ کہ میں نے

مسز سیفٹن کی ذات سے سر گلبرٹ ہیتھ کوٹ کے ساتھ اس کے تعلق کے باوجود بہترین صفات کو منسوب کرنے کے معاملہ میں غلطی نہیں کی۔ چنانچہ وہ کہنے لگا "میں آپ کا مطلب کسی حد تک سمجھ گیا۔"

مسز سیفٹن بولی "اوہ! کیا یہ ممکن ہے کہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی اس خیال کو اپنے دل میں جگہ دوں۔ کہ مجھے اپنی عزیز بیٹی سے جو معجزانہ طریق پر مجھے واپس ملی۔ جو محبت ہے اس کے باوجود اس کی بہتری پر اپنے ذاتی اغراض کو مقدم سمجھوں؟ نہیں مائی لارڈ ... نہیں۔ میرے قابل قدر محسن میں ایسی قابل نفرت عورت نہیں ہوں۔ ابھی ایک گھنٹہ کا عرصہ گذرا کہ اسی کمرہ میں میں نے سر گلبرٹ ہیتھ کوٹ سے مخاطب ہو کر کہا تھا "میرے پیارے لازم ہے ہم ایک دوسرے سے اگر ہمیشہ کے لئے نہیں تو کم از کم عرصہ دراز کے لئے جدا ہو جائیں۔" اس نے میرا مطلب سمجھ لیا۔ اور میرے منشا کو پسند کیا۔ اس نے مجھے اس ارادہ سے باز رکھنے کے لئے کوئی دلیل پیش کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔ مگر اسکی یہ رضامندی ... یہ خاموش منظوری اور بھی زیادہ فیاضانہ اور قابل تعریف تھی"

یہ فقرات مسز سیفٹن نے غیر معمولی گرمجوشی سے کہے۔ "کیونکہ میرے عزیز دوست میں اب اس واقعہ کو آپ سے چھپانا نہیں چاہتی ... اگرچہ اس کے اظہار میں شرم بھی محسوس ہوتی ہے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ آپ ایگنس کو اس کی ماں کے برا ہونے کی وجہ سے برا نہ سمجھیں گے"

"خدا نہ کرے میں ایسی ناانصافی کروں" ۔ لارڈ ولیم نے صداقت کے پرجوش لہجہ میں کہا۔

"میں اس اطمینان کے لئے آپ کا ہزار بار شکریہ ادا کرتی ہوں" مسز سیفٹن نے کہا "یقین جانیئے کہ وہ نیک اور پاکباز ہے۔ اور میں جان دینا منظور کروں گی۔ مگر یہ پسند نہیں کر سکتی۔ کہ اپنے طرز عمل سے اُس کے سامنے بری مثال قائم کروں۔ یہی خیال سر گلبرٹ ہیتھ کوٹ کے دل میں ہے اور اس کو پیش نظر رکھ کر اس نے اپنی راحت کو قربان کرنا منظور کیا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ وہ کبھی اپنی ماں کی نسبت دل میں برے خیالات کو جگہ دے۔ ان الفاظ کے بعد میرے عزیز دوست آپ اس حقیقت کو باسانی سمجھ سکتے ہیں۔ جسے میرے لب ادا نہیں کر سکتے۔ اب آپ جان گئے ہونگے

کس لیے سر گلبرٹ ہیتھ کوٹ کو ایگنس کی بہتری اس قدر منظور ہے۔"

"ہاں میں سمجھ گیا" ٹریویلین نے کہا

"اور یقیناً اب آپ مجھے قابل نفرت و حقارت تصور کرتے ہوں گے؟" مسز سیفٹن نے اپنا چہرہ دونو ہاتھوں سے چھپاتے ہوئے کہا" آپ یقیناً اس بدچلن عورت سے نفرت کرینگے جس نے اپنے شوہر کو اس یقین میں رکھا کہ وہ بچہ جو حقیقت میں کسی اور کا تھا۔ اس کا ہے۔"

"نہیں میڈم نہیں" نوجوان امیر نے کہا "میرے دل میں ہرگز آپ کی نسبت ایسے خیالات نہیں ہیں۔ آپ کے سارے حالات سے خبردار ہو چکا ہوں ۔ ۔ ۔"

"سارے!" اس نے متعجب ہو کر کہا۔ پھر کچھ سوچ کر کہنے لگی "ہاں مگر سر گلبرٹ نے مجھے بتایا تھا۔ کہ آج ہی صبح میرا شوہر آپ سے ملنے کے لیئے آیا۔ اور کچھ شک نہیں اس نے اپنے طور پر ہماری شادی کی کیفیت آپ کے روبرو بیان کی ہوگی۔"

ٹریویلین نے کہا "ہاں۔ انہوں نے نہ صرف ان تمام واقعات کی جو مجھے معلوم ہو چکے ہیں تصدیق کی۔ بلکہ کئی اور تفصیلات بھی بتائیں۔ جو بہرحال آپ کے حق میں تھیں ۔ ۔ ۔"

"شکریہ کہ مارکوئیس نے مجھ سے انصاف کیا" مسز سیفٹن قطع کلام کرکے کہنے لگی "خدا جانتا ہے کہ میری دلی آرزو یہی ہے اسے راحت نصیب ہو مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس نے میری یاد دل سے بھلانے کی کوشش کی ہے۔ اور اسے میری طرف سے جو رنج پہنچا وہ اسے اپنی داشتہ کی صحبت میں زائل کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ ۔ ۔ میرے محسن میں یہ الفاظ اس شخص کی توہین یا تذلیل کے لیئے نہیں کہتی جس کی نسبت میں محسوس کرتی ہوں کہ میں نے اسے ضرر پہنچایا۔ بلکہ خود اپنی صفائی میں کہہ رہی ہوں ۔ ۔"

"آپ سچا فرماتی ہیں" ٹریویلین نے قطع کلام کرکے کہا۔ مگر بہتر یہی ہو کہ ہم اس ذکر کو ترک کردیں۔"

"بہت اچھا" مسز سیفٹن نے کہا "خود میرے لیئے بھی یہ ذکر موجب راحت نہیں ہے۔ ہم ایگنس اور ان تجاویز کا ذکر کرتے ہیں جو اسکی نسبت اپنے فرض کو محسوس کرکے میں نے اور سر گلبرٹ نے سوچی ہیں۔ حالت یہ ہے کہ اگر سر گلبرٹ ہیتھ کوٹ آئندہ

اس مکان پر آتے رہیں تو یقیناً ہمارے تعلقات کی نسبت ہمسایہ میں طرح طرح کے خیالات پھیل جائیں گے۔ اور اس طریق پر میری جو بدنامی ہوگی۔ اور مجھے جس حقارت کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ اس کا اثر میری بے گناہ دختر پر ہی پڑے گا۔ یہ سب سے اہم اور پہلا قابل غور سوال ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہمسایہ میں ہماری بدگوئی نہ ہو اور سر گلبرٹ محض ایک دوست کی حیثیت میں گاہ بگاہ یہاں آتے رہیں تو بھی یہ غیر ممکن ہے کہ ہم دونو کی طرف سے ان ملاقاتوں کے موقعہ پر اس محبت کا اظہار نہ ہو جو ہمارے دلوں میں ہے۔ قدرتی طور پر یہ بات ایگنس کے لئے عجیب اور غیر معمولی ہوگی۔ اور بتدریج اس کا اس کے ذہن پاک پر ضرور ناگوار اثر پڑے گا۔ تیسری بات اور بھی ہے اور وہ یہ کہ آپ نے اپنی محبت سے ایگنس کی عزت افزائی کی ہے اور آپ مناسب وقت پر اس سے شادی کرنے کے آرزومند ہیں۔ اس اثنا میں اس کی حفاظت اور نگرانی کا فرض میرے ذمہ ہے۔ لازم ہے کہ میں اس فرض کو ایسے طریق پر ادا کروں کہ شادی کے بعد اپنی بیوی کو سوسائیٹی میں پیش کرتے وقت آپ کو کسی طرح کا احساس ندامت نہ ہو۔ یہ بات پہلے بھی مشہور ہے کہ مارکوئیس اور مارشنس آف ڈیلامور اکٹھے نہیں رہتے۔ عجب نہیں کہ وہ اور زیادہ وسیع حلقہ میں مشتہر ہو جائے اور لوگ اس پر طرح طرح کے قیاسات قایم کریں۔ اگرچہ ہماری علیحدگی کی اصلی وجہ نہ آج تک کسی پر ظاہر ہوئی ہے اور نہ اسے ظاہر کرنا ضروری سمجھا جا سکتا ہے۔ غرض اب تک کوئی بات ایسی ظہور میں نہیں آئی جو لیڈی ایگنس کے لئے موجب ندامت ہو۔ پس اب بھی اسکی ماں اور اس کے حقیقی باپ کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسا طریق اختیار کریں۔ جس سے اسکی راحت اور بہبودی اور اس کا سکون محفوظ رہے۔"

"میڈم میں ان نیک ارادوں کے لئے آپ کو تہ دل سے مبارکباد دیتا اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔" لارڈ ولیم ٹریویلین نے کہا۔ "بلاشبہ مجھے آپ کی دختر سے گہری محبت ہے اور سر گلبرٹ ہیتھ کوٹ اور خود آپ اس کی بہتری کے لئے جس ایثار کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے دل کتنے پاک اور آپ کے خیالات کس قدر بلند ہیں۔"

مسز سیفنٹن مسکرا کر کہنے لگی۔ "آپ ہماری اس قدر تعریف کر رہے ہیں جس کے

ہم یقیناً مستحق نہیں۔" پھر اس نے سنجیدگی کے لہجہ میں سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "جو کچھ ہم نے کیا وہ بطور فرض ہم پر واجب تھا۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ کئی سال تک ناقابل رشک حیثیت میں زندگی بسر کرنے کے باوجود میرے سینہ میں نیکی کا احساس بالکل ہی تلف نہیں ہوا۔ اور نہ اسکی وجہ سے میرے صحیح مادرانہ جذبات کند ہوئے ہیں۔ میں اب بھی آپ کے سامنے ایسی بن کر رہوں گی۔ کہ آپ کو میری دوستی پر ندامت محسوس نہ ہو۔"

"اوہ! یہ آپ کیا فرماتی ہیں"۔ لارڈ ونیم نے کہا۔ "آپ مجھے اپنا اطاعت کیش فرزند تصور کریں۔ ان تمام ناگوار حالات کے باوجود جن کا آپ ذکر کرتی ہیں۔ آپ کی نسبت میری رائے اب بھی ویسی ہی بلند ہے جیسی پہلے تھی۔ یا جیسی اس صورت میں ہوتی۔ کہ میں ان حالات سے بے خبر ہوتا۔ سر گلبرٹ ہیتھ کوٹ کے ساتھ میری محبت میں بھی ذرا فرق نہیں آیا۔ کتنا زبردست ایثار اور کیسی عظیم فیاضی ہے۔ کہ اس دختر کی خاطر جسے وہ علانیہ طور پر اپنی نہیں کہہ سکتے۔ وہ آپ کی صحبت ترک کرتے اور اس کی رفاقت کو خیرباد کہتے ہیں۔ جس سے انہیں برسوں گہری محبت رہی۔ اور اب میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بھی چند الفاظ عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ آج صبح میری آپ کے شوہر سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور انہوں نے مجھ سے التجا کی کہ جس طرح ممکن ہو میں اگنیس کو پھر انہی کے زیر حفاظت لانے کا ذریعہ بنوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس وقت محض اسی لیے حاضر ہوا تھا کہ آپ کو سمجھا کر اس بات پر آمادہ کروں کہ آپ اگنیس سے جدا ہونا منظور کریں۔ . . ."

"ہائے! میں اگنیس سے جدا ہو جاؤں"! مسز سٹیفنس نے التجا کے انداز سے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرہ کی رنگت زرد ہو گئی اور اس پر انتہائی ذہنی اذیت کے آثار نمودار ہوئے۔

"نہیں میڈم۔ اب ان تشریحات کے بعد جو آپ نے بیان فرمائی ہیں اسکی ضرورت نہیں"! لارڈ ولیم نے تسلی بخش لہجہ میں جواب دیا۔ "مجھے آپ کی صفات حسنہ پر اس قدر اعتماد ہے کہ موجودہ حالات میں اس بات پر اصرار کرنا داخل توہین ہوگا۔ آج شام یا کل صبح میں مارکوئیس آف ڈیلامور سے ملاقات کرونگا۔ اور ان سے صاف طور پر کہہ دونگا

کہ حالات پیش آمدہ میں میں لیڈی ایگنس کو اس کی ماں سے جدا کرنے کی سفارش نہیں کرسکتا۔"

"میں اس اظہار اعتماد کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں" مسز سیفٹن نے کہا۔ "لیکن ابھی آپ نے ان تمام ارادوں کی تفصیل نہیں سنی۔ جو میں نے اور سر گلبرٹ اسپیتھ کوٹ نے کئے ہیں۔ اب جو بات میں عرض کرتی ہوں وہ اس لئے طے کرنی پڑی ہے کہ مارکوئیس آف ڈیلامور ایگنس پر دوبارہ قبضہ پانے کے لئے تلا ہوا ہے۔ ارادہ یہ ہے کہ میں ایگنس کو ساتھ لیکر فرانس چلی جاؤں۔ اور وہاں کسی تنہا مقام میں رہ کر اس کی کم سنی کا باقی زمانہ گذاردوں"۔

ڈیویلین کے لہجہ میں افسردگی پیدا ہوگئی۔ اور وہ کہنے لگا "کیا اس دو سال کے عرصہ میں مجھے اس سے ملاقات کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ جس سے مجھے دلی محبت ہے؟"

"میں اس طرح کی کوئی ممانعت عائد کرنا نہیں چاہتی" مسز سیفٹن نے مسکرا کر جواب دیا "آپ کو ہر حال مقام سکونت سے مطلع کر دیا جائے گا اور آپ کو خط وکتابت اور ملاقات دونوں باتوں کی شرف سے اجازت دی جائے گی"

"اس صورت میں میری طرف سے کسی بھی اعتراض کی گنجائش نہیں" ڈیویلین نے پھر ایک بار خوش ہو کر کہا۔

"اور اگر میں آپ کو ملنے یا خط وکتابت کی اجازت نہ دیتی تو کیا آپ ہماری روانگی میں مزاحم ہونا پسند کرتے؟" مسز سیفٹن نے ایک ایسے لہجہ میں جس میں طنز اور ملامت کا اشتراک تھا۔ پوچھا۔

"اوہ! نہیں۔ آپ مجھے ایسا بھی خود غرض نہ سمجھئے گا" نوجوان ہیرو نے کہا۔ "اس صورت میں میں یہ سمجھتا کہ لیڈی ایگنس کی بہبودی کے لئے جس ایثار کی ضرورت ہے۔ اس میں میرے لئے بھی حصہ لینا ضروری ہے . . . مگر آہ! وہ مجھے باغ میں نظر آرہی ہے" اس نے کھڑکی کی راہ سے اس باغ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو مکان کے عقب میں واقع تھا۔ "اجازت دیجئے کہ میں اس سے چند منٹ کے لئے مل لوں"

مسز سیفٹن نے مسکراتے ہوئے اسکی اجازت دیدی اور معاً ڈیویلین باغ میں

حسین و جمیل انگینس کے پاس پہنچ گیا۔

چونکہ مسٹر سیفنٹن اسے براعظم یورپ کو روانہ ہونے کے ارادہ سے مطلع کر چکی تھی اس لیے وہ حسینہ پہلے تو ذرا ملول و محزون نظر آئی۔ مگر جب ٹریولین نے اثنائے گفتگو میں اسے یہ اطلاع دی کہ مجھے تمہارے آیندہ مقام سکونت میں ملاقات کے لئے آنے اور خط و کتابت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ اور جب اس نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ انگلستان سے باہر تمہارے زمانہ قیام میں بھی عارضی طور پر میں کسی قریبی مقام پر سکونت اختیار کر لوں گا تاکہ روزانہ ملاقات ہو سکے۔ تو نوجوان دوشیزہ کے چہرہ پر پھر تازگی اور بشاشت نمودار ہوئی۔ جس سے ٹریولین کے لیے یہ معلوم کرنا دشوار نہ تھا۔ کہ وہ بھی میرے جذبہ محبت سے غیر متاثر نہیں۔

چند منٹ کا یہ عرصہ جس کی اجازت لی گئی تھی۔ حالت بے خبری میں گھنٹوں میں بدل گیا حتے کہ چار بج چکے تھے۔ جب آخر کار مسٹر سیفنٹن نے اس نوجوان جوڑے کو باغ میں آکر اطلاع دی کہ شام کا کھانا دستر خوان پر آچکا ہے۔ اس وقت یہ معلوم کرکے کہ اس قدر زیادہ وقت گذر گیا۔ لارڈ ولیم کے منہ سے حیرت کا کلمہ نکلا۔ انگینس نے بھی شرم سے آنکھیں جھکا لیں۔ مگر زبان سے کچھ نہیں کہا۔ اب اس کی ماں کو جو سمجھتی تھی کہ یہ ساری علامات عشق کی ہیں۔ اور بھی زیادہ یقین ہو گیا کہ انگینس کا دل حقیقتاً اس نوجوان امیر کی نذر ہو چکا ہے۔

باب ۱۹۷ مارکوئیس کی پریشانی

اس سے دوسری صبح کو لارڈ ولیم ٹریولین مارکوئیس آف ڈیلامور سے ملاقات کرنے گیا۔ اور اس نے دیکھا کہ وہ اپنے کمرہ میں بحالت اضطراب ٹہل رہا ہے

عمر رسیدہ امیر کو اس وقت دوگونہ اضطراب تھا۔ ایک ان کوششوں کے انجام کی نسبت جو لارڈ ولیم ٹریولین نے انگینس کو جس سے اسے بے حد محبت تھی واپس اس کے زیر حفاظت لانے کے متعلق وعدہ کیا تھا۔ اور دوسرے لارا مارٹیمر کے متعلق۔

شب گذشتہ کو اسے اپنے ساہوکار سے اطلاع مل چکی تھی کہ ۶۰ ہزار پونڈ کا چیک پیش اور پاس ہو چکا ہے۔ جس سے اس نے اندازہ کیا کہ نوجوان حسینہ لندن پہنچ گئی ہے مگر وہ حیران تھا کہ اس نے یہاں آتے ہی میرے نام خط کیوں نہ لکھا؟ جس قدر زیادہ اسے اس پری سے محبت تھی۔ جس نے اپنی فوق الفطرت خوبصورتی اور ساحرانہ انداز سے اس کے اندر جوش دیوانگی پیدا کر دیا تھا۔ اسی قدر وہ اس کے خط کے انتظار میں بے قرار تھا۔ خیالات کی پریشانی میں اس نے اس خاموشی کی ہزاروں وجوہ سوچیں اس نے خیال کیا شاید اسے کوئی حادثہ پیش آیا۔ یا اس نے خط لکھا۔ اور وہ کہیں گم ہو گیا جس صورت میں وہ خود اس بات سے حیرت زدہ ہو گی کہ میں کیوں اس کا خط پاتے ہی ملنے نہیں گیا۔ اس کے علاوہ یہ خیال بھی اس کے دل میں پیدا ہوا کہ شاید وہ اپنے وعدہ سے پشیمان ہو کر ارادہ بدل چکی ہے۔ اور مجھ جیسے عمر رسیدہ آدمی سے تعلق رکھنا پسند نہیں کرتی۔ اس خیال کے آتے ہی اس کی طبیعت میں جوش رقابت پیدا ہونے لگا۔ اور اس کے سینہ میں اس زور کا تلاطم ہوا۔ کہ وہ اسے فرد نہیں کر سکتا تھا۔

مگر اب ٹریولین کے آنے سے اسے ایک معاملہ میں تشویش رفع ہونے کا یقین ہو گیا۔ چنانچہ جس وقت نوجوان امیر اس کے کمرہ میں پہنچا۔ تو مارکوئیس تیزی سے اس کی ملاقات کے لئے بڑھا۔

معمولی کلمات کے بعد لارڈ ولیم کہنے لگا "اس وعدہ کے مطابق جو میں نے آپ سے کیا تھا۔ میں خاتون معظم . . مسز سیفٹن سے ملا۔ اور ان سے بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔"

"اور اس گفتگو کا نتیجہ کیا ہوا؟" مارکوئیس نے بے صبری سے پوچھا!

نوجوان امیر نے کہا۔ "مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جو کچھ میں نے اس موقعہ پر سنا اس کی بنا پر میں اس بات کی سفارش نہیں کر سکتا کہ لیڈی ایگنس کو اس کی ماں کی حفاظت سے لے لیا جائے۔ یا اس نجی معاملہ میں کسی اور طریق پر دخل اندازی کی جائے مسز سیفٹن نے اقرار کیا ہے کہ وہ آئندہ سر گلبرٹ ہیتھ کوٹ سے میل جول نہ رکھیگی اور اپنی پوری مادرانہ توجہ بیٹی کی خوشنودی اور بہتری پر ہی مبذول کریں گی۔"

"اگر ایسا ہے تو میں اپنی شکایات کی تلافی کے لیے جن کے متعلق مجھے عرصہ دراز پیشتر کوشش کرنی چاہیے تھی مدالتی چارہ جوئی کرنے پر مجبور ہوں" مارکوئیس نے اضطراب کے لہجہ میں کہا۔

ٹریویلین بولا۔ "مائی لارڈ معاف کیجئے۔ میں یہ بات آپ کے پیش نظر کرنا چاہتا ہوں کہ اس دھمکی کو عملی صورت دینے سے پیشتر بہت سی باتیں آپ کے سوچنے کے لائق ہیں اگر آپ نے اپنے رنجیدہ خانگی معاملات کو مشتہر کرنے میں حصہ لیا۔ تو اس کا پہلا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔ کہ آپ کی بیٹی کو جو آپ کو اس درجہ عزیز ہے ناقابل تلافی نقصان پہنچے۔"

"درست ہے"۔ مارکوئیس نے اس بیان کی صداقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ "مگر اسکے ساتھ ہی یہ غیر ممکن ہے۔ کہ میں اس مزید صدمہ کے باوجود جو مجھے اس نے پہنچایا ہے۔ جو قانون کی نظروں میں اب بھی میری بیوی ہے۔ خاموش رہوں"

"اپنی عزیز بیٹی کی خاطر جہاں آپ نے اور تکالیف برداشت کی ہیں۔ وہاں یہ صدمہ بھی گوارا کیجیے ... اگر واقعی یہ صدمہ ہو" ٹریویلین نے کہا

"مگر کیا ایگنس کو اپنی ولادت کا راز معلوم ہو چکا ہے؟ ... کیا وہ مجھے چھوڑ کر اپنی ماں کے ساتھ رہنے کو ترجیح دیتی ہے؟ کیا وہ کسی وقت اس باپ کو یاد نہیں کرتی جس نے اس کے ساتھ اس قدر عنایت آمیز سلوک کیا؟" مارکوئیس نے پے در پے سوالات پوچھتے ہوئے کہا "مائی لارڈ میری ان باتوں کا جواب دیجیے"

نوجوان امیر نے کہا۔ "آپ کی دختر ... یہ سمجھے ہوئے ہے کہ وہ سادہ مس ایگنس ہے اور رہا یہ ہرگز اس کی تعلیم نہیں دی گئی۔ کہ وہ اپنے والد کو فراموش کر دے۔"

مارکوئیس کہنے لگا۔ "اس صورت میں بھی کیا وہ اس وجہ سے کچھ کم مضطرب اور حیرت زدہ ہوگی کہ اگرچہ اس کے والد کا نام ... ہے مگر اس کی ماں سیفنٹن کے نام سے مشہور ہے"

لارڈ ولیم نے کہا۔ "جب سے ایگنس اپنی ماں کے پاس گئی ہے۔ اس نے اسی کا نام اختیار کر لیا ہے۔ اور اگرچہ عام حالات میں ضروری تھا کہ اس کی طرف سے اس بارہ

میں سوالات پوچھے جاتے۔ تاہم وہ ایک پاکباز اور معصوم لڑکی ہے۔ اس کے ذہن میں ہرگز ایسا استعجاب پیدا نہیں ہو سکتا۔ وہ یہی سمجھتی ہے۔ کہ بعض ناگوار حالات میں اس کے والدین میں جدائی ہو چکی ہے۔ اور اس صورت میں قدرتی طور پر انہوں نے جداگانہ نام اختیار کر لئے ہیں۔ مگر ان باتوں سے قطع نظر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کی ماں انگینس کی پوری توجہ سے نگہداشت کرے گی۔ اور آپکے متعلق اس کے دل میں ادب و احترام کے سوا کوئی اور خیال پیدا نہ کیا جائے گا۔"

"اور کیا وہ اپنی ماں کے پاس رہکر اس تنہا مکان کی نسبت جہاں وہ میرے زیر حفاظت رہتی تھی زیادہ خوش ہے؟" مارکوئیس نے بہت دیر تک گہرے غور و فکر کے بعد پوچھا۔

ٹریویلین نے جواب دیا۔ "مائی لارڈ وہ خوش ہے۔ اگرچہ میں نہیں کہہ سکتا کہ پہلے کی نسبت زیادہ خوش ہے۔ وہ ہمیشہ آپ کو یاد کرتی ہے اور بار بار آپ کا ذکر کرتی ہے . . ."

"خیر تو میں کوئی بات اس قسم کی نہ کرونگا جس سے اس کے سکون میں خلل واقع ہو یا جس کی بدولت وہ حالات مشتہر ہوں جن کا اس کے لئے رنج دہ ثابت ہونا ضروری ہے۔" مارکوئیس نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "واقعہ یہ ہے۔ کہ اگرچہ وہ فطرتاً سخت بد، حاسد اور شہوانی مزاج کا آدمی اور عیش و عشرت کا دلدادہ تھا۔ تاہم اس کے خیالات کی بلندی اور جذبات کی پاکیزگی سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جس کا ثبوت انگینس کے متعلق اس کے سارے طرز عمل سے ملتا ہے۔

لارڈ ولیم ٹریویلین نے اس بیان کے لئے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد ملاقات کے کامیاب فیصلہ پر مطمئن ہو کر وہاں سے رخصت ہوا۔

اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مارکوئیس آف ڈیلامور کو لارا مانٹیر سے جو محبت تھی اور اسے بہت جلد ایک دلہن کی حیثیت میں اپنے پہلو میں دیکھنے کی جو آرزو اسے لگی ہوئی تھی۔ اس نے کسی قدر انگینس کی بازیابی کے معاملہ میں اسکی دلچسپی کو کم کر دیا تھا۔ جس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ لارا کے متعلق استفسارات کرتے ہوئے انگینس کا خیال بڑی حد تک اس کے ذہن سے خارج ہو گیا اور دوسرے یہ کہ اس حسینہ کی صحبت میں اسے

جن دلچسپیوں کی امید تھی۔ جس کی خاموشی اسے بے حد مضطرب کر رہی تھی۔ اُن کی بدولت اسے ایک نیا ذریعہ تسکین نظر آتا تھا۔

اسی طرح دن گذر گیا۔ مارکوئیس کو ہر لمحہ لارا کی طرف سے پیغام کا انتظار تھا۔ مگر وہ پیغام نہ آنا تھا۔ نہ آیا۔ واضح رہے کہ واقعات جو ہم بیان کر رہے ہیں اُسی روز کے ہیں جس دن لارا اور کونٹ آف سکارگنا کی شادی ہوئی۔ اور جس کی رات کو مسٹر مارٹیمر کو وہ مہلک سانحہ پیش آیا۔ جو اس کی خوفناک موت کا موجب ہوا۔

اس سے دوسری صبح کو مارکوئیس کا چہرہ نہایت زرد اور طبیعت انتہا درجہ افسردہ اور مغموم تھی۔ ہزاروں اندیشے جن میں سب سے بڑھ کر جوش رقابت کا حصہ تھا۔ اس کے دماغ کو پریشان کر رہے تھے۔ اور وہ اس حسینہ کی خاموشی کے متعلق سینکڑوں دلیلیں سوچ رہا تھا۔

وہ برائے نام کھانا کھانے کے لئے بیٹھا۔ مگر کچھ بھی کھائے بغیر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اپنا خوشنما محل اسے کبھی اتنا ویران اور افسردہ کن نظر نہیں آیا تھا۔ جیسا اس روز نظر آتا تھا۔ حالانکہ شروع سے ہی اس کا ارادہ یہ تھا کہ میں لارا کو اس مکان میں رکھنے کی بجائے کسی دوسری جگہ رکھونگا۔

تھوڑی دیر میں صبح کے اخبارات میز پر لائے گئے۔ اس نے ایک کھولا اور سرسری طور پر دیکھنا شروع کیا۔ ناگاہ اس کی نظر ایک مضمون پر پڑی۔ جس کا عنوان تھا۔

قتل کی خوفناک واردات

اس نے مضمون کو بغیر کسی مدعا کے پڑھنا شروع کیا۔ لیکن جلدی ہی اس کی دلچسپی غایت درجہ بڑھ گئی۔ کیونکہ اس میں لکھا تھا۔

کل رات بارہ بجے کے تھوڑی دیر بعد ویسٹ بورن ٹیرس اور آس پاس کے رہنے والے ایسی چیخوں کی آواز سن کر یکایک بیدار ہو گئے۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا کوئی عورت جانکنی کی حالت میں ہے۔ یہ خوفناک آوازیں ایک تنگ گلی سے آ رہی تھیں جو اس خوشنما بنگلہ کے پہلو میں واقع ہے جس میں کونٹس اور کونٹ آف سکارگنا سکونت رکھتے ہیں۔ جن کی شادی اسی روز صبح کے وقت ہوئی تھی۔ اور جو رسم شادی کے بعد اسی میں سکونت پذیر

ہوئے تھے۔

"کونٹ اور ان کا نوکر فوراً ہی مدد کے لئے پہنچے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ ایک عمر رسیدہ عورت جانکنی کی حالت میں تڑپ رہی ہے۔ وہ اسے اٹھا کر بنگلہ میں لے گئے۔ مگر کونٹ اور ان کی حسین دلہن کی اس وقت کی وحشت کا اندازہ بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ کونٹس کی ماں مسز مارٹیمر ہیں۔ فوراً طبی امداد حاصل کی گئی۔ مگر ڈاکٹر کے آتے آتے موت نے مصیبت زدہ خاتون کی تکالیف کا خاتمہ کر دیا۔ اس کی اذیت کی خوفناک نوعیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ ڈاکٹر نے معاینہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس پر بہت سی مقدار نہایت تیز قسم کے تیزاب کی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ اس کا ثبوت بھی موجود تھا کہ جس بوتل میں تیزاب بھرا ہوا تھا وہ اس کے سر پر گرا کر توڑی گئی۔ سارا معاملہ سردست پردہ راز میں ہے۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ اپنی بیٹی کے مکان کی طرف جاتے ہوئے مسز مارٹیمر راستہ بھول گئیں۔ اور اس گلی میں داخل ہو گئیں۔ جہاں کسی سفاک قاتل نے جسے ہم بہرحال انسان نہیں کہہ سکتے۔ ان پر یہ خوفناک وار کیا۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ تیزاب کے وار کا یہ پہلا موقعہ نہیں ہے۔ بلکہ ہم اس سے پہلے بھی اس قسم کی بعض وارداتیں ان کالموں میں درج کر چکے ہیں۔ جو حالات ہمیں اب تک معلوم ہوئے ان کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ اس شہر میں ایک شیطان بصورت انسان موجود ہے۔ جس سے پولیس بھی بے خبر نہیں۔ اس کا خوفناک نام ڈیول البرٹ یا بے تکلف حلقوں میں ڈیول بابا مشہور ہے اور اس نابکار کا یہ طریقہ ہے کہ تاریک اور سنسان مقامات میں بے خبر راہروؤں پر ان کی نقدی وغیرہ چھیننے کے سلسلہ میں تیزاب سے وار کرتا تھا۔ اب تک ہم صرف اس قدر تفصیلات حاصل کر سکے ہیں کیونکہ جس وقت یہ ہیبت ناک واقعہ پیش آیا۔ تو رات بہت جا چکی تھی۔ مفصل دوسری اشاعت میں لکھا جائے گا۔"

یہ تفصیل جو معمولی اخباری انداز سے لکھی ہوئی تھی۔ مارکوئیس آف ڈیلامور کے سینہ میں اس قدر جوش پیدا کرنے کا موجب ہوئی۔ جو وحشت کی حد تک پہنچتا تھا۔

سارا معاملہ صاف اور واضح تھا۔ جو عورت اس پرخوف طریق پر ماری گئی اور جس کا نام مسز مارٹیمر تھا۔ وہ صریحاً وہی عمر رسیدہ عورت تھی۔ جو اس سے پیشتر کئی بار

مارکوئیس سے ملی اور اب اسے یہ معلوم کر کے کچھ کم صدمہ نہیں ہوا کہ یہی عورت حقیقت میں حسین و جمیل لارا کی ماں تھی... اس عیار حسینہ کی جس نے مارکوئیس سے وعدہ کر کے ایک اور شخص سے شادی کر لی۔ اب اس بدنصیب امیر کی آنکھیں کھلیں کہ میں نے ایک شاطر عورت کی خاطر ساٹھ ہزار پونڈ کی رقم برباد کی۔

جلدی سے گاڑی منگا کر وہ اپنے ساہوکار کی دوکان پر پہنچا۔ جہاں اُسے معلوم ہوا کہ رقم مذکور اس سے پہلے ادا کی جا چکی ہے۔ لیکن مزید تحقیق پر اُسے بتایا گیا کہ جس عورت کو یہ روپیہ ادا ہوا۔ وہ حسین اور جوان نہیں۔ بلکہ عمر رسیدہ تھی۔ اس کے بعد اس محرر نے جس نے چیک کا روپیہ ادا کیا تھا۔ زن مذکور کا حلیہ بیان کیا۔ جس سے مارکوئیس کے لئے یہ جاننا مشکل نہ تھا۔ کہ یہ روپیہ مسز مارٹیمر کو ہی ادا کیا ہے۔ اُسے مضطرب دیکھ کر ساہوکار نے وہ چیک طلب کیا۔ جو ساٹھ ہزار کے لئے پیش ہوا تھا اور جس کی پشت پر اس عورت کے دستخط تھے جس نے اس کی رقم وصول کی۔ مارکوئیس نے چیک کو دیکھا۔ تو اس پر مارتھا مارٹیمر کا نام صاف لکھا ہوا تھا۔

سخت پریشانی کی حالت میں یہ نہ جانتے ہوئے کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ مارکوئیس نے چیک کو غور سے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ عجیب انداز سے کانپا۔ کیونکہ صاف ظاہر تھا کہ چیک میں رقم کی تبدیلی کے متعلق صریح جعلسازی کی گئی ہے۔ اسی جوش اضطراب کی حالت میں وہ حالات اس کے منہ سے نکل گئے جن میں یہ چیک دیا گیا تھا۔

اب ساہوکار کی کوٹھی میں ہر طرف تعجب و اضطراب طاری تھا۔ کوٹھی کے حصہ داروں میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ فوراً اسکاٹ لینڈ یارڈ کے پاس جا کر اُسے اس واقعہ کی اطلاع دی جائے۔ لیکن مارکوئیس نے جس کا مزاج اب سکون پذیر ہو چکا تھا۔ یہ سوچا کہ اس واقعہ کی تشہیر اُلٹا میری بدنامی کا موجب ہوگی۔ اور چونکہ ذلت اور بدنامی کے مقابلہ میں وہ روپیہ کی چنداں پرواہ نہ کرتا تھا۔ اس لئے آخری فیصلہ یہی کیا گیا کہ معاملے کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔

یہ بیان کرنا لاحاصل ہوگا۔ کہ ساہوکار کے لئے یہ تصفیہ سب سے زیادہ مسرت افزا تھا کیونکہ اسے یہ تشویش ہو گئی تھی۔ کہیں اس جعلسازی کے سلسلہ میں بے احتیاطی کی بنا پر مجھے ساٹھ ہزار نہ دینے آئیں۔ چنانچہ وہ فوراً اس معاملہ کو مخفی رکھنے پر آمادہ ہو گیا

مگر یہ طے پا گیا۔ کہ جب ساٹھ ہزار پونڈ کا اصل چک پیش ہو تو اس کا روپیہ ادا نہ کیا جائے۔ سخت پریشانی کے عالم میں وہ گاڑی پر سوار ہو کر پھر اپنے مکان پر واپس آیا اور وہاں ایک کمرہ میں بیٹھ کر ان واقعات پر غور کرنے لگا۔ جو اس روز پیش آ چکے تھے۔

لارا کے ساتھ ملاقات کی کوشش کرنا اب سراسر فضول تھا۔ کیونکہ وہ شادی کر چکی تھی۔ اور اب غیر ممکن تھا کہ ایک عمر رسیدہ امیر کی باتوں میں آتی۔ باقی رہا اسے شرمندہ کرنے کا سوال اس کی نسبت وہ سمجھتا تھا کہ میری باتوں کا کچھ اثر ہوگا نہیں الٹا وہ مجھے ہنسی میں اڑا کر شرمندہ اور ذلیل کرے گی۔ مگر سوال یہ تھا کہ اس چک کو جو اس کے پاس ہے۔ کیونکر واپس لیا جائے۔ وہ اس کے ہاتھ میں ایک جائز دستاویز تھی۔ اور اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ اس نے جعلسازی میں اپنی ماں کو مدد دی۔ تو بھی عملی طور پر اس کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ بایں ہمہ مارکوئیس اس بات کو بھی پسند نہ کرتا تھا کہ میں ساٹھ ہزار پونڈ کی دوسری رقم اس عورت کو ادا کرنے کا ذریعہ بنوں جس نے مجھے ایسا شرمناک دھوکا دیا۔

عمر رسیدہ امیر کے خیالات میں اب اس قدر دہشت پیدا ہو چلی تھی۔ گویا نوبت دیوانگی کی حد تک پہنچنے والی تھی۔ بیٹی الگ چھن گئی۔ داشتہ الگ ہاتھ سے جاتی رہی۔ روپیہ مفت میں برباد ہوا۔ اور اگرچہ وہ سمجھتا تھا کہ لارا ایک ناقابل اعتماد اور متلون مزاج عورت ہے تاہم اس کی یاد اب تک سینے میں کسک پیدا کر رہی تھی۔

سخت پریشانی کی حالت میں وہ کمرہ میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ دماغ میں خیالات کا ہجوم تھا اور وہ ہجوم بتدریج سرسام کی صورت پیدا کر رہا تھا۔

رواق اس حد تک بڑھا کہ بہت سی باتیں جن کا حقیقت میں کچھ وجود نہ تھا اسکی پریشانی کا موجب بننے لگیں۔ اس نے سوچا میرے ساہوکار میری حماقت پر کتنا ہنس رہے ہونگے۔ اور کس طرح سے ایک دل خوش کن مذاق سمجھ کر اس خبر کو ہر حصہ شہر میں مشہور کرتے ہونگے۔ اپنے تصور میں اس نے دوست احباب کو ملاقات کے وقت اپنی طنزیہ مسکراہٹ کو چھپانے کی کوشش کرتے اور دارالامرا کے سارے اراکین کو اپنے داخلہ کے موقعہ پر آداب وقار کو فراموش کرکے پھسر پھسر باتیں کرتے دیکھا۔ اس کے بعد اس کے خیالات پھر ایک بار ایگنس کی طرف مبذول ہوئے اور اس کی ولدیت کے

متعلق تمام سابقہ شکوک پھر ایک بار اور زیادہ شدت کے ساتھ اس کے ذہن میں تازہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ اُسے یقین ہو گیا وہ میری بیوی اور سر گلبرٹ بیتھ کوٹ کے ناجائز تعلق کا نتیجہ ہے۔ آخر میں ایک سریع انقلاب کے زیر اثر جیسا اکثر ایسے موقعوں پر ظہور میں آتا ہے۔ اس کا تخیل کونٹ اور کونٹس آف کارگنانو کے مکان کی طرف منتقل ہوا اور اس نے عالم تصور میں حسین و جمیل، محبت خیز اور عیش پرست لارا کو رقیب کی صحبت میں بیٹھے دیکھا۔

ان سارے اثرات نے معمر نواب کے دماغ میں جنون سا پیدا کر دیا۔ ہوش و خرد جواب دینے لگے۔ مزاج کی تندی بڑھ گئی۔ اور زندگی وبال جان اور ناقابل برداشت مصیبت نظر آنے لگی۔

اب نہ اسے اپنی لا انتہا دولت کا خیال تھا نہ شاندار خطابات کا۔ عظیم الشان محلات اور قابل رشک ذرائع راحت و آرام سب نظر انداز ہو گئے۔ واقعی احساسات نے اتنا زور پکڑا کہ وہ اپنے آپ کو ایک بڈھا، پدر مایوس، بد نصیب، عمر رسیدہ شخص سمجھتا تھا۔ جس کی دختر، دولت اور وارستہ سب اس کے ہاتھ سے نکل گئیں اور جس کی طرف لاتعداد ہاتھ انداز حقارت سے انگلی اٹھا رہے تھے۔

ہر چند کہ سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اور اس کی شعاعیں بیش قیمت پردوں سے چھن چھن کر کمرہ میں داخل ہو رہی تھیں۔ تاہم مارکوئیس کی نظروں میں دنیا اندھیری تھی۔ راستے ہر طرف تاریکی، یاس اور افسردگی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس کی تیز ذہانت، سنجیدہ فراست اور عظیم طاقت برداشت سب کچھ ان چند حقیقت و تفاصیل اور خوفناک تصورات کے زیر اثر زائل ہو گیا۔

فرط پریشانی کے عالم میں بدنصیب نے میز کا دراز کھول کر حجامت بنانے کا استرا نکالا۔ اور اسے اپنے حلق پر پھیر لیا۔

زخم کھاتے ہی وہ فرش زمین پر گرا اور خون بڑی تیزی کے ساتھ بہنے لگا۔

عین اس وقت اس کا خادم خاص جانز ہاتھ میں ایک چٹھی لیکر کمرہ میں داخل ہوا۔

باب ۱۹۸ کیسل سکالا میں مزید اصلاحات

اب آئیے ہم تھوڑی دیر کے لیے کیسل سکالا کی اس پر فضا سرزمین کا رخ کریں جو اقطاع نیپلز اور پاپائی املاک کی حدود کے درمیان واقع ہے۔

ایک جانفزا صبح کو جب کہ گلابی بادلوں کی رنگت سمندر کے متحرک پانی میں منعکس ہوکر پرکیف نظارہ پیش کر رہی تھی۔ایک شاندار جنگی جہاز تیزی سے سطح آب پر تیرتا نظر آیا۔

اس کے مستول پر کیسل سکالا کا شاہی نشان لہراتا تھا۔اور صحن پر کئی افسر شاندار وردی پہنے ایک طویل القامت شریف النسب جوان کے گرد حلقہ زن تھے۔جو سیاہ لباس میں ملبوس تھا۔مگر اس سیاہ لباس پر چھاتی کے قریب وہ ستارہ چمکتا تھا جو صرف شاہوں کا امتیازی نشان سمجھا جاتا ہے۔اور اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ اس شخص کا باوقار اور پر رعب اگرچہ سراسر غیر مصنوعی انداز عین شاہانہ تھا۔

یہ جہاز کیسل سکالا کی بحری فوج میں سب سے مشہور ٹوربون تھا۔اور یہ جوان ہمارا قدیم دوست رچرڈ مارکھم جو اب اس ریاست کے گرینڈ ڈیوک کا اعزاز حاصل کر چکا تھا جسے اس نے غلامی کی حالت سے نکالا۔اس کے اہلکاروں کی صف میں اس کا زبردست مداح۔مگر اہ نگ نائب چارلس ہیٹ فیلڈ بھی تھا۔

اس شاندار صبح کو جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں دس بجے کے تھوڑی دیر بعد یہ جہاز مونٹونی کے قریب پہنچا اہل شہر جو اپنے نئے حکمران کی آمد کے شوق سے منتظر تھے شاہی نشان کو لہراتا دیکھ کر شوق و دید سے بے قرار ہونے لگے۔اور قلعہ اور بندرگاہ کی توپوں نے عالیجاہ شہزادہ کے اعزاز میں سلامی کی باڑھ سر کی۔

اس کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد جہاز سمندر کی فراخ چھاتی پر انداز خرام سے چلتا مونٹونی کی خوشنما بندرگاہ میں داخل ہوا۔تمام جہازوں پر بے شمار آدمی موجود تھے۔اور ان سب نے یکزبان ہو کر نعرۂ خوش آمدید بلند کیا۔

رچرڈ یا رکارڈو (کیونکہ اطالوی زبان میں اس نام کا یہی تلفظ ہے) اس نظارہ سے بہت متاثر ہوا۔اس نے اس اعزاز کو سر تسلیم خم کر کے قبول کیا۔اور اس کے بعد جب

وہ اس بے شمار ہجوم میں خشکی پر اُترا جو مونٹوٹی کے گھاٹوں پر جمع تھا۔ جب ایک طرف توپوں کے چلنے کی آواز اور دوسری جانب خلقت کے غلغلۂ تحسین کے باعث اک شور قیامت برپا تھا۔ تو اس نے اپنی ٹوپی ہاتھ میں لے لی جو اس بات کی علامت تھی کہ وہ سمجھتا ہے میں اس عزت کا محض آپ لوگوں کی عنایت ہی سے مستحق سمجھا گیا ہوں۔

شاہی گاڑی موجود تھی۔ اس میں سوار ہو کر وہ بڑے بڑے بازاروں کی راہ سے قصر شاہی کی طرف روانہ ہوا۔ رستہ بھر خلقت ساتھ ساتھ چلتی۔ چیرز دیتی اور ٹوپیاں اور رُمال ہلاتی رہی۔ مکانات کی کھڑکیوں اور گیلریوں میں شرفا اور خوش پوش خواتین جمع تھیں۔ نازک اور فیاض ہاتھ رہ رہ کر پھول برساتے تھے۔ جس سے جنگجو شہزادہ کی آمد پر عوام کی دلی خوشی کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔

جس طرح اس قابل یاد دن کو جب کہ معاً مونٹوٹی کے بعد کیسل سکالا کو آزادی اور امن نصیب ہوا۔ ہر ایک برج میں گھنٹے بجتے اور توپیں شعلہ افشانی کرتی ہوئی شور بپا کر رہی تھیں اسی طرح آج گرینڈ ڈیوک رکارڈو کے قصر شاہی کے دروازہ پر اترنے کے وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ محل کے دروازہ میں سنگ مرمر کے چبوترہ پر اسکی راحت جان دلارام اسابیلا اپنے دو نو بچوں پرنس البرٹو اور پرنسس الزا سمیت کھڑی تھی جن میں سے آخر الذکر کا نام رحم دل محترم خاتون الزا اسٹڈنی[۱] کے نام پر رکھا تھا۔ اسابیلا کے قریب اس کی ماں بیوہ گرینڈ ڈچس رکارڈو کی بہن شہزادی کیتھرائن اور اس کا شوہر پرنس ہیریو موجود تھے۔ سب نے سیاہ ماتمی لباس پہنا ہوا تھا۔ مگر رکارڈو کو دیکھ کر سب کی آنکھوں میں آنسو اور لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کیونکہ ایک طرف متوفی گرینڈ ڈیوک کے انتقال کا رنج تھا۔ تو دوسری جانب اس کے جانشین کی آمد کی خوشی بھی تھی۔

علاوہ بریں متوفی کا جنازہ اُٹھ چکا تھا اس لئے اب کسی الم خیز رسم کی دید باقی نہ تھی اس شام کو مونٹوٹی کے تمام بازاروں میں چراغاں کیا گیا۔ شہر میں ہر طرف خوش و خرم ہجوم اس نیکدل شہزادہ کی آمد پر خوشی مناتا پھر رہا تھا۔ جس کے تمام باشندگان ریاست اس درجہ ممنون احسان تھے۔

[۱]۔ اس خاتون کا ذکر فسانۂ لندن سلسلہ اول میں مفصل درج ہو چکا ہے۔ ۱۲۔

دنیا بھر کے اس نہایت اقبالمند ملک کے صدر مقام میں ایسا شاندار نظارہ دیکھ کر طبیعت بے اختیار مسرور ہوتی تھی۔ کیا مجال کہیں ایک بھی گداگر۔ ایک بھی مفلوک الحال غریب یا ایک بھی ایسا تباہ حال شخص نظر آتا ہو جن کی تعداد کثیر لندن کے بعض حصوں سے مخصوص ہے۔ شہر مونٹی ان کے وجود سے بالکل پاک تھا۔ ملک کے مزدور پیشہ لوگ خوش و خورم اور سفید پوش تھے۔ اور ان دبلی پتلی زندہ رو عورتوں اور پشت استخوان علیل بچوں کی بجائے جو برطانیہ کے صدر مقام میں نظر آتے ہیں۔ ان مزدوروں کی بیویاں قانع اور مسرور اور ان کے بچے صحت در ہونے کی وجہ سے سرخ و سپید تھے۔ اوہ! اس مسرور ہجوم کو دیکھ کر جس کی خوشی اس کے اعلیٰ انتظامات۔ دیانت دار وزیروں اور اس پارلیمنٹ سے تعلق رکھتی تھی۔ جس کے انتخاب کا حق تمام بالغ آبادی ذکور کو حاصل تھا۔ طبیعت کو کیسا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

ہر چند کہ بازاروں میں غیر معمولی ہجوم تھا۔ اور تمام تعلقات تفریح پر تھے۔ تاہم ہر طرف امن و سکون کا دور دورہ تھا۔ پولیس کے سپاہی کہیں نظر نہ آتے تھے۔ کیونکہ ان کی ضرورت ہی نہ تھی۔ ہر ایک باشندہ شہر خواہ وہ آقا ہو یا ملازم۔ سرمایہ دار ہو یا کاریگر مرد شریف ہو یا صناع۔ اراضی دار ہو یا مزدور بجائے خود ایک پولیسمین تھا۔ کیونکہ اس کا طرز عمل اور طریق کار ایک نظیر سے کم نہ تھا۔ دراصل جب سے کیمبل سکالا میں ترقی یافتہ اور آزادانہ انتظامات صحیح جمہوری اصول کے مطابق عمل میں لائے گئے تب سے پولیس کی جماعت قطعاً موقوف کردی گئی تھی۔ اور اسے دوبارہ قائم کرنے کی ضرورت کبھی محسوس نہیں ہوئی۔

غرض یہ حال کیمبل سکالا کے صدر مقام کا تھا یعنی اس ریاست کے مرکزی شہر کا جہاں آزادی، حریت اور مساوات کے اصول ہر بات میں تسلیم کئے اور زیر عمل لائے جاتے تھے۔

اس کے دوسرے دن گرینڈ ڈیوک رکارڈو دارالنائبین میں پہنچا جہاں اس تقریب پر سارے ارکین جمع تھے۔ چاروں طرف گیلریوں میں خواتین اور شرفا کا اجتماع تھا اور سفرا اپنی خاص نشستوں میں حلقہ زن تھے۔ ہر چند کہ ارکین نے متوفی حکمران کے سوگ میں ماتمی لباس پہنا ہوا تھا تاہم اس فرخ فال کا نظارہ موثر اور پروقار ہونے

کے باوجود افسردہ کن نہ تھا۔
نئے گرینڈ ڈیوک کی آمد پر ہر شخص نے غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا۔ یہ بات سب کو معلوم تھی کہ گرینڈ ڈیوک البرٹو نے کمپیل سکالا میں جو اصلاحات کیں وہ سب اسی کے مشورہ سے عمل میں لائی گئی تھیں۔ اور یہ تو ایک مانی ہوئی حقیقت تھی۔ کہ سیاسی آرا کے اعتبار سے وہ اپنے خسر آنجہانی سے بھی زیادہ آزاد خیال ہے۔ پس عام طور پر امید کی جاتی تھی کہ اس موقعہ پر وہ اس حکمت عملی کی ضرور توضیح کرے گا جس پر اس نے اپنے عہد حکومت میں عمل پیرا ہونا ہے۔ اور یہ کہ آج کا دن کمپیل سکالا کی تاریخ میں قابل یادگار دن ثابت ہوگا۔
اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایوان کے پلیٹ فارم پر گرینڈ ڈیوک کی نشست کے لئے کسی بیش قیمت تخت کی بجائے ایک سادہ کرسی صدر انجمن کی کرسی سے قریباً ایک گز بلندی پر رکھی ہوئی تھی۔ تخت پر جو شاہی نشان لہرایا کرتا تھا۔ اُس کی بجائے ایک معمولی تین رنگ کا پھریرا دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ واضح ہو کہ یہ تبدیلیاں خود گرینڈ ڈیوک کے کہنے پر عمل میں لائی گئی تھیں۔ اور یہ بات ہر شخص کو معلوم تہی کہ ممدوح نے ان کا حکم کسی خاص مدعا کو پیش نظر رکھ کر صادر کیا تھا۔
ٹھیک ساڑھے دس بجے وزرائے ریاست ایوان میں داخل ہوئے۔ اور جبکہ گیلریوں میں حضار کی طرف سے شور تحسین بلند ہو رہا تہا۔ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ مخفی نہ رہے کہ یہ وہی لوگ تھے جنہیں رکارڈو نے ۵ سال پیشتر اپنی ریجنسی کے مختصر عہد میں مختلف عہدوں پر نامزد کیا تہا۔ اور وزارت کی پالیسی مجموعی طور پر اب تک ایسی تھی کہ قوم خوش اور دنیا مداح نظر آتی تھی۔
ان اعلےٰ عہدیداروں کے آنے کے ذرا دیر بعد خاندان شاہی کے اراکین اس وسیع ہال میں داخل ہوئے۔ اور پھر جب سارا مکان چیرز کے شور سے گونج رہا تھا۔ وہ صدر کی نشست کے عقب میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد چند ہی منٹ گذرے تھے کہ توپوں کی گھنگرج آواز نے اس کا پتہ دیا کہ عالیجاہ گرینڈ ڈیوک قصر شاہی سے مجلس مقننہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔
پورے گیارہ بجے رکارڈو معہ عملہ ہال میں داخل ہوا۔ اور اس کے اندر قدم رکھتے ہی

پھر ایک بار اسارا ہال تالیوں کی آوازسے گونج اٹھا۔ اور گیلریوں میں بیٹھی ہوئی خواتین دلی تپاک سے اپنے سپید رومال ہلانے لگیں۔

اس وقت دیکھا گیا کہ نئے گرینڈ ڈیوک نے شاہانہ لباس کی بجائے جو ایسے موقعوں پر پہنا جاتا ہے اور جسے اس کے پیشرو اس وقت تک ہمیشہ ایسی تقاریب پر استعمال کیا کرتے تھے۔ فیلڈ مارشل کی وردی پہنی ہوئی ہے اور بائیں بازو پر متوفی حکمران کے سوگ میں سیاہ کریب بندھا ہوا ہے۔ اس نے کیپل سکالا کا صرف ایک نشان نایٹ پہنا ہوا تھا۔ اور اس وقت اس کی چھاتی پہ وہ ستارہ بھی نظر نہ آتا تھا جسے اس کے رتبہ شاہی کی علامت سمجھا جا سکتا۔ ان باتوں نے حضار کی دلچسپی اور استعجاب کو اور بھی تیز کر دیا۔ اور جب چیمبرز کی آواز اس وسیع اور فراخ ہال میں گونج پیدا کر کے فرو ہوئی۔ تو ایسی خاموشی طاری ہو گئی جو کسی قبرستان کے سناٹے سے کم نہ تھی۔

اب گرینڈ ڈیوک اس کرسی سے جس پر وہ چند منٹ کے لئے بیٹھ چکا تھا اٹھا۔ اور اراکین مجلس کو مخاطب کر کے ان لفظوں میں تقریر شروع کی:۔

"اعیان واکابر ملک۔

"اس دور اندیش روشن خیال اور نیک نہاد حکمران کے انتقال سے جس نے اپنے مختصر لیکن نہایت شاندار عہد حکومت میں باشندگان کیپل سکالا کی راحت و اقبال کی ترقی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آپ لوگوں کو حال ہی ایک ایسا عظیم صدمہ پہنچا ہے جس کی تفصیل محتاج توضیح نہیں۔ البرٹو کا نام نامی تاریخ عالم میں تا ابد یادگار رہے گا۔ اور یہ غیر ممکن ہے کہ اس کی یاد اس ملک کے موجودہ باشندوں یا آیندہ نسلوں کے دل سے کبھی محو ہو جس نے اس فیاض حکمران کے انصاف و تدبر سے برکات عظیم حاصل کیں۔

"اگر سوال کا انحصار میری ہی قوت فیصلہ پر ہوتا۔ تو یقیناً میں اسے بہتر سمجھتا کہ اس حکمت عملی کے اظہار کو کچھ عرصہ تک ملتوی رکھا جائے جسے میں اراکین مجلس کے روبرو رائے زنی کی غرض سے پیش کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا ہوں۔ میں اپنے محترم پیشرو کے انتقال پر آنسو بہانے اور اس کے بے نظیر عہد حکومت کے اسباق پر غور کرنے کے لئے ضرور آپ لوگوں سے کچھ مہلت چاہتا۔ مگر کسی قوم کی بہتری اور بہبودی کو ملحوظ رکھنا ایک ایسا

فرض مقدس ہے جسے کسی حال میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ایک والی ریاست کے درگاہ ایزدی میں باریاب ہونے کے لیئے اس دنیا سے رخصت ہو جانے پر اس کے جانشین پر لازم آتا ہے کہ وہ اس رنج و الم کے اظہار میں وقت ضایع نہ کرے جس سے بہر حال وہ عزیز ہستی جو ہم سے جدا ہو چکی ہے واپس نہیں آسکتی اور اصلاح کے اس کار عظیم کو پوری سرگرمی سے جاری رکھے جسے اس کا پیشرو اس وقت زیر عمل لا رہا تھا جب دست اجل اُسے ملک عدم کی طرف لے چلا۔ کیونکہ اس شخص کی طرف سے جسے قادر مطلق نے قوم کی رہبری کا موقعہ دیا۔ اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی ہونا یا التوا عمل میں آنا ایک عظیم اور افسوسناک فروگذاشت ہے۔ اور وہ آدمی ملکی غدار اور انتہائی نفرین کا مستوجب ہے۔ جو یہ کہنے کی جرأت کرے کہ قومی بہتری کے کاموں کی تکمیل ایسا کام نہیں جس کی انجام دہی میں جلدی کی ضرورت ہو۔

اِن مقاصد کو پیش نظر رکھ کر میں نے اس قدر جلد آپ کے سامنے حاضر ہونے کی جرأت کی کہ شاید ابھی میرے قابل احترام پیشرو کا فناشدہ بدن تابوت میں سرد ہونا بھی شروع نہیں ہوا۔ مگر میں اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اختیار و رتبہ کی ذمہ واری اپنے اوپر لے تو اس پر لازم آتا ہے کہ ادائے فرض اور تکمیل مدعا میں کسی بے جا تاخیر یا التوا کو عمل میں نہ آنے دے۔

کُل رات میں نے وزیروں کو جمع کر کے ان کے سامنے ان خیالات کا اظہار کیا جنہیں کچھ عرصہ پیشتر میں نے اپنے دل میں سوچا تھا۔ اور جنہیں اب میں اس وقت زیر عمل لانے کا ارادہ رکھتا ہوں جب حالات اس کی اجازت دیں اور اس قادر کریم کی مرضی شامل حال ہو جس نے مجھے یہ اعزاز عطا کیا۔ وزرا نے میرے خیالات سے کامل اتفاق کا اظہار کیا۔ اور اس بات پر آمادہ ہوئے کہ ان خیالات کو مجالس وضع قوانین کے روبرو پیش کریں۔ مگر اس اثنا میں لازم ہے کہ میں ان تجاویز کی کیفیت مختصر الفاظ میں آپ کے روبرو بھی بیان کر دوں جو میرے نزدیک ہر لحاظ سے عوام کی بہتری کے مطابق اور باشندگان کمبل سکالا کے جایز حقوق کے موافق ہیں۔

سب سے پہلی بات جسے میں عمل میں لانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اس ملک کی طرز حکومت جمہوری ہو۔ انتظامات کے اعتبار سے تو وہ پہلے بھی جمہوری ہے۔ مگر میری خواہش تھا یہ

ہے کہ وہ باعتبار اسم بھی ایسی ہو۔ ایسا کرنے کے لئے بعض حلقوں میں ایثار سے کام لینے کی ضرورت ہوگی۔ میری مراد طبقہ امرا سے ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کسی ایسے ملک میں جس کی حکومت جمہوری اصول پر مبنی ہو امارتی القاب کا وجود سراسر ناموزوں معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ملک امرائے ریاست کی حب وطن سے امید رکھتا ہے۔ کہ وہ اپنے انفرادی اعزازی القاب سے دست بردار ہونے میں دریغ نہ فرمائیں گے کیونکہ اس حقیقت میں کلام نہیں کہ یہ نشانات محض غیر مہذب زمانے کے متوالین کی یادگار ہیں۔ اگر اس فرض کو ادا کرنے میں کسی نظیر کی ضرورت ہو تو سب سے پہلے میں اپنی طرف سے مثال قائم کر کے دکھاتا ہوں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آج میں آپ کے سامنے گرینڈ ڈیوک کیبل سکالا یا خاندان شاہی کے شہزادے کی حیثیت میں نہیں بلکہ کسی ریاست کے حاکم اول کی حیثیت میں موجود ہوں اور میں نے لباس بھی وہی پہنا ہے جس کا اعزاز میں نے میدان جنگ میں ذاتی فتوحات سے حاصل کیا۔ پس آج سے میری خواہش یہ ہے کہ آپ لوگ مجھے سادہ لفظوں میں جنرل مارکھم سمجھیں۔ اسی طرح میری عزیز بیوی۔ میری محترم خوشدامن اور میرے کنبہ کے باقی افراد بھی اپنے ذاتی امتیاز سے دست بردار ہوتے ہیں۔"

اس تقریر دلپذیر کے مختلف حصوں میں حاضرین بڑے زور سے چیئرز دیتے رہتے تھے۔ مگر جس وقت رکارڈو اس کے اس حصہ پر پہنچا تو ساری مجلس اٹھ کر کھڑی ہو گئی ہر طرف سے نعرہ ہائے تحسین سنائی دینے لگے۔ اس فیاضانہ حب الوطنی کی تعریف میں ہر شخص کے منہ سے بے اختیار کلمات نکل رہے تھے۔ جن کی وجہ سے وسیع ہال میں ایک غلغلۂ عظیم بلند ہوا۔ گیلریوں میں بیٹھی ہوئی عورتیں وفور جذبات سے سیلاب اشک کو نہ روک سکیں۔ کیونکہ ایسا شاندار اور ایسا موثر نظارہ کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ کہ کوئی والئے ریاست اپنی مرضی سے اپنا تاج۔ عصا اور امتیازات کو آزادی کی دیوی کے قدموں میں ڈالدے

بہت دیر بعد جب اس مظاہرۂ خوشنودی کی آواز کم ہوئی تو رکارڈو سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگا۔ "میں اس داد تحسین کے لئے آپ لوگوں کا تہ دل سے شکر گذار ہوں۔ اور مجھے یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوتی ہے۔ کہ اظہار خوشنودی میں عوام کی طرح

اعیان بھی شریک ہیں۔ جب فوجی اور بحری خطابات کے سوا باقی تمام امتیازی نشانات مٹ جائیں گے۔ تو وہ تکبر جو امرا کی اولاد میں محض اپنی ولادت کے باعث جاگزین ہوتا ہے۔ از خود دُور ہو جائے گا۔ اس وقت امیر اسے نہ سمجھا جائے گا جو محض زردار یا نجیب الطرفین ہو بلکہ اُسے جو اخلاقی خوبیوں کا دھنی ہو۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جو نیک اور شریف ہو وزرائے سلطنت آپ کے روبرو ایسے ذرائع پیش کریں گے۔ جن سے ریاست میں حقیقی جمہوریت قائم ہو سکے۔ دارالامرا موقوف کر دیا جائیگا۔ اور دارالنائبین کی تعداد میں معقول اضافہ ہوگا۔ حاکم اول جس کا لقب صدر اعظم ہوگا ہر تین سال کے بعد منتخب کیا جائے گا۔ ہاں اگر اس میں کوئی ایسی خوبی ہو جسے لوگ پسند کریں۔ تو اس عرصہ کے بعد اسے دوبارہ منتخب کیا جا سکتا ہے۔ صدر اعظم کو مجلس واضع آئین کی پاس کردہ کسی تجویز کو رد کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ نہ وہ اپنی مرضی سے صلح اور نہ جنگ کر سکے گا۔ اور اس کے علاوہ اس قسم کی اور خصوصیات جو شاہان خود مختار کا حصہ سمجھی جاتی ہیں اس سے منسوب نہ ہوں گی۔ اس طرح کے سارے اختیارات دارالنائبین ہی کو حاصل رہیں گے۔ اور سکہ ریاست پر حاکم وقت کی تصویر کی بجائے جمہوریت کا نشان مسکوک کیا جائے گا۔ ہر قسم کے اعلان عوام کی طرف سے نافذ ہوا کریں گے۔ صدر اعظم کی حیثیت قوم کے ایجنٹ کی سی ہوگی۔ وہ اپنے طرز عمل کے لئے وزرا کے سامنے اور وزیر عوام کے روبرو جوابدہ سمجھے جائیں گے یہ اور اسی قسم کی اور اصلاحات جن میں سے ہر ایک کا تعلق ملک میں جمہوری طریق حکومت کے قیام سے ہے عنقریب آپ کے روبرو بحث کی غرض سے پیش کی جائینگی۔

نقل اس میں شک نہیں کہ جس وقت ان واقعات کی اطلاع جو یہاں ظہور میں آنے والے ہیں اٹلی کے باقی والیان ریاست کے کانوں تک پہنچی وہ اپنے سفرا مقیمہ مینٹونی کی وساطت سے ہمیں سمجھانے کی کوشش کریں گے اور عجب نہیں کہ اس سلسلہ میں دھمکیوں سے بھی کام لیا جائے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ کوئی فہمایش۔ خواہ وہ کسی کی طرف سے ہو۔ اہل ملک کو حریت اور آزادی کی شاہراہ سے منحرف نہ کر سکے گی۔ رہیں دھمکیاں اُن کی نسبت یہ کہ اگر سیغل سنگالا کی فوج میں حقیقی جمہوری جوش پیدا ہو گیا۔ تو کوئی طاقت اُسے دھمکا کر مرعوب نہیں کر سکتی۔"

ان الفاظ پر پھر ایک بار نعرہ ہائے تحسین بلند ہوئے جن کی وجہ سے رکارڈو کو تھوڑی دیر کے لیئے رک جانا پڑا ۔ آخر اس نے اپنی اس معرکہ آرا تقریر کو ان لفظوں پر ختم کیا ۔ "ان تمام اصحاب کو جو یہاں جمع ہیں یاد ہوگا ۔ کہ آنجہانی گرینڈ ڈیوک کی تخت نشینی سے پہلے اس ملک کی کیا حالت تھی ۔ مفلسی اور اس کی سہیلیاں غلاظت ۔ کثافت اور بداخلاقی مزدور پیشہ طبقہ پر حکمران تھیں ۔ ہر جگہ ظلم اور سختی کا دور دورہ تھا ۔ راحت صرف چند منتخب لوگوں پر محدود تھی ۔ خلقت کو امیروں کا غلام سمجھا جاتا تھا ۔ غرض سوسائٹی کی حالت غایت درجہ ابتر اور بگڑی ہوئی تھی ۔ مگر اب دیکھیئے کہ اس ملک کی صورت کس درجہ رو بہ اصلاح ہو چکی ہے ۔ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ ہر شخص کو اس کی محنت کا معقول معاوضہ دیا جائے ۔ اور جو لوگ کام کر سکتے ہیں مگر انہیں کام نہیں ملتا ۔ ان کے لیئے سرکاری طور پر مصروفیت کا انتظام کیا جائے ۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لیئے ویران اراضی کو آباد کیا گیا ۔ کئی مقامات پر امرا کو مجبور کیا گیا کہ اپنے باغات اور مقامات تفریح کا زائد حصہ اناج کی کاشت کے لیئے دیں ۔ اور شکار کی پابندیاں بالکل اڑا دی گئیں ۔ ان باتوں کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ ظاہر ہے ۔ مزدوروں کی تعداد دافر اور ان کی کمائی معقول ہے ۔ بیکاری اور گداگری مفقود ہو چکی ہے اور نجاست و بداخلاقی کہیں نظر نہیں آتی ۔ مگر میں ان باتوں سے کچھ اور نتیجہ بھی اخذ کرتا ہوں ۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر اس ملک کے لوگوں نے ان اصلاحات سے ہی جو اب تک عمل میں لائی گئی ہیں اس قدر فایدہ حاصل کیا اور اس تھوڑے عرصہ میں اس ملک کے اندر راحت واقبال ۔ قناعت و اطمینان کا دور دورہ نظر آنے لگا ۔ تو اس وقت ہم کس درجہ عروج حاصل کر سکیں گے ۔ جب ملک کے اندر جمہوریت کے سادہ ۔ صاف اور سچے مسیحی انتظامات قایم ہوں گے ۔"

اپنی تقریر کو بڑی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ ختم کر کے جس کے ہر لفظ سے بولنے والے کی گہری عقیدت کا اظہار ہوتا تھا جنرل مارکھم نے . . . کیونکہ اب ہمیں اس کو اسی نام سے یاد کرنا ہوگا ۔ حاضرین کے سامنے عجز سے سر جھکایا اور اب پھر ایک بار چیرز اور نعرہ ہائے تحسین کا غلغلہ بلند ہوا ۔ جو اس کے ایوان کے وسیع ہال سے رخصت ہونے کے بعد بھی کئی منٹ تک جاری رہا ۔

اس کے جانے پر اُس کی بیوی اور باقی رشتہ دار بھی اُٹھ کر چلے آئے اور اب دیکھیئے کہ یہ نامور کنبہ بے شمار ہجوم میں گھرا ہوا جسکے تمام افراد تہ دل سے ممنون و مسرور ہیں اطمینان کے ساتھ محل کو واپس جا رہا ہے جو لوگ ایوان کے باہر کھڑے تھے جب انہیں اس تقریر کا علم ہوا جس کی بدولت ایک ساعت کے قلیل عرصہ میں کسی طرح کے کشت و خون کے بغیر ایسا انقلاب عظیم ظہور میں آیا جس کی نظیر کسی ملک کی تاریخ یا کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔ توان کی اس وقت کی خوشی کا صحیح اندازہ کون کر سکتا ہے۔

باب ۱۹۹ مارکوئیس آف ڈیلامور کی بیگم

جب مارکوئیس آف ڈیلامور کو ہوش آیا اور اُس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔ تو معلوم ہوا کہ ایک عورت پلنگ پر جھکی کھڑی ہے۔ اس نے بولنے کی کوشش کی۔ مگر اس خاتون نے اپنی ایک نازک انگلی کو اس انداز سے لبوں سے لگا یا جس سے خاموش رہنے کی درخواست کا اظہار مطلوب تھا۔ امیر موصوف نے پھر آنکھیں بند کر کے اپنے منتشر خیالات کو جمع کرنے یا یوں کہنا چاہیئے کہ اس دہند کو رفع کرنے کی کوشش کی جو اسکے دماغ پر حاوی تھی۔

اُسے یاد آیا کہ میں نے یہ صورت کہیں دیکھی ہے۔ مگر کہاں اور کس وقت۔ یہ بات بڑی کوشش کے باوجود اُسے یاد نہیں آتی تھی۔ بتدریج زیادہ غور کرنے سے اس کے دماغ میں روشنی سی نمودار ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ وہ صورت زیادہ آشنا معلوم ہونے لگی اور زمانہ گذشتہ کے واقعات کی یاد نے دل میں رنج و راحت کے مشترکہ احساسات پیدا کرنے شروع کیئے۔ حتےٰ کہ انجام کار عمر رسیدہ مارکوئیس حقیقت حال سے پورے طور پر آگاہ ہو گیا۔

اب اس نے پھر اپنی آنکھیں کھولیں اور اگرچہ اس صورت کو دیکھے برسوں گذر چکی تھیں۔ تاہم اس نے اس کی ہر ایک خصوصیت اس کے ہر ایک خط و خال کو فوراً پہچان لیا۔ مگر اس کے خیالات اس قدر منتشر اور الجھے ہوئے تھے کہ وہ باوجود بڑی کوشش کے یہ نہیں سمجھ سکا کس لیئے نفرت کا احساس مجھے اس خوشی کو دل میں جگہ دینے

سے روکتا ہے ۔ جو اس کی موجودگی سے محسوس ہونی لازم تھی جو دردناک تشویش کی حالت میں پلنگ کے پاس کھڑی تھی ۔

آخر کار جب فہم و ادراک نے پھر ایک بار دماغ کے تخت پر تسلط قایم کیا ۔ تو یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ روشن ہوگئی کہ یہ عورت کون ہے اور مجھ سے اس کا کیا تعلق ہے ۔ اس کے ساتھ ہی اس بارہ میں خیالات کی ایک ثانوی رو دماغ میں پیدا ہوئی کہ مجھ پر کیا گذری جس کی وجہ سے پلنگ پر بے بس پڑا ہوں ۔ اس وقت اس نے مصنوعی طور پر اپنا ہاتھ گلے سے لگایا اور جب وہاں پٹی بندھی ہوئی دیکھی تو اسے یقین ہوگیا کہ جو احساس پیدا ہوا وہ غلط نہیں تھا ۔

اس افسردہ اور دردناک صورت سے جو اب تک اس کے پاس کھڑی تھی آنکھیں ہٹا کر اسکے منہ سے ایک دو بار درد سے کراہنے کی آواز نکلی ۔ پھر کمرہ میں خاموشی چھا گئی

اسی طرح کئی منٹ گذر گئے ۔ اور اس عرصہ میں گرم اور تلخ آنسو اس خاتون کے رخساروں پر بہتے رہے ۔ مگر اپنی سسکیوں کو اس نے بدقت روکے رکھا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ میرا رنج کس طرح نحیف اور مریض شوہر کے سکون میں خلل انداز ہو ۔ دوسری طرف وہ امیر بجائے خود کسی گہری فکر میں تھا ۔ زمانہ ماضی کے واقعات سرعت رفتار کے ساتھ اس کے ذہن میں معینہ اور نمایاں صورت اختیار کر رہے تھے ۔ حتیٰ کہ آخر کار سب باتیں اس صفائی کے ساتھ اس پر واضح ہوگئیں کہ کوئی واقعہ شک و شبہ یا تاریکی میں نہ رہا ۔

آہستہ آہستہ اس خاتون کی طرف رخ کرکے مارکوئیس نے دیکھا کہ گو اس نے بہتے ہوئے آنسوؤں کو جلدی سے پونچھ ڈالا ہے ۔ تاہم اسکی صورت حزن و ملال کی تصویر بنی ہوئی ہے اس نظارہ سے متاثر ہوکر نیز زمانہ گذشتہ کے واقعات لطیف کی یاد سے اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا کر آہستگی سے کہا " میرے رنج و راحت کی شریک صوفیا ۔ کیا تمہیں ان ایام میں میری نگرانی کرتی رہی ہو ؟"

"خدایا تیرا شکر کہ آپ مجھے بھولے نہیں ۔ ۔ ۔ اور کیا عجب کہ مجھ خطا دار کو معاف بھی کردیں ۔" عورت نے غیر معمولی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور اپنے شوہر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اس نے اسے پے در پے بوسے دیے ۔

"صوفیا" عمر رسیدہ امیر نے دبی ہوئی آواز میں بدقت گفتگو کرتے ہوئے کہا " آج

ہم عرصہ دراز کی مفارقت کے بعد ملتے ہیں۔ بہتر ہو کہ دونوں زمانہ گذشتہ کی یاد کو دل سے بھول جائیں۔ ۔ ۔"

"آہ۔ مگر کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ان واقعات کو بھلا دیں؟" مسز سیفٹن یا زیادہ صحیح لفظوں میں مارشنس آف ڈیلامور نے کہا۔ پھر اپنا چہرہ مارکوئیس کے ہاتھ کے قریب لیجا کر جسے اب تک اس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ وہ اسقدر دبی ہوئی آواز میں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنے الفاظ کو سننے سے خود ہی ڈرتی ہے۔ کہنے لگی "میری خطائیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان سب کی معافی ناقابل یقین معلوم ہوتی ہے۔ ہائے افسوس میں نے اپنے سلوک کو پہلی مرتبہ اس وقت صحیح روشنی میں دیکھا۔ جب آپ کو اس بے بسی کی حالت میں بستر مرض پر پڑے پایا۔"

"یوں کہئیں۔ بستر مرگ پر۔" مارکوئیس نے کہا۔ اور اس کے چہرہ کی رنگت اور بھی زرد ہو گئی۔

"نہیں نہیں۔" مارشنس نے جوش کے لہجہ میں کہا "خدا کے لئے ایسا نہ کہئے۔ اور اس قسم کی مایوسانہ گفتگو نہ کیجئے۔ یہ فرمائیے کیا آپ میری گذشتہ خطاؤں کی پردہ پوشی منظور کر سکتے ہیں؟"

مارکوئیس نے جواب دیا "صوفیا ہمیں ایک دوسرے کی اسقدر خطائیں معاف کرنا ہے کہ میں حیران ہوں آغاز کس کی طرف سے ہو اور کہاں سے ہو۔ مگر نہیں سب سے بڑھکر معافی کا طلبگار مجھی کو ہونا چاہیئے۔ جس نے تمہیں اس شادی پر مجبور کیا جو تمہیں پسند نہ تھی اس لئے اجازت دو کہ میں پہلے تم سے معافی چاہوں۔ اے صوفیا کیا تم مجھے اس مصیبت کے لئے معاف کر سکتی ہو جسے تم پر نازل کرنے کا ذریعہ میں خود بنا؟ ۔ ۔"

خاتون کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری تھا۔ بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ "پیارے شوہر میری طرف سے اگر کسی معافی کی ضرورت ہے تو میں بخوشی اس کے لئے آمادہ ہوں۔ کاش کہ میں کسی طرح یہ ثابت کر سکتی۔ آپ کی یہ عنایات مجھے کس درجہ متاثر کر رہی ہیں۔"

"خیر تم معاف کرتی ہو۔" امیر موصوف نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر پیار سے دباتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسکی دھندلی آنکھوں میں پھر ایک بار خوشی کی چمک

پیدا ہو گئی ۔ ”شکر ہے کہ تم معاف کرتی ہو“ اس نے ذرا زیادہ رقت دار لہجہ میں کہا ۔

”ہاں میں تہ دل سے معاف کرتی ہوں“ اس نے جواب دیا ۔ اور پھر اس پر جھک کر اور اپنے ہونٹ اسکی سرد پیشانی سے لگا کر وہ کہنے لگی ”مگر یہ فرمائیے کیا آپ بھی مجھے معافی کے قابل سمجھتے ہیں ؟“

”افسوس کہ جو کچھ ہوا ۔ اس میں خطائے اوّل میری ہی تھی“ مارکوئیس نے کہا ۔ ”میں نے ہی تمہارے شباب کی اُمنگوں پر پانی ڈالا ۔ اور اس لئے انجام خواہ کچھ ہو ۔ اس میں شک نہیں کہ معافی کا طالب ہونا اور جو کچھ ہوا اسے فراموش کرنا میرا فرض ہے ۔ صوفیا بارہا سخت رنج و الم کے ساتھ میرے دل میں اس مہلک دن کی یاد تازہ ہوتی رہی ہے جب سالہا سال پیشتر میں نے تم پر ایک خوفناک الزام عاید کیا ۔ مگر یہ میری بزدلی . . . میری بے رحمی تھی کہ میں نے تم پر ایسا الزام عاید کیا جس کی تحریک میرے دل میں ان شبہات نے کی تھی . . .“

”آف آپ کس واقعہ کا ذکر کرتے ہیں“ مارشنس نے پوچھا ۔ اگرچہ باطن میں اس کا دل سخت مجروح تھا ۔ اور یہ سوال پوچھتے ہوئے بھی اسے صدمۂ عظیم پہنچا تھا ۔ کیونکہ وہ خوب سمجھتی تھی کہ میرے شوہر کا اشارہ کس واقعہ کی طرف ہے ۔ اس وقت احساس ذلت کے باعث وہ خود اپنی نظروں میں گری جاتی تھی ۔

مارکوئیس کی بصارت میں نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے فرق آچکا تھا ۔ اور اسکے قوائے ذہنی بھی اب تک کمزور تھے ۔ اس نے نہیں دیکھا کہ اسکی بیوی کے چہرے پر ان لفظوں سے کیا اثر نمودار ہوا ۔ کہنے لگا ۔ ”یقیناً تم اس مہلک دن کو بھولی نہ ہوگی جب ہمارے تعلقات منقطع ہوئے ۔ اگر تم اسے فراموش کر چکی ہو تو بلاشبہ میں خوش نصیب ہوں ۔ کیونکہ میرا اشارہ اس یوم نامبارک کی طرف تھا جب ۱۶ - ۱۷ سال پیشتر . . مجھے ٹھیک یاد نہیں . . .“

”مگر آپ کیوں اس ناگوار عہد ماضی کا ذکر کرتے ہیں ؟“ عورت نے دبی ہوئی آواز اور کپکپاتے لہجہ میں پوچھا ۔

”اس لئے کہ میں تمہیں یقین دلانا چاہتا ہوں ۔ اس مصیبت کو برپا کرنے میں جو ہماری مفارقت کا موجب ہوئی ۔ میرا حصہ جسقدر تھا ۔ اس کے لئے میں تہ دل سے

نادم ہوں "امیر موصوف نے کہا "اس پاگلانہ دن کو میں نے تم پر بے وفائی کا الزام عائد کیا۔ اگرچہ بعد میں جب سارے حالات پر غور کیا۔ تو یہ یقین ہو گیا۔ کہ تم سراسر بے قصور تھیں۔ اوہ! میں اس لمحہ کو کبھی نہیں بھول سکتا جس میں کہ میں نے ان مہلک الفاظ کو ادا کیا۔ کہ آج سے ہمارے تعلقات ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گئے۔ اور ہم ایک دوسرے سے عمر بھر کے لئے جدا ہوتے ہیں۔ اس وقت کے بعد میں نے بارہا سوچا ہے۔ کہ تمہارے انداز سے پوری معصومیت کا اظہار ہوتا تھا۔ اور پھر جب میں نے تم سے اپنی شیرخوار بیٹی کے نام پر نہ جانے کی درخواست کی تو تم ایک وحشیانہ چیخ مار کر بھاگ گئیں۔ اس چیخ کی گونج اب تک میرے کانوں میں ہے . . . وہ آواز اس وقت سے لیکر آجتک میرے دماغ میں مرتعش رہی ہے . . . "

"ہائے۔ خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کیجئے" مارشنس نے اپنا چہرہ دونو ہاتھوں سے چھپا کر سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

مگر وہ روتی کیوں تھی؟ کیوں اسکی طرف سے ایسے زبردست جذبات کا اظہار ہو رہا تھا۔ کیوں اس کا دل اس زور سے دھڑک رہا تھا کہ اس کا ہر ایک لحمی ریشہ انتہائی کشیدگی کی حالت میں نظر آتا تھا؟ بات یہ ہے کہ جس وقت کا مارکوئیس نے ذکر کیا اس موقعہ پر صوفیا نے وہ چیخ معصومیت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے گناہ کی باخبری کے باعث ماری تھی۔ اس چیخ کا موجب مارکوئیس کی وہ درخواست تھی کہ تم اپنی بیٹی کی خاطر مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ۔ اور یہ اس لئے کہ اس درخواست نے صوفیا کے دل میں سر گلبرٹ سینٹ کرٹ سے اپنے ناجائز تعلق کی یاد پیدا کر دی تھی۔ بسا اوقات گناہ کی باخبری مجرم سے معصومیت کا انداز اس خوش اسلوبی سے اختیار کرا دیتی ہے کہ دیکھنے والا دھوکا کھا جاتا ہے یہی بات اس موقعہ پر بھی ہوئی تھی۔

بہت دیر تک خاموشی رہی۔ مارکوئیس اپنی بیوی کے جذبات کی صحیح نوعیت سے بیخبر اس کے چہرہ کی طرف ایسی دلچسپی کے ساتھ دیکھتا رہا۔ جو تیزی کے ساتھ اسی محبت کا درجہ حاصل کر رہی تھی۔ جو کبھی اسے اس سے ہوا کرتی تھی۔

"روؤ نہیں میری جان . . . روؤ نہیں میں التجا کرتا ہوں" اس نے آخر کار کہا۔

مارشنس نے اپنے دونو ہاتھ چہرہ سے ہٹا لئے اور اشک آلود آنکھوں سے اپنے شوہر کی طرف ایسی افسردگی اور حقیقی تاسف کے انداز سے دیکھا کہ اگر وہ بستر سے اٹھ سکتا تو

ضرور اسے اپنی چھاتی سے لگا لیتا۔

اس کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر لبوں سے لگاتے ہوئے مارکوئیس نے کہا "اب میں تم سے یہ التجا کرتا ہوں کہ زمانہ ماضی کے تلخ ذکر کو جانے دو۔ ہم نے ایک دوسرے کو معاف کرنے کا اقرار کیا ہے۔ تم مجھے اس لئے معاف کر چکی ہو کہ میں نے تمہیں اس شادی پر مجبور کیا۔ جو تمہاری زندگی تلخ کرنے کا موجب ہوئی۔ اور میں نے تمہیں اس تعلق کے لئے معاف کر دیا ہے۔ جو مجھ سے جدا ہو کر تم نے سر گلبرٹ ہینتھ کوٹ سے قائم کیا۔ اس لئے اے صوفیا اب ہمیں باہمی کدورت رفع کر کے پھر اچھے تعلقات قائم کرنے چاہئیں ۔ ۔ ۔ لیکن میری جان یہ کہو مجھے بستر پر لیٹے کتنا عرصہ گذرا اور تم کن حالات میں میری خبر گیری کے لئے یہاں آئیں ؟"

چار دن گذرے جب آپ نے ۔ ۔ ۔" مارشنس نے کہا اور پھر فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ اپنے شوہر کے اقدام خودکشی کا ذکر کرتی ہوئی ڈرتی تھی۔

"اوہ! صوفیا اس خوفناک فعل کا ذکر نہ کرو۔" مارکوئیس نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔ "مگر شکر ہے کہ تین چار شخصوں کے سوا اس کا کسی کو علم نہیں۔" اس کی بیوی نے از راہ اطمینان جواب دیا۔

"بے شک خدا کا شکر ہے۔" معمر امیر نے دونو ہاتھ دعائیہ انداز سے جوڑتے ہوئے کہا "اور اب میری پیاری صوفیا یہ بتاؤ تمہیں اس خوفناک واقعہ کا علم کیونکر ہوا؟"

وہ اس قسم کی ملائمت کا انداز اختیار کر کے جو کسی بیوی اور نرس کے لئے موزوں ہو سکتا ہے کہنے لگی۔ "اگر آپ سکون قائم رکھیں اور بہت کم گفتگو کریں تو میں سب کچھ بتا دیتی ہوں۔"

"ہاں مگر پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو۔" مارکوئیس نے کہا۔ "اگنیس ۔ ۔ ۔؟"

"اگنیس یہیں آپ کے مکان پر ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"آہ! میری بیٹی پھر میرے مکان پر آگئی! خدا کا صد ہزار شکر ہے۔" اس نے چہرہ پر خوشی کے آثار نمودار کر کے کہا۔ مگر جلدی ہی اس پر پھر الم کا بادل چھا گیا۔ اور اس نے کہا "کیا اسے میرے اس خوفناک اقدام کا علم ہے؟"

"نہیں۔ خدا نہ کرے۔" مارشنس نے اس خیال سے ہی کانپ کر کہا۔ "میں نے اس واقعہ

کو بڑی احتیاط کے ساتھ اس سے چھپائے رکھا ہے۔ البتہ اس بات کا اُسے علم ہے ۔ کہ وہ مارکوئیس آف ڈیلامور کی دختر ہے ۔ اور یہ کہ اس کے والد کا نام محض مسٹر ورنن نہیں ۔ اسے یہی معلوم ہے کہ آپ بہت بیمار ہیں ۔ چنانچہ وہ گھنٹوں آپ کے سرہانے بیٹھی میرے ساتھ آپ کی نگہبانی کرتی رہی ہے . . . "

"میری پیاری اگنیس" ۔ امیر نے پیار کے لہجہ میں کہا "عنقریب جب میری طبیعت زیادہ سکون پذیر ہوتی ہے تو میں اسے اپنے پاس بلاؤں گا ۔ ہاں اب تم مجھے وہ حالات بتاؤ جو تم بیان کرنے لگی تھیں ۔"

"سنئے میں عرض کرتی ہوں ۔ اور میری یہ درخواست بھی قبول فرمائیے کہ اس کیفیت کے دوران میں مجھے روکنے کی کوشش نہ کیجئے ۔ آپ کا مزاج سردست زیادہ گفتگو کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔ اور سر جان لیسلا جب عنقریب آپ کی مزاج پرسی کو آئیں گے تو مجھ پر خفا ہوں گے کہ میں نے آپ کو اس قدر گفتگو کی اجازت دی ۔ آپ کو معلوم نہیں اس علالت میں انہوں نے آپ کی کس توجہ سے تیمارداری کی ہے ۔ وہ گھنٹہ سوا گھنٹہ میں یہاں آیا جاتے ہیں ۔ اسوقت آپ کو ذاتی طور پر ان کا شکریہ ادا کرنے کا موقعہ حاصل ہوگا ۔ ہرچند کہ آپ کی خاطر سے کمرہ میں تاریکی رکھی گئی ہے ۔ تاہم اس وقت گیارہ کا وقت ہے ۔ اور امید ہے وہ ۱۲ بجے کے قریب ضرور تشریف لائیں گے ۔ پس اب آپ سکون اختیار کرنے کی کوشش کیجئے ۔ پھر میں آپ کو ساری تفصیلات سناتی ہوں ۔"

یہ کہکر مارشنس نے اپنے شوہر کے تکیہ کو درست کیا ۔ ایک بار پھر اسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور اس کے پلنگ کے قریب بیٹھکر کہنے لگی :۔

"چند دن گذرے نیک نہاد نوجوان امیر لارڈ ولیم ٹریولین آپ سے ملکہ اگنیس کے متعلق گفتگو کرنے میرے ہاں گئے تھے ۔ اس وقت میں نے انہیں یقین دلایا کہ سر گلبرٹ ہیتھ کوٹ کے ساتھ میرا اس بارہ میں تصفیہ ہو چکا ہے کہ آئندہ ہم ایکدوسرے سے نہ ملیں گے ۔ میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ میرا ارادہ اگنیس کو براعظم یورپ پر لے جانے کا ہے ۔ مگر لارڈ ولیم کے چلے جانے پر میں نے ان تجاویز پر جو میں نے جلدی میں سوچی تھیں غور کیا ۔ اور اب ایک اور تجویز میرے ذہن میں پیدا ہوئی ۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میری ساری تجاویز اگنیس کی راحت سے ہی وابستہ تھیں ۔ میری ساری توجہ اس کی

موجودہ راحت اور آئندہ بہتری پر مرکوز تھی - چنانچہ اسی سلسلہ میں میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس غریب کے لئے کتنی بڑی مصیبت ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اس باپ سے جدا ہو رہی ہے جس سے اسے غیر معمولی محبت تھی - اور اس کا صرف اپنی ماں کی نگرانی میں رہنا کس قدر قابل اعتراض سمجھا جا سکتا ہے - یہ سوچتے ہوئے میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ پھر ایک بار آپ ہی سے مکرر رحم کی خواستگار ہوں - اور التجا کروں کہ ہم دونوں اکٹھے رہیں - میں نے سوچا کہ آپ نے قانوناً طلاق حاصل کرنے کے لئے عدالت سے امداد حاصل نہ کرنے کے معاملہ میں انتہا درجہ قوت برداشت کا ثبوت دیا ہے - اور چونکہ آپ کی طرف سے ہمیشہ اس بات کی کوشش ہوتی رہی کہ ہمارے افسوسناک اختلافات پوشیدہ رازہی رہیں - اس لئے میرے دل میں اس خیال نے یقین کا درجہ حاصل کر لیا کہ ایگینس کی خاطر مزید ایثار کے لئے آمادہ ہونا آپ کی فیاضی سے بعید نہ ہوگا - میرے پیارے شوہر آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ کسی ماں کو اپنی بیٹی کا پاس خاطر کس قدر منظور ہوتا ہے . . . "

"بے شک ہوتا ہے" مارکوئیس نے غایت درجہ متاثر ہو کر کہا -

"خیر تو ان امیدوں کو دل میں لئے اور ان خیالات کے زیر اثر" مارشنس نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا "میں رات بھر سوچتی رہی کہ آپ سے ملاقات کا بہترین طریقہ کیا ہو . . . وہ ملاقات جو مدت مدید کے بعد ہونے والی تھی بہت کچھ سوچ کر میں نے ایک رقعہ لکھنے کا فیصلہ کیا جس میں یہ درج ہو کہ بعض اہم خانگی معاملات مجھے ایسا کرنے پر مجبور کرتے ہیں - اس سے اگلی صبح کو میں نے اس مضمون کا ایک رقعہ لکھ ڈالا - مگر اس کام سے فارغ ہو کر ایک اور خیال میرے ذہن میں یہ پیدا ہوا کہ اس خط کو میں خود ہی آپ تک لیجاؤں تو خوب ہوگا یہ کام اتنا سہل نہ تھا جس قدر لکھنے کا کیونکہ اس کے لئے بڑی جرأت درکار تھی - لیکن میں نے پھر ایک بار ایگینس کے فایدہ کو ہی سوچا اور یہ بات طے کی کہ خواہ اس کام میں کتنی بھی ذلت اور ندامت برداشت کرنی پڑے مجھے ضرور ایسا کرنا چاہیئے -"

"آہ! اس میں ذلت اور ندامت کی کیا بات تھی کہ زن و شوہر میں ملاقات ہو" عمر رسیدہ امیر نے کہا - "اے کاش تم اس وقت آ جاتیں جب . . ."

"میں التجا کرتی ہوں خاموش رہیئے گا" مارشنس نے اپنی انگلی لبوں سے لگاتے ہوئے کہا "آپ نے وعدہ کیا تھا کہ میری گفتگو کو بغیر کسی اظہار رائے کے سنیں گے -"

"کہو میری جان میں سنتا ہوں" مارکوئیس نے کہا۔ جو اب تک بیوی کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے تھا۔

وہ کہنے لگی۔ "پوری ہمت سے کام لیکر میں نے آخر آپ کے درناک آنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ رقعہ جو لکھ کر لائی تھی۔ میں نے آپ کے خادم کے ہاتھ بھیجا۔ مگر ایک ہی منٹ بعد وہ گھبراہٹ کی حالت میں دوڑتا ہوا آیا۔ اس کے چہرے سے غیر معمولی پریشانی اور توحش کا اظہار ہوتا تھا۔ مگر میں اپنے بیان کے اس حصہ پر زیادہ مفصل بحث کرنا پسند نہیں کرتی۔ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ اسکی زبانی شکستہ جملوں میں آپ کی حالت کی خبر پاکر مجھے کس قدر اضطراب ہوا۔ اس وقت میں نے آپ کے خادم کے روبرو اپنی شخصیت ظاہر کی اور اسے تاکید کردی کہ سوائے اس ڈاکٹر کے جسے آپ کے علاج کے لئے بلانا ضروری تھا اور کسی کو اصل حقیقت سے آگاہ نہ کیا جائے۔ نوکر کو ڈاکٹر کی طرف بھیجکر میں خود آپ کے پاس آئی۔ اور جو کچھ امداد اس موقعہ پر ایک ناتجربہ کار عورت خون بند کرنے یا پٹی باندھنے کے متعلق دے سکتی ہے۔ دی۔ تھوڑی دیر میں سرجان لیسار بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے زخم دیکھ کر اطمینان دلایا۔ میں نے ایگنس کو نوکر کے ہاتھ یہاں بلوا بھیجا۔ اور خود بھی اسی جگہ ٹھیر گئی۔ بس یہی کیفیت تھی جو مجھے آپ کے روبرو بیان کرنا تھا۔ یا اس کے سوا یہ کہ میں نے اس واقعہ کی اطلاع لارڈ ولیم ریولین کو دی جو میرے فیاض دوست ہیں۔ اور جنہیں ایگنس کے آئندہ شوہر کی حیثیت بھی حاصل ہے . . . "

"تو کیا وہ میرے کرہ میں آئے تھے؟" امیر موصوف نے جلدی سے پوچھا۔

"ہاں آئے تھے" اس نے جواب دیا چونکہ انہیں میرا اور آپ کا اعتماد یکساں حاصل ہے۔ اس لئے میں نے انہیں واقعہ پیش آمدہ سے بے خبر رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ پس اب یہ راز میرے علاوہ آپ کے خادم۔ ڈاکٹر اور لارڈ ولیم کو معلوم ہے۔ باقی اہل خانہ کو بھی بتایا گیا ہے کہ آپ پر کسی خطرناک مرض کا دورہ ہوا تھا جس سے اب آپ بتدریج رو بہ اصلاح ہو رہے ہیں۔"

ایک طویل وقفہ کے بعد مارکوئیس نے کہا "میری عزیز بیوی۔ اگر اور حالات اس قسم کے موجود نہ بھی ہوتے جو ایک دیانتدار مرد کی حیثیت میں مجھے تم سے معافی کا طلبگار ہونے پر مجبور کرتے ہیں۔ تو یہ باتیں ہی جو اب تم نے بیان کیں۔ میرے دل سے تمہارے خلاف

ہر قسم کے تعصبات رفع کرنے کے لئے کافی تھیں - تمہاری فیاضی . . . تمہارا علم . . . تمہاری نگہداشت . . . ."

"بس میں پھر التجا کرتی ہوں آپ اپنی طبیعت کو جوش میں نہ آنے دیں ۔" یہ کہتے ہوئے مارشنس نے اپنا ہاتھ شوہر کے منہ پر رکھ دیا۔

"نہیں تم مجھے بیان کرنے دو کہ میں کس درجہ تمہارا ممنون احسان ہوں " مارکوئیس نے جوش کے لہجہ میں کہا " میری پیاری بیوی ! - اصل بات یہ ہے کہ میں نے جس وقت خودکشی کا اقدام کیا تو میری حالت دیوانوں سے بہتر نہ تھی "

"اوہ ! اس کا ذکر نہ کیجیے ۔" وہ خاتون کہنے لگی " مگر میں پوچھتی ہوں کیا یہ سب کچھ اس ملاقات کی وجہ سے ہوا جو ٹریولین نے آپ سے کی تھی . . . ؟"

"نہیں نہیں ۔" مارکوئیس نے قطع کلام کر کے کہا " جو کچھ ہوا اس کے لئے انہیں قصور دار نہ ٹھہراؤ ۔ اسکی وجہ یہ نہ تھی کہ تم نے لارڈ ولیم کی معرفت کہلا بھیجا تھا کہ میں ایگنس کو اپنی حفاظت میں ہی رکھوں گی . . . افسوس کہ اس کا باعث ایک اور ہی . . . نہایت حقیر تھا . . . مگر یہ کہو میری پیاری میرے ساہوکاروں کی طرف سے کوئی چٹھی تو نہیں آئی ؟"

"آپ اس حالت میں مالی معاملات کی فکر نہ کریں ۔" مارشنس نے التجا کے لہجہ میں کہا

"نہیں میری جان ، میری صحت بحال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ میں سارے حالات سے پوری طرح خبردار ہو جاؤں ۔" مارکوئیس نے زوردار لہجہ میں کہا ۔ اس کے علاوہ صوفیا تمہارے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضرور کوئی بات ظہور میں آئی ہے . . . "

"سکون فرمائیے میں سب کچھ آپ کو بتا دیتی ہوں ۔" مارشنس کہنے لگی " پھر امید ہے آپکا اطمینان ہو جائے گا ۔ کیونکہ میں دیکھتی ہوں جب تک سارے حالات آپ کو معلوم نہ ہوں آپ کی پریشانی رفع نہ ہوگی سب سے بڑھ کر میں آپ کو اس بات کا یقین دلاتی ہوں کہ آپ کی عزت سر طرح محفوظ ہے اور کوئی بات اس قسم کی ظاہر نہیں ہوئی جس کی وجہ سے آپ کو شرمسار ہونا پڑے . . ."

"آہ ! اس اطمینان کے لئے میں پھر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں " مارکوئیس نے کہا ۔ مگر میں التجا کرتا ہوں سارے حالات زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرو ۔"

"دیکھئے میں عرض کرتی ہوں" مارشنس نے کہا "جس روز آپ کو وہ سانحہ پیش آیا۔ جس کے سلسلہ میں میں نے اس مکان میں سکونت اختیار کی۔ اُس کے اگلے روز آپ کے ان ساہوکاروں میں سے ایک جو سٹرینڈ میں کاروبار کرتے ہیں نہایت ضروری کام کے لیئے آپ سے ملنے آیا۔ میں نے اس سے پہلے نوکروں کو حکم دے دیا تھا کہ کوئی شخص ملنے کے لیئے آئے تو اس کی اطلاع مجھے دی جائے۔ چنانچہ ساہوکار کی آمد کی خبر پاتے ہی میں اس سے ملنے کے لیے نشستگاہ میں گئی۔ اس کے سوالات پر میں نے کہا کہ آپ دفعتاً بیمار ہو گئے ہیں۔ اور اس حالت میں کسی سے مل نہیں سکتے۔ اور چونکہ میں اس سے پہلے نوکروں کے روبرو اپنی شخصیت ظاہر کر چکی تھی۔ اس لیئے میں نے ساہوکار پر بھی بلا تامل یہ ظاہر کر دیا کہ میں مارشنس آف ڈیلامور ہوں۔ اس کے باوجود وہ آپ ہی سے ملنے کے لیئے اصرار کرتا رہا۔ مگر میں نے فیصلہ کن طریق پر کہا کہ آپ بیہوش ہیں اور اس حالت میں کسی بھی شخص سے مل نہیں سکتے۔ یہ سُن کر وہ بہت پریشان اور مضطرب نظر آنے لگا۔ جس پر میں نے کہا کہ جو بات ہو وہ آپ مجھ سے بیان کریں۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ کسی نے آپ کے نام سے جعلسازی کر کے ۶۰ ہزار پونڈ کا چیک وصول کر لیا ہے۔ اور اب وہ عورت جس کے پاس ۶۰ ہزار کا اصلی چیک موجود ہے یہ رقم وصول کرنے آئی ہے۔ اس نے کہا وہ عورت اس چیک کی ادائیگی کے لیئے بزور مصر ہے اور میں ان سے مشورہ کرنے کی غرض سے آیا ہوں کہ اس موقعہ پر ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اس وقت میں نے قیاس سے یہی سمجھا کہ معاملہ ایسا ہے جس کا افشا بہرحال آپ کو منظور نہ ہوگا۔ اور اس خیال کی تصدیق ساہوکار کے ساتھ تھوڑی دیر گفتگو کرنے پر ہو گئی۔ میں نے سارے پہلو سوچ کر یہی بہتر سمجھا کہ اس عورت کے مطالبات پورے کر دیئے جائیں۔ اور یہی صلاح میں نے ساہوکار کو دی چنانچہ اپنی دوسری ملاقات میں اس نے مجھے وہ رقم ادا کرنے کی اطلاع دی اور اب میں امید کرتی ہوں کہ آپ میری کارروائی کو پسند کریں یا نہ کریں بہرحال میری نیک نیتی کو تسلیم کریں گے۔"

"میں تمہاری دونو باتوں کو پسند کرتا ہوں" مارکوئیس نے جواب دیا "اور میری پیاری صوفیا میں پھر ایک بار اس دور اندیشی کا اعتراف کرتا ہوں۔ جس سے تم نے اس معاملہ میں کام لیا۔"

اس وقت کسی نے کمرہ کے دروازہ پر دستک دی اور اس کے ذرا دیر بعد سر جان بیلز اندر داخل ہوا۔

مریض کی حالت کو پہلے سے بدرجہا اصلاح دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔ اور چند سرسری سوالات کے بعد وہ مارکوئیس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا "مائی لارڈ آپ اپنی زندگی کے لئے ان خاتون محترم کے ممنون احسان ہیں۔ سچ پوچھئے تو یہ ان کی اس توجہ۔ استقلال اور نگہداشت ہی کا نتیجہ ہے جو انہوں نے آپ کی خطرناک حالت سے خبردار ہوتے ہی اختیار کی۔ کہ آپ کی جان بچی۔ متواتر چار دن اور چار راتیں آپ کی بیگم نے آپ کے سرہانہ بیٹھ کر بڑی جانکاہی سے آپ کی نگہداشت کی ہے۔ اور چونکہ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ آپ کی بیماری کا افسوسناک راز کسی طرح فاش ہو۔ اس لئے انہوں نے کسی نرس کی خدمات حاصل کرنے کی بھی اجازت نہیں دی۔ بلکہ وہ تن تنہا ہر قسم کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتی اور فکر و تشویش کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے آرام و آسایش کو قربان کر کے آپ کی خدمت کرتی رہی ہیں۔ آپ سے میڈم میں ان تعریفی کلمات کے لئے معافی چاہتا ہوں مگر ایمان کی بات یہ ہے کہ اپنے طویل عرصہ طبابت میں میں نے ایسی محبت۔ ایسی زبردست عقیدت کی نظیر بہت کم دیکھی ہے۔"

مارکوئیس کہنے لگا۔ "ڈاکٹر صاحب آپ کو ایسی شریف اور فیاض خاتون کی تعریف کرتے دیکھ کر مجھے دلی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ بعض خفیف اختلافات۔ اور وہ بھی میرے قصور سے آجتک ہم دونو کو ایک دوسرے سے جدا رکھنے کا موجب رہے۔ مگر اب کہ ہم پھر ایک دوسرے سے مل گئے ہیں۔ میں کہہ سکتا ہوں صرف دست اجل ہی ایک کو دوسرے سے جدا کر سکے گا۔" پھر ذرا رک کر اس نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے (جب کہ مارشنس اپنے گہرے جذبات کی وجہ سے زار زار رو رہی تھی) کہا "ڈاکٹر صاحب اگر کوئی آپ کے سامنے کبھی ہمارے ایک دوسرے سے الگ رہنے کے واقعہ کا ذکر کرے تو آپ سے میری درخواست ہے کہ میری طرف سے اُسے یقین دلا دیجئے کہ قصور سراسر میرا تھا۔ اور یہ کہ مارشنس نے ازراہ عنایت اب میری ساری خطائیں معاف کر دی ہیں۔"

"مائی لارڈ میں دوسروں کی طرف سے یہ ذکر چھیڑنے کے بغیر اپنے طور پر تمام دوستوں

میں معاملہ کی اطمینان بخش پیرایہ میں تشریح کروں گا۔" سر جان لیسلز نے کہا جو مارکوئیس کے بیان کو سراسر درست سمجھتے ہوئے ضروری خیال کرتا تھا کہ اس خاتون سے کامل انصاف کیا جائے جس نے ایسے حالات میں اس قسم کی فیاضی کا ثبوت دیا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نسخہ لکھ کر چلا گیا۔ پھر مارشنس اپنے شوہر کے قریب جا کر شرماتے ہوئے کہنے لگی "میرے سرتاج اگر میرا طرز عمل واقعی آپ کی نظروں میں قابل تعریف ہے تو میں کہہ سکتی ہوں کہ آپ کا سلوک اس قسم کا ہے جس کی تعریف دائرہ بیان سے باہر ہے۔ کیونکہ میں نے جو کچھ کیا وہ فرض تھا۔ مگر آپ نے جو کچھ کیا وہ سراسر فیاضی ہے۔ میرے پیارے شوہر میں کس منہ سے آپ کا شکریہ ادا کروں کہ آپ نے کسی شخص کو ہماری نسبت بدگوئی کا موقعہ نہیں دیا۔ اور اس طرح پر اپنی اور میری عزت کو محفوظ رکھا۔ یہ آپ کی کتنی بڑی عنایت ہے کہ ایسا کرتے ہوئے آپ نے اس بدنامی کو جو زن و مرد کی علیحدگی سے پیدا ہوتی ہے اپنے اوپر لینا گوارا کیا۔"

مارکوئیس نے کہا "میری جان میں نہ کسی شکریہ کا مستحق ہوں۔ اور نہ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ تم نے میری جان بچائی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ مجھے دوبارہ زندگی دی۔ اس کے لئے میں اپنی باقی زندگی میں ہمیشہ تمہارا ممنون احسان رہوں گا۔ اور اس جرم کے لئے جس کا مجھ سے حالت جنون میں اقدام ہوا تھا۔ تہ دل سے تائب ہونے کی کوشش کروں گا۔ سر جان لیسلز کا اکثر اونچے گھرانوں میں جانا آنا رہتا ہے۔ چنانچہ وہ حصہ وسٹ اینڈ کے بھی امرا کے ہاں جاتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جو کچھ میں نے ان سے کہا وہ اسکی بخوبی اشاعت کر دیں گے۔ اس لئے میری پیاری صوفیا تم پورے فخر کے ساتھ سوسائیٹی میں شامل ہو سکتی ہو۔ کیونکہ تمہارا راز اسی قدر محدود حلقہ میں رہا ہے۔ جیسے میرا تھا اور اب اس قدر تفصیل کے بعد میں ایک اور غیر یقینی معاملہ میں تمہارا اطمینان کرانا چاہتا ہوں یعنی اس خوفناک فعل کے اقدام کے متعلق جس کا مہلک اثر تمہاری بروقت امداد سے ہی زائل ہوا اصل بات یہ ہے کہ میں وہ فعل اس عورت کی طرف سے مایوس ہو کر کرنے لگا تھا جس نے ۶۰ ہزار کا چیک میرے ساہوکاروں کے ہاں پیش کیا۔۔۔"

"بس" مارشنس کہنے لگی "آج ہم اس قدر رنجدہ واقعات بیان کر چکے ہیں کہ ان میں اضافہ کرنا غیر ضروری ہوگا۔" پھر وہ محبت آمیز لہجہ میں کہنے لگی "اگر آپ پسند کریں تو میں

ایگنس کو آپ سے ملنے کے لیے لاؤں؟"

مارکوئیس نے اسے خوشی سے منظور کیا - اور صوفیا اس کے کہتے کا گریبان ایسے طریق پر اٹھا کر کہ گلے پر بندھی ہوئی پٹی نظر نہ آتی تھی - کمرے سے باہر گئی - اس کے تھوڑی دیر بعد وہ اپنی بیٹی کو ساتھ لیکر واپس آئی - جو اُسے جس کو وہ اپنا باپ سمجھتی تھی اب رو بصحت دیکھ کر بے حد خوش ہوئی -

لیکن جس وقت مارشنس نے اپنے شوہر کو ایگنس کے ساتھ اس طرح اظہار محبت کرتے دیکھا - تو اس کے دل کو اس وجہ سے سخت رنج ہوا - کہ میں یہ غلط فہمی پیدا کرکے کہ ایگنس میرے شوہر کی بیٹی ہے اُسے کس قدر دھوکا دے رہی ہوں - مگر دوسری طرف یہ بھی کیونکر ممکن تھا کہ وہ اس خیال کو جو عمر رسیدہ امیر کی مسرت کا باعث تھا - تلف کر دیتی - ایسے حالات میں یقیناً ہمارے ناظرین صوفیا کو قابل معافی سمجھیں گے - کہ اس نے اس راز کو ظاہر کرکے اس خانگی امن کو جو اب ہر نو قائم ہو چکا تھا - برباد کرنا پسند نہیں کیا -

ایگنس سے ملنے کے تھوڑی دیر بعد مارکوئیس کو پھر نیند آگئی - اور شام تک وہ آرام کے ساتھ بے خبر سوتا رہا -

اس کے دوسرے دن صبح کے وقت جب ٹریولین اس سے ملنے آیا - تو مارکوئیس نے اس کی ملاقات پر اصرار کیا - اور یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا - کہ لارڈ ولیم کو مارکوئیس کی حالت رو بہ اصلاح دیکھ کر کس قدر دلی خوشی ہوئی -

باب ۲۰۰ جیک لی اور گرین کی ملاقات

رات کے نو بجے تھے - اور مسٹر جان رلی المعروف بہ ڈاکٹر اپنے مکان واقعہ رویل سٹریٹ کے کمرہ میں بیٹھا ہوا پائپ پیتا اور یہ سوچ رہا تھا - کہ ان بنک نوٹوں کا کیا کیا جائے جو مسز مارٹیمر کی وساطت سے اُسے ملے تھے -

وہ ریل باب کے تیزاب کی بدولت اپنی رفیق مسز مارٹیمر کے نہایت ہولناک اذیت کے بعد جان دینے کی خبر وہ اخبارات میں پڑھ چکا تھا - مگر اس مطلب کا کوئی اشتہار اب تک اس کی نظر سے نہیں گذرا تھا - کہ نوٹ جو اس سے ملے وہ جعلسازی کی بدولت حاصل

کیے گئے تھے۔ یہاں تک کہ اخبارات واقعہ جلسازی کی نسبت بالکل خاموش تھے۔
ان حالات سے ڈاکٹر نے یہی نتیجہ اخذ کیا۔ کہ اس جرم کا اب تک کسی کو علم نہیں ہوا اور نہ اصلی چیک اب تک بنک میں پیش کیا گیا ہے۔ چونکہ نوٹوں کو اس کے قبضہ میں آئے ہوئے کئی دن ہو گئے تھے۔ اس لیے اب اس نے یہ سوچنا شروع کیا۔ کہ انہیں بھنانے کی کیا ترکیب اختیار کی جائے۔
بظاہر یہ کتنی عجیب بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک شخص ساٹھ ہزار پونڈ کا مالک تو ہے مگر اس رقم کو وصول کرنے کی ترکیب نہیں جانتا۔ مگر چوروں کے معاملہ میں اکثر ایسا ہوا کرتا ہے۔
درحقیقت جیک رلی کے معاملات کی صورت یہ تھی۔ کہ اگر وہ خود ان نوٹوں کو لے کر بنک آف انگلینڈ میں بھنانے جاتا۔ تو اس کی مکروہ صورت دیکھ کر ضرور اس کے خلاف شبہات پیدا ہو جاتے۔ کیونکہ اس قدر خود پسند وہ بھی نہیں تھا۔ کہ اپنی انتہائی بدصورتی اور کراہت نظری سے بے خبر ہوتا۔ علاوہ بریں اُسے اب تک معلوم نہ تھا۔ کہ ان نوٹوں کی اشاعت بنکی طور پر روک دی گئی ہے یا نہیں۔ دوسری طرف اگر وہ ان لوگوں کے پاس جاتا جو اس کے حلقہ احباب میں چوری کا مال خریدنے کا بیوپار کرتے تھے۔ تو جانتا تھا۔ کہ اس طرح دو تین ہزار پونڈ سے زیادہ قیمت کے نوٹ بہرحال نہ بھنائے جا سکیں گے۔ اور اتنے میں بھی نصف رقم چوری کا مال لینے والوں کی جیب میں چلی جائے گی۔ ایک اور بات یہ بھی تھی۔ کہ ایسے شخصوں پر صرف وہی لوگ بھروسہ کر سکتے ہیں جن کے لیے انتہائی حالت میں کوئی چارہ کار باقی نہ رہے۔ اور ڈاکٹر کے پاس تو ابھی اس رقم کا بھی وافر حصہ موجود تھا جو اس نے بھوتوں والے مکان میں حاصل کی تھی۔ ان سب مشکلات کے علاوہ جیک رلی ایک دوست سے فرانس میں جہازی قیدیوں کی حالت زار کی اتنی مفصل کیفیت سن چکا تھا۔ کہ وہ نہیں چاہتا تھا۔ ان نوٹوں کو چلانے کی کوشش میں اسی سزا کا مستوجب قرار پائے۔ کیونکہ یہ امر چنداں تعجب خیز نہ تھا۔ کہ مختلف ساہوکاروں کو ان نوٹوں کے متعلق خبردار کر دیا گیا ہو۔
غرض شب مذکور کو ڈاکٹر کے دل میں اس قسم کے خیالات پیدا ہو رہے تھے کہ مالک مکان نے آ کر اطلاع دی۔ کہ ایک شخص جو اپنا نام گرین بتاتا ہے۔ آپ سے ملنا چاہتا ہے
"آہ! میرا پرانا ہم مکتب۔" رلی نے خوش ہو کر کہا "لے آؤ۔ اسے یہیں لے آؤ۔"

وکیل کے محرر کے آتے آتے ڈاکٹر نے میز پر برانڈی کی بوتل دو گلاس اور ایک صاف ستھرا پائپ رکھ دیا۔

اتنے میں مسٹر گرین کمرہ میں داخل ہوا اور ڈاکٹر نے اس کا استقبال ایسی خوشی اور بے تکلفی سے کیا۔ گویا وہ اس کا پرانا ملاقاتی تھا۔

جب گرین اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ تو ڈاکٹر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "یار آج بہت دنوں بعد تمہاری صورت دیکھی۔ کہو ان دنوں کہاں ہوتے ہو؟ کیا اب تک اسی بڈھے ہیتھ کوٹ کے ہاں چکی پیستے ہو؟"

"ہاں۔ بلکہ یوں کہیئے اس سے بھی بدتر حال ہے۔"

"تجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا" ڈاکٹر نے کہا "لو کچھ پیو۔ اور یہ کہو۔ تمہیں میرے اس نئے مکان کا علم کیسے ہوا؟"

گرین نے جواب دیا۔ "دراصل میں کل اسی گلی میں ایک شخص کے نام سمن لے کر آیا تھا۔ اس وقت میں نے تمہیں کھڑکی کے اندر بیٹھے دیکھا۔ اور گو تم مجھے نہیں دیکھ سکے۔ تاہم میں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ جلد ہی تم سے ملونگا۔ اور دیکھ لو میں آگیا ہوں۔"

"جس کی مجھے دلی خوشی ہے" جیک رلی نے کہا "تم دیکھ سکتے ہو۔ میری حالت پہلے کی نسبت بہت اصلاح پذیر ہو چکی ہے۔"

"کاش کہ میری بھی ہو سکتی" گرین نے برانڈی کا گلاس منہ سے لگاتے ہوئے ایک آہ بھر کر کہا "چند دن پیشتر میں نے دو ایک سو پونڈ کمائے تھے۔ اور وہ اس طرح پر کہ ہیتھ کوٹ نے جس پاگل خانہ میں اپنے بھائی کو بند رکھا تھا اس کا ایک شخص کو پتہ دے دیا۔ اس روپیہ سے میں نے یہ نیا سوٹ بنوایا تھا" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا۔ "بس اتنے سے ہی وہ بڈھا بپھر گیا۔ اور کہنے لگا۔ مزدور تم نے مجھی کو لوٹا ہے۔ میرا بس نہیں چلتا۔ ورنہ کمبخت سے وہ بدلہ لوں۔ ..."

"یہ کام بہت مشکل نہیں" رلی نے کہا۔ "تم وقتاً فوقتاً اس کے متعلق جو حالات مجھے سناتے رہتے ہو۔ ان کی بنا پر میرے خیال میں تم اس شخص کو آن واحد میں لرزہ براندام کر سکتے ہو۔"

"ہاں۔ ہاں ... لیکن ... بات یہ ہے ..." کلرک نے اس شخص کی طرح جو دلی

خیالات دوسرے پر ظاہر کرنا چاہتا ہو۔ مگر انہیں اتنا برا سمجھتا ہو کہ ایک بدتر شخص کے سامنے بھی ان کے اظہار کی جرات نہ کر سکے۔ رکتے رکتے کہا۔

"ہاں کیا بات ہے؟" ڈاکٹر نے اپنا پائپ دوبارہ جلاتے ہوئے پوچھا۔ "اگر تم مجھ سے مشورہ ہی لینے آئے ہو۔ تو جو کچھ کہنا ہے کہ ڈالو۔ بات کو ادھورا رکھنے سے میرے دوست بھی کام نہیں چلتا۔"

"خیر جیسا کہ میں کہ رہا تھا۔ بات یہ ہے کہ . . . کہیں . . . میں اس شخص کے اختیار میں . . . بالکل اس کے اختیار میں ہوں" گرین نے بدستور رک رک کر کہا۔ "سخت گبر تردہ پہلے بھی تھا۔ مگر اب تو میری زندگی کو اتنا تلخ کر رہا ہے کہ جی چاہتا ہے دو سو پونڈ لے کر ہی امریکہ بھاگ جاؤں۔ مگر پھر ڈرتا ہوں وہ میری تلاش میں زمین آسمان ایک کر دے گا۔ وہ میرے متعلق اشتہارات شایع کرے گا۔ میرا حلیہ سارے اخبارات میں چھپوا دے گا۔ اور اس بات کی قسم کھانے کو تیار ہو گا کہ میں اس کی نقدی لیکر بھاگ گیا ہوں۔ غرض مجھ سے بدلہ لینے کے لئے وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گا۔ وہ ان شخصوں میں سے ہے۔ جن کا کینہ شیطان سے کم نہیں۔"

"مگر اب وہ تمہیں کیا کہتا ہے؟" جیک نے اپنے دوست کی شکایات سنتے ہوئے اطمینان سے پائپ کا کش لگا کر پوچھا۔

"یوں کہو کہ کیا نہیں کہتا" گرین نے غصہ۔ نفرت اور یاس کے مشترکہ لہجہ میں کہا "میا کہ میں نے پیشتر بیان کیا۔ اس نے اپنے بھائی سر گلبرٹ کو اس خیال سے پاگل خانہ میں رکھوایا تھا۔ کہ اس کی ساری جائداد پر خود قبضہ کرے گا۔ اور اس میں شک نہیں وہ اپنے دل میں یہی سمجھتا تھا کہ بدنصیب سر گلبرٹ پاگل خانہ سے زندہ بچ کر نہیں آئے گا۔ مگر وہ بچ گیا . . ."

"بچ گیا!" ڈاکٹر نے چونک کر کہا "تمہاری مدد سے؟"

گرین کہنے لگا "ہاں میری ہی مدد سے۔ اور اب اس شبہ کی وجہ سے ہیتھ کوٹ مجھ پر ایسی سختی کر رہا ہے۔ جو ناقابل برداشت ہے۔ جب اس نے مجھے نئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ میں قسم کھا سکتا ہوں۔ کہ اگر تم نے میرا روپیہ نہیں چرایا۔ تو ضرور کسی نے میرے بھائی کا پتہ دے کر رشوت لی ہے۔ میں نے لاکھ کہا۔ میری تنخواہ آپ کی

مہربانی سے اتنی کافی ہے۔ کہ میں سفید پوشی کر سکتا ہوں۔ ۔ ۔"

"یہ تم ٹھیک کہتے ہو۔" ڈاکٹر نے قطع کلام کرکے کہا۔ "مگر جب کسی کے دل میں ایک بار شبہ جاگزین ہو جائے۔ تو پھر وہ بآسانی دور نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت اسی کو سوچتا۔ اسی پر کڑھتا۔ اسی کو دل میں لے کر سوتا اور اسی کے خواب دیکھتا ہے۔ شکی آدمی کی حالت بالکل اس جوان لڑکی کی سی ہوتی ہے۔ جو اول مرتبہ مبتلائے عشق ہو۔"

"یہی بات ہے۔" گرین نے تسلیم کیا۔ "بہرحال اس ہیتھ کوٹ نے پچھلے چند دنوں میں میرا اس قدر ناک میں دم کیا ہے۔ کہ کل تمہیں کھڑکی کے اندر بیٹھے دیکھ کر میرے دل میں شعاع امید پیدا ہو گئی۔ اور میں نے تم سے اس کا ذکر کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔"

"اگرچہ یہ میری سمجھ میں اب تک نہیں آیا۔ کہ میں کیونکر تمہاری امداد کر سکتا ہوں۔ اسلئے کہ اپنے بیان کے مطابق تم سراسر ہیتھ کوٹ کے بس میں ہو۔" جیک رلی نے کہا۔ "مگر تم سارے حالات بیان کرو۔ شاید امداد کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔"

گرین کہنے لگا۔ "اس میں تو کچھ بھی شک نہیں کہ ہیتھ کوٹ اگر چاہے تو مجھے کالے پانی بھجوا سکتا ہے۔ دراصل چند سال گذرے میں ۔ ۔ ۔ میں ایک ۔ ۔ ۔ جعلسازی کا مرتکب ہوا تھا۔ ۔ ۔"

"اوہ! بالکل معمولی بات۔" جیک نے تسلی بخش لہجہ میں کہا۔ "پھر اس کے بعد؟"

"تم اسے معمولی بات کہتے ہو۔" محرر نے تشویش سے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا گویا وہ ڈرتا تھا۔ کہیں دیوار بھی اس گفتگو کو نہ سن لے۔ "اب حالت یہ ہے کہ اگر میں ایک ہزار پونڈ ایک ماہ کے اندر اندر حاضر نہ کروں تو میرا دریائے شور کے پار بھیجا جانا یقینی ہے۔ اب تک ہیتھ کوٹ مجھ سے یہ کہتا رہا۔ کہ میں تمہاری خاطر یہ رقم ادا کر دوں گا۔ مگر جب سے اس کا بھائی فرار ہوا ہے اور ایک دو اور واقعات اس قسم کے ظہور میں آئے ہیں۔ جنہیں وہ پسند نہیں کرتا ۔ ۔ ۔"

"میں سمجھ گیا۔" جیک رلی نے کہا۔ "اس وقت کے بعد وہ بہت جھنجلا گیا ہے۔"

"کیا؟" گرین نے جو اس فقرہ کو اپنے خیالات کی الجھن میں نہیں سن سکا تھا۔ کہا

"یہ کہ اس وقت کے بعد وہ تم سے بہت بگڑ گیا ہے۔" ڈاکٹر نے کہا جس کے دل میں اب یہ خیال پیدا ہونے لگا تھا۔ کہ گرین سے بنک نوٹ چھپوانے میں کیوں نہ مدد

لی جائے۔

"جو کچھ بھی ہو مجھے یقین ہے کہ اب ہیتھ کوٹ سے امداد کی کوئی صورت نہیں" بدنصیب محرر نے جواب دیا۔ "اور اگر اس نے امداد نہ دی۔ تو میرا خدا ہی حافظ ہے۔ مگر ہیتھ کوٹ سے مدد حاصل ہونا تو اب خارج از بحث ہے۔ کیونکہ کچھ تو پچھلے دنوں اس کا ذاتی نقصان ہو چکا ہے۔ دوسرے بھائی کے فرار نے اسے حد سے زیادہ چڑچڑا کر دیا ہے۔"

"مگر کیا سر گلبرٹ اسے سزا دلانے کی فکر میں ہے؟" جیک نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس کی فیاضی میں تو کلام نہیں۔ اور وہ اسے کبھی کا معاف کر چکا ہے۔" گرین نے کہا۔ "مگر جن دو ڈاکٹروں نے اس کی دیوانگی کی سند تیار کی تھی۔ اب اس نے دونوں کو مجبور کر کے ان سے اپنے ہوشمند ہونے کی سند حاصل کر لی ہے۔ اور اس بات کا بھی اقرار کرا لیا ہے۔ کہ رشوت دے کر ہم سے وہ دستاویز حاصل کی گئی تھی۔ جس کی بنا پر سر گلبرٹ کو پاگل خانہ میں رکھا گیا۔ اس لئے اب فکر و تشویش اس بات کی ہے۔ کہ یہ سب کچھ لوگوں کو معلوم ہو جائے گا۔ اور ہیتھ کوٹ اپنی بدنامی کے خوف سے اتنا گھبراتا ہے کہ اسے یہ پروا نہیں۔ میرا کیا ہو۔ یعنی میرا محرر مرے یا جیے۔"

"خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس حالت میں اگر تمہیں ایک ہزار پونڈ مل جائیں تو تم اپنے آپ کو صاحب نصیب سمجھو۔ اور ہیتھ کوٹ کا بخوبی مقابلہ کر سکو۔" جیک رلی نے پوچھا۔

"ہاں۔ مگر ایسی قسمت کہاں!" محرر نے دونو ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "اگر سچ مچ مجھے کہیں سے ایک ہزار پونڈ مل جائیں۔ تو میں اپنی زندگی کے عرصہ دس سال سے دست بردار ہونے کو تیار ہوں ... مگر افسوس کہ یہ سب فضول خواہشات ہیں۔"

ڈاکٹر نے اپنے دوست کی طرف پر معنی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "دس سال تو بہت ہیں۔ کیا تم ایک ہزار پونڈ کے بدلے تھوڑا سا وقت اور تھوڑی سی ذہانت صرف کرنے کو تیار ہو؟"

"جانے بھی دو۔" گرین نے کہا۔ "مصیبت زدہ کو دیکھ کر ہر شخص کو مذاق کی سوجھتی ہے۔"

"شیطان کی قسم میں بالکل مذاق نہیں کرتا۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "تم میری طرف بھٹی بھٹی نظروں سے نہ دیکھو۔ کیونکہ اگر تم منظور کرو تو ایک ہزار پونڈ ابھی بڑی آسانی سے

ساتھ تمہارے قبضہ میں آسکتے ہیں۔ مزید اری یہ ہے کہ تمہارے پاس جو دو سو پونڈ پہلے کے موجود ہیں۔ انہیں چھیڑنے کی ضرورت نہیں"۔

"میں اب تک تمہارا مطلب نہیں سمجھا" محرر نے اس امید پر تکیہ کرنے کی جرأت نہ کرتے ہوئے کہا۔ جو اس کے دل میں پیدا ہو رہی تھی "میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اس کشمکش و پیچ کی حالت میں نہ رکھو۔ کیا واقعی تم مجھے مدد دے سکتے ہو؟ ... کیا سچ مچ تم مجھے مصیبت سے بچا سکتے ہو؟"

"ہاں میں سب کچھ کرسکتا ہوں۔" ڈاکٹر نے پرزور لہجہ میں کہا۔ "اور اب میں تم سے پوچھتا ہوں۔ کیا جب تم میرے پاس آئے۔ تو میری امداد پر بھروسہ کرکے نہیں آئے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ عرصہ دراز پیشتر ایک ہی مدرسہ میں تعلیم پانے کے بعد جب سے ہم ایکدوسرے سے جدا ہوئے۔ ہمارے طریق زندگی اس قدر مختلف رہے ہیں۔ کہ یہ غیر ممکن تھا۔ تم بغیر کسی مدعا کے میرے پاس آتے۔"

"یہ ٹھیک ہے۔ لیکن اسے تم بھی تسلیم کروگے۔ کہ جب کبھی میں تم سے ملا۔ تو ہمیشہ مخلصانہ طریق پر پیش آیا۔ بلکہ تمہاری تواضع میں بھی کوتاہی نہیں کی۔"

"بے شک ایک دوبار ایسا ہوا" جیک نے تسلیم کیا۔ "مگر جو کچھ بھی ہو۔ میں نے تم سے ایک سوال پوچھا ہے۔ اور قبل اس کے کہ میں اپنے خیالات تم پر زیادہ وضاحت کے ساتھ ظاہر کروں ..."

"خیر میں اعتراف کرتا ہوں۔" گرین نے معاملہ کو جلد تر طے کرنے کی نیت سے کہا۔ "میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں تم سے کسی نہ کسی طریق پر امداد پانے کی امید سے ہی آیا تھا۔ مگر یہ ایک ایسی کوشش تھی جو کوئی شخص ہر طرف سے مایوس ہوکر کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا تو مجھے خواب میں بھی خیال نہیں ہوسکتا تھا۔ کہ تم آٹھ سو یا ہزار پونڈ تک تم سے میری مدد کرسکوگے۔ زیادہ صفائی سے پوچھو۔ تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں اس نیت سے آیا تھا۔ کہ جیسی زندگی تم بسر کرتے ہو۔ ویسی ہی میں بھی شروع کردوں۔ اگرچہ ایمان کی بات یہ ہے۔ کہ مجھے اب تک معلوم نہیں تمہاری زندگی کیونکر بسر ہوتی ہے۔"

جیک لی نے قہقہہ لگایا۔ اور کہنے لگا۔ "وہ سب کچھ میں تمہیں بتادونگا۔ مگر میرے طریق زندگی میں سب سے بڑھ کر ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے اور تم اس قدر چاپلوس

خوشامدی۔ اور جی حضوری بن چکے ہو۔ کہ مجھے امید نہیں میری زندگی اختیار کر سکو۔۔۔ معاف کرنا میں اس صاف بیانی سے کام لے رہا ہوں۔ مگر ہم معاملہ کی بات طے کر رہے ہیں۔۔۔"

"یہ ٹھیک ہے۔" گرین نے غصہ کو ضبط کرتے ہوئے قطع کلام کر کے کہا۔ کیونکہ الفاظ جو اس کی نسبت جیک لی نے کہے حقیقت سے بعید نہ تھے۔ اور حقیقت ہمیشہ تلخ ثابت ہوتی ہے۔ پھر جلدی ہی وہ کہنے لگا "خیر اب یہ بتاؤ۔ میں کونسا کام کروں جس سے تم میری امداد کر سکو۔"

ڈاکٹر بولا۔ "پہلے تم میرے ایک دو سوالوں کا جواب دو۔ میرے خیال میں تم اکثر اپنے آقا کے بنک نوٹ بھنوانے جایا کرتے ہو؟"

"ہاں جاتا ہوں۔ مگر بڑی رقمیں وہ میرے سپرد نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا مزاج شکی ہے۔ اور وہ ڈرتا ہے کہیں میں روپیہ لے کر فرار نہ ہو جاؤں۔"

"اس کے باوجود میں امید کرتا ہوں۔ تم اگر چاہو تو چند ایک بڑی قیمت کے نوٹ بھنوا سکو گے؟" ڈاکٹر نے کہا۔

"بڑی قیمت کے!" گرین نے جس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ کانپتے ہوئے پوچھا۔ "مگر۔۔۔ مگر کیا وہ جعلی ہیں؟"

"بالکل نہیں۔" جیک لی نے اپنے بزدل ساتھی کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھ کر کہا "نوٹ بالکل اصلی ہیں۔ مگر چونکہ میرے ہاتھ ایسے طریق پر آئے تھے۔ جو قابل ذکر نہیں۔ اور نہ میری صورت ایسی ہے کہ میں انہیں بحفاظت بھنوا سکوں۔ اس لئے میں تم سے اس کام میں مدد لینا چاہتا ہوں۔"

"اوہ! میں [redacted] میں اس صورت میں انہیں بھنوا سکوں گا۔" گرین نے جواب دیا "تھیمہ کوٹ کے ساہوکار مجھے نوٹوں کے بدلے روپیہ دینے سے انکار نہ کرینگے۔"

ڈاکٹر کہنے لگا۔ "لیکن مجھے شبہ ہے۔۔۔ کیا تم ہزار ہزار کے دو نوٹ بھنوا سکو گے؟"

"ہاں یقیناً۔" اس نے جلدی سے کہا۔

"اور تمہیں کئی اور مقامات بھی معلوم ہوں گے۔ جہاں۔۔۔"

"بے شک معلوم ہیں۔" گرین نے سوال کو اسکی نامکمل صورت میں ہی سمجھتے ہوئے قطع کلام

کرکے کہا۔ مگر کیا نہیں براہ راست بنک آف انگلینڈ سے بھنوانا ٹھیک نہ ہوگا؟"

"کیوں نہیں،" جیک نے جواب دیا۔

"مگر۔۔ مگر اس میں کسی طرح کا اندیشہ تو نہیں ہے؟"۔۔۔ میرا مطلب یہ ہے۔۔۔ کہ ۔۔۔"

"کتنے ڈرپوک اور بزدل ہو!" لب دریدہ شیطان اب بڑے جوش میں بھر کر کہنے لگا۔ "بات بات پر تمہیں خطرات نظر آتے ہیں۔ اس معاملہ میں تمہارے لئے ذرا بھی اندیشہ نہیں۔ دقت صرف یہ ہے کہ جیسا میں نے کہا۔ میں خود یہ کام نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر تم کل تک مجھے دس ہزار پونڈ کے نوٹ بھنوا کر روپیہ لا دو۔ تو میں ایک ہزار تمہاری نذر کرسکتا ہوں۔"

یہ سن کر گرین کو اتنی خوشی ہوئی جتنی عرصہ دراز سے آج تک نہیں ہوئی تھی۔ اسے اظہار شکریہ کے الفاظ نہیں ملتے تھے۔ اپنے ظالم و جابر آقا کی حکومت سے بچنے کا خیال اتنا شاندار اور روشن تھا کہ وہ اسے ذہن میں لا نہیں سکتا تھا۔ اسے یقین نہیں آتا تھا۔ کہ میں اس سخت گیر شخص کی غلامی سے نکل سکتا ہوں۔

جیک رلی نے اسے چند نوٹ دکھائے اور ضمناً یہ بات کہی کہ یہ نوٹ جعلسازی سے حاصل کئے گئے تھے۔ مگر اس کا کسی کو علم نہیں ہوسکتا۔ نوٹوں کو دیکھ کر مسٹر گرین کرسی سے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ اور مارے خوشی کے ناچنے لگا۔

باب ۲۰۱ ہیتھ کوٹ کی حیرانی

اس ملاقات کے دوسرے دن شام کے پانچ بجے تھے اور مسٹر ہیتھ کوٹ اپنے نجی دفتر میں نوشت کی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔

بہت سے کاغذات اس کے سامنے رکھے ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ فطرتاً ان آدمیوں میں سے تھا کسی حال میں کاہلی برداشت نہیں کرسکتے۔ آزردگی اور پریشانی میں بھی جیسا کہ اس وقت اسے لاحق تھی سبے کار رہنا اس کے لئے عملی طور پر غیر ممکن تھا۔ اگر وہ صاحب تصنیف ہوتا۔ تو یقیناً والٹر سکاٹ یا پال ڈی کاک سے بھی بہت زیادہ کتابیں لکھ ڈالتا اس وقت اس کی پیشانی پر الم کا بادل چھایا ہوا تھا۔ اور بے چین آنکھوں میں ایک خوفناک

روشنی نمودار تھی۔ وہ بعض دستاویزات کا نظر غور سے معائنہ کر رہا تھا۔ اور رہ رہ کر فکر و تشویش کے ساتھ دروازہ کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔

آخر اس نے گھنٹی بجائی۔ اور چھوٹے درجہ کے محرروں میں سے ایک حاضر ہوا۔

"مسٹر گرین اب تک نہیں آیا۔ کیا؟" اس نے "اب تک" کے لفظ پر خاص زور دیتے ہوئے پوچھا۔

"جی نہیں وہ اب تک نہیں آئے۔" محرر نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ کیونکہ وہ اپنے آقا کی پیشانی اور آنکھوں کے آثار سے معلوم کر چکا تھا۔ کہ آج وہ بے طور خفا ہے۔

"اب تک نہیں آیا۔" ہیتھ کوٹ نے بڑے جوش میں بھر کر پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے پھر ایک بار کہا۔ "اس نے کوئی رقعہ بھیجا ہے؟"

"جی نہیں۔ رقعہ بھی نہیں بھیجا" کلرک نے جواب دیا۔

"عجیب بات ہے... نہایت عجیب بات ہے"۔ وکیل نے کہا۔ "یقیناً وہ بیمار نہ ہوگا۔ کیونکہ ایسے غریب آدمی بیماری برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر وہ بیمار بھی ہوتا تو اسے اس کی اطلاع بھیجنی چاہیئے تھی۔ تمہیں معلوم ہے وہ کہاں رہتا ہے؟" اس نے یکایک پھر محرر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔"

"اچھا تو اسی وقت اس کے مکان پر جاؤ۔" وکیل نے پر رعب لہجہ میں حکم دیا۔ "اور اگر وہ مکان پر ہو۔ تو اسے کہنا۔ مسٹر ہیتھ کوٹ تمہاری غیر حاضری پر بہت ناراض ہیں۔ اگر بیمار ہو۔ تو بھی اسے کہنا۔ گاڑی میں بیٹھ کر میرے پاس آئے۔ تاکہ میں دیکھوں۔ اس کا کیا حال ہے۔ دو پونڈ ہفتہ وار تنخواہ اور اس پر بیماری!" اس نے انداز حقارت سے کہا۔

یہ کہکر مسٹر ہیتھ کوٹ پھر کام میں مصروف ہوا۔ اور نوجوان محرر دروازہ کی طرف مڑنے کو تھا کہ یکایک مسٹر گرین کمرہ میں داخل ہوا۔

"اوہ! تم آ گئے کیا"۔ وکیل نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس وقت سوا پانچ ہیں اور دفتر کا وقت ۹ سے چھ تک کا ہے۔ بھلا یہ غیر معمولی تاخیر کیا معنی رکھتی

ہے؟"

صدر محرر نے کمرہ کا دروازہ بند کرتے ہوئے جس کی راہ سے دوسرا کلرک باہر جا چکا تھا اطمینان کے لہجہ میں جواب دیا "مجھے ایک ضروری کام ہو گیا تھا"

"ضروری کام" مسٹر ہیتھ کوٹ نے اس کی طرف نظر حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ بات اس کے لئے بعید از فہم تھی۔ کہ میرے کاموں کو چھوڑ کر کسی کو اپنے کام کی کیونکر فکر ہو سکتی ہے۔

"جی ہاں۔ کچھ ایسا ہی ضروری کام تھا" صدر محرر نے جواب دیا۔ جو اگرچہ اب اپنے آپ کو آقا سے خود مختار سمجھنے لگا تھا تاہم اس طرز گفتگو کو جو اس کی عادت میں داخل ہو چکی تھی ترک نہ کر سکتا تھا۔ "اگر میں اس کے لئے آپ سے بھی چاہتا۔ تو یقیناً آپ انکار نہ کرتے۔ اس لئے میں نے اپنے طور پر ہی ایسا سمجھ لیا۔"

"مسٹر گرین۔ شراب پی کر تو نہیں آئے ہو؟ یا تمہارا دماغ تو نہیں پھر گیا ہے۔ کہ تم مجھ سے اس قسم کی باتیں کر رہے ہو؟" ہیتھ کوٹ نے اپنے محرر کو اور بھی زیادہ تعجب کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا

"جی شراب تو میں نے ایک گلاس شیری سے زیادہ نہیں پی۔ رہی میری دیوانگی۔ اس کا آپ خیال ہی نہ کریں۔ کیونکہ میں بھلا چنگا ہوں" صدر محرر نے ذرا اور دلیر ہو کر کہا۔

"شیری کا ایک گلاس!" ہیتھ کوٹ نے جس کا تعجب اب حد انتہا کو پہنچ چلا تھا کہا۔ "میں پوچھتا ہوں۔ تم کب سے اس قدر فضول خرچ بنے ہو۔ اور ایسے اخراجات کے لئے تمہارے پاس روپیہ کہاں سے آتا ہے؟ چند دن گذرے تم نئے کپڑوں کا سوٹ پہن کر دفتر میں آئے رحالانکہ اگلا سوٹ پہنے تمہیں صرف دو سال ہوئے تھے اور آج تم ایک نئی فضول خرچی کی خبر دیتے ہو۔ مگر یاد رکھو۔ میں بھی آنکھیں رکھتا ہوں میں انسان کی حرکات و سکنات سے اس کی عادات پہچانتا ہوں۔ اور کوئی شخص مجھے دھوکا نہیں دے سکتا۔" وکیل نے آخری لفظوں کو دہراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس انداز سے اپنے محرر کی طرف دیکھا۔ گویا یہ کہنا چاہتا تھا۔ کہ مجھے تمہارے خلاف شبہ تو عرصہ سے تھا۔ مگر آج سب کچھ معلوم ہو گیا ہے۔

"مگر آپ کو دھوکا دینے کی کوشش کس نے کی ہے کہ آپ ایسا کہتے ہیں؟" گرین

نے بتدریج زیادہ دلیری کا لہجہ اختیار کر کے کہا۔

"مجھے دھوکا دینے کی کوشش کس نے کی ہے!" ہیتھ کوٹ نے چلا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ غصہ سے سپید ہو کر کانپنے لگے "خود تم نے کی ہے۔ اور اس وقت بھی کر رہے ہو . . . نہیں مسٹر گرین میں ان باتوں کا موقعہ نہیں دے سکتا۔ اس لیے سنبھل جاؤ۔ کپڑوں کے نئے سوٹ خریدنا۔ شیری پینا۔ بغیر چھٹی کے دن بھر غائب رہنا اور شام کو آ کر معافی بھی نہ مانگنا۔ یہ باتیں اگر شبہ پیدا کرنے والی نہیں۔ تو اور کیا ہو سکتی ہیں؟"

"شبہ۔ کیسا شبہ؟" صدر محرر نے ہیتھ کوٹ کی میز کے قریب جا کر اس کے چہرہ کو نظر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"دو باتوں کا۔ یا تو یہ کہ تم نے میرے بھائی کے معاملہ میں رشوت لی ہے۔ یا میرے روپیہ میں خیانت کی ہے۔" وکیل نے جواب دیا۔

"یہ جھوٹ ہے . . . سفید جھوٹ ہے!" گرین نے زور سے کہا۔ آج پہلا دن تھا۔ کہ اُسے معلوم ہوا۔ "آزادی میں کیا لطف ہے۔"

یہ سُن کر مسٹر ہیتھ کوٹ اس قدر متعجب اور حیرت زدہ ہو گیا۔ کہ کوئی لفظ اس کے منہ سے نہ نکل سکا۔

"میں پھر کہتا ہوں کہ مجھ سے چوری یا خیانت منسوب کرنا جھوٹ . . . سراسر جھوٹ ہے" گرین نے اب ہر قسم کے ادب و آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کہا۔ "اتنا نہیں سوچتے کہ اگر میں خیانت کرنا بھی چاہتا۔ تو اس کا امکان کب تھا؟ آپ تو دفتر کے روپیہ کا کوڑی پیسے تک حساب رکھتے ہیں۔ اگر کبھی دیا سلائی کی ڈبیہ یا فیتہ کے ٹکڑہ یا کسی اور حقیر چیز کی ضرورت ہو۔ تو بھی آپ کی طرف سے ارشاد ہوتا تھا۔ کہ دفتر کے آدمی فضول خرچ ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت یہ بالکل سچی باتیں ہیں اور آپ ان سے انکار نہیں کر سکتے پھر ایسے حالات میں کسی شخص کے لئے آپ کے روپیہ میں خیانت کرنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔"

"مسٹر گرین . . . مسٹر گرین" ہیتھ کوٹ نے اپنے صدر محرر کے لہجہ سے خوفزدہ ہو کر کہا۔ "آخر یہ جوش کس لئے؟ کیا بات ہے کہ آج تم معمول سے بہت زیادہ تیز لہجہ میں گفتگو کر رہے ہو۔"

وہ خوف زدہ اس لئے تھا۔ کہ اس کا ضمیر کہہ رہا تھا۔ ضرور کوئی بات آج اس قسم کی ظہور میں آئی ہے جس کی بدولت یہ شخص مجھ سے آزاد ہو چکا ہے۔ اور اس بات کو تو وہ خوب اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اگر یہ شخص جسے میں نے عرصہ دراز تک اپنے کاموں کا ذریعہ بنائے رکھا۔ مجھ سے آزاد ہو گیا۔ تو پھر میری اپنی سلامتی بھی خطرہ میں ہوگی۔ فی الحقیقت جب ایسا شخص جو ہمیشہ قدموں میں جھکتا اور پاؤں کی خاک چاٹتا رہا ہو۔ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ تو کس کی خود مختاری محفوظ رہ سکتی ہے۔ مسٹر ہیتھ کوٹ نے یہ سب کچھ محسوس کیا۔ اور وہ اس طرح کانپا جیسے بخار کا مریض یا نزع کی حالت میں مرنے والا کانپتا ہے۔ اس لئے اپنے محرر کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا اس کی آنکھیں وحشیانہ طریق پر چمک رہی ہیں۔ اس سے جہاں ایک طرف وکیل کو زیادہ کمزوری کا احساس ہوا دوسری طرف گرین کا حوصلہ دہ چند بڑھ گیا۔

وہ کہنے لگا۔ "آپ پوچھتے ہیں میں کس لئے پرجوش لہجہ میں گفتگو کرتا ہوں۔ اور ابھی چند منٹ پیشتر آپ یہ الزام عاید کرتے تھے۔ کہ میں نے آپ کا روپیہ چرا لیا ہے۔۔"

"بے شک جس شخص نے جعلسازی کی ہو۔ اس سے چوری بعید نہیں ہو سکتی" ہیتھ کوٹ نے جس کے اوسان اب پھر بحال ہونے لگے تھے۔ اسی لہجہ میں جس کا وہ عادی تھا۔ جواب دیا۔

"یہ بات ہے!" گرین نے اب ضبط کو ہاتھ سے دیتے ہوئے کہا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ چاہتا ہے اپنے آقا پر حملہ کر کے اس کا گلا دبا دے۔ "اگر مجھ پر میری ایک خطا کی وجہ سے چوری کا شبہ ہو سکتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں ان بے شمار سیہ کاریوں کے بعد جو تم کرتے رہے ہو تمہارے خلاف کیا کچھ شبہ نہیں ہو سکتا۔"

"خدایا یہ انداز گفتگو برداشت سے باہر ہے۔" ہیتھ کوٹ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یقیناً تم شراب پی کر آئے ہو۔ اور اس وقت تمہارے ہوش ٹھکانے نہیں ہیں۔ آؤ سمجھ دار بنو۔" اس نے فہمایش کے لہجہ میں کہا۔ "گھر جا کر سو رہو اور کل علے الصباح مجھ سے آ کر معافی مانگنا۔ میں وعدہ کرتا ہوں تمہاری خطا سے درگذر کروں گا۔"

"معافی!" گرین نے اس لفظ کو دہرا کر کہا۔ "اور میں مانگوں!" اس نے حقارت آمیز لہجہ میں کہہ کر ایسا قہقہہ لگایا جو مسٹر ہیتھ کوٹ کو نہایت ناگوار معلوم ہوا۔ "کیوں میں نے کیا

خطا کی ہے کہ معافی مانگوں؟ میں تو اگر تمہیں ٹھڈے لگا کر تین بار اس کمرہ کا چکر دوں۔ پھر بھی اس بدسلوکی کی تلافی نہیں ہوتی۔ جو بارہ سال سے تم میرے ساتھ کرتے رہے ہو" مسٹر گرین۔ دیکھو مجھے جوش نہ دلاؤ۔ ورنہ میں کوئی ایسی بات کر بیٹھوں گا جس کے لیے تمہیں ہمیشہ کو پشیمان ہونا پڑے گا" ہیتھ کوٹ نے دبی ہوئی گلوگیر آواز میں کہا۔ اور اس کے بعد اپنے صدر محرر کی طرف یہ معلوم کرنے کے لیے نظر غور سے دیکھنے لگا۔ کہ آج اس کا لہجہ کیوں اس قدر بدلا ہوا ہے "میں پھر کہتا ہوں۔ تمہیں اپنی اس گستاخی کے لیے بہت جلد پشیمان ہونا پڑے گا۔ اس لیے سوچو۔ کہ ایک ماہ کے عرصہ میں تمہیں ایک ہزار پونڈ کی رقم مہیا کرنی ہے . . ."

"اور کیا اسے میری خاطر تم مہیا کرو گے؟" گرین نے پوچھا۔

"تم جانتے ہو۔ میں اس معاملہ میں کیا کہہ چکا ہوں"

"ہاں میں جانتا ہوں۔ اور یہ بھی مجھے معلوم ہے۔ کہ تمہارا دلی مدعا کیا ہے" گرین نے وکیل کی طرف نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا "بارہ سال تک تم نے اسی بہانہ مجھے اپنا ادنیٰ غلام اور خدمتگار بنائے رکھا۔ اس میں شک نہیں میں اس وقت بھی مجرم تھا جب اول مرتبہ تمہارے پاس آیا۔ کیونکہ مجھ سے اس جعلسازی کا ارتکاب ہو چکا تھا۔ جسے تم نے معلوم کیا۔ اور جس کی وجہ سے میں تمہارے اختیار میں ہو گیا۔ لیکن اس وقت تک میرے احساسات سراسر کُند نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد تمہارے پاس رہ کر آزادی یا نیکی کا تھوڑا بہت اثر بھی جو میرے اندر باقی تھا۔ سب برباد ہو گیا۔ تم نے میرے اندر ایسی غلامانہ سرشت داخل کی اور اتنا ذلیل بنایا۔ کہ اس وقت کو یاد کر کے میں بارہا تلخ آنسو بہا چکا ہوں میں تمہاری خاطر جھوٹ بول سکتا تھا۔ جعلسازی بھی کر سکتا تھا۔ میں ان تمام ادنیٰ چالاکیوں اور سیہ کاریوں میں بھی حصہ لے سکتا تھا۔ جو تمہارے طرز عمل میں شامل رہی ہیں۔ مگر یہ دیکھ کر کہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی تم مجھ سے ایک کتے کی طرح سلوک کرتے رہے ہو۔ کبھی تم نے منہ سے عنایت کا ایک لفظ بھی نہیں نکالا۔ اور مجھے ہر وقت اپنی خود مختار حکومت کے نیچے کچلنے کی کوشش کی . . ."

"اس کے عوض میں تمہیں دو پونڈ ہفتہ وار بھی تو بڑی باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتا رہا ہوں" ہیتھ کوٹ نے قطع کلام کر کے کہا۔ جو گرین کے الفاظ سے اب پھر یہ سمجھنے لگا تھا۔ کہ گو اس وقت

یہ شراب کے اثر سے بہک رہا ہے۔ تاہم سابق کی طرح اب بھی میرے اختیار میں ہے۔

"دو پونڈ ہفتہ وار!" صدر محرر نے تلخ لہجہ میں کہا۔ "یہی کلمہ خدا معلوم تم کے بار میرے سامنے کہہ چکے ہو۔ مگر میں کہتا ہوں اگر میری تنخواہ اس سے چھ گنا زیادہ ہوتی۔ تو وہ بھی اس سختی کی تلافی نہ کر سکتی تھی۔ جو تم مجھ پر کرتے رہے ہو۔ کوئی شخص اس حقیر تنخواہ کے لئے ان سیہ کاریوں کو دیکھنے پر آمادہ نہ ہو سکتا۔ جو میں نے تمہارے پاس رہ کر دیکھیں کبھی میرے دل میں جذبات لطیف موجود تھے۔ کبھی میں بھی غریبوں پر رحم کر سکتا تھا۔ مگر وہ سارے احساسات رنج و مصیبت کے ان خوفناک نظاروں کو دیکھ کر تلف ہو چکے ہیں جو تمہاری حد سے زیادہ بڑھی ہوئی حرص و ہوا کے سلسلہ میں میری نظروں سے گذرے تمہاری خاطر میں نے بچوں کو فاقہ کشی کرتے۔ ماؤں کو اپنے مردہ بچوں پر روتے۔ جوانوں اور بڈھوں کو مقروض ہونے کی وجہ سے تمہاری وساطت سے جیلخانہ میں پہنچ کر مصیبت کی زندگی بسر کرتے دیکھا ہے اور جیمز سینچہ کوٹ یاد رکھو ان میں سے بعض دم آخر میں تمہیں بددعا دیتے ہوئے مرے ہیں۔ یہ سب کچھ میں نے ان آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور جو امر اس سے بھی برا ہے۔ وہ یہ کہ تمہارے محرر کی حیثیت میں تمہارا ذریعہ کار بن کر میں اس قسم کی خوفناک مصیبتیں لوگوں پر نازل کرنے میں حصہ لیتا رہا ہوں۔ جن کا خیال بجائے خود وحشت خیز ہے اگر کسی شخص کو خنجر یا پستول سے ہلاک کر دیا جائے۔ تو لوگ اسے قتل کہتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں اس جانکاہ اذیت اس ناقابل برداشت عذاب۔ اس خوفناک اخلاقی تباہی کا نام کیا ہو سکتا ہے جسے تمہاری قماش کے بہت لوگ عمل میں لا رہے ہیں۔ میں خدا کو حاضر جان کر کہتا ہوں۔ کہ وکلا کی ایک خاص جماعت ایک سال میں قتل کی اتنی وارداتوں کی مرتکب ہوتی ہے جس قدر جیلخانہ نیوگیٹ کے مجرم ایک سو سال میں بھی نہیں ہوتے۔"

اپنے محرر کی اس تقریر سے سینچہ کوٹ کے دلی اندیشے پھر تازہ ہونے لگے تھے۔ اور جس وقت اس نے یہ آخری فقرہ کہا۔ تو وکیل کے چہرہ کی رنگت زرد ہو گئی۔ اور وہ چند قدم لڑکھڑا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ الزام جو مجھ پر عاید کیا گیا بالکل صحیح ہے۔

"تمہیں اختیار ہے جس قدر چاہو میری طرف گھورتے رہو" گرین نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ "مگر اب وقت آ گیا۔ کہ تم حقیقت حال سے باخبر ہو جاؤ۔ خواہ اس حقیقت کا اظہار

میری ہی طرف سے ہو۔ تم اپنے کمرہ میں بیٹھے ہوئے مقدمہ چلانے کا حکم جاری کرتے ہو۔ التوا پر رضامند نہیں ہوتے۔ مصالحت کی صورت منظور نہیں کرتے۔ اور جو بدنصیب قابو آجائے اس کا مال و اسباب ضبط کر کے اسے جیلخانہ بھجوا دینے کے لئے تیار رہتے ہو۔ مگر اس سنگدلی کا سارا اثر ہم لوگوں کو ہی معلوم ہوتا ہے۔ جو باہر کے دفتر میں بیٹھ کر سارے واقعات کو بچشم خود دیکھتے ہیں۔ جب ہم دروازہ کھلنے پر کسی بدنصیب کو جس کے چہرہ پر علامات فکر نمایاں حروف کی طرح منقش ہوں۔ داخل ہوتے اور پریشانی کے عالم میں میز کی طرف آتے دیکھتے ہیں۔ اس پریشانی کے عالم میں جس کی بنا پر شاید وہ سمجھتا ہے کہ ہم اس کے حق میں کوئی لفظ تم سے کہ سکیں گے۔ پھر جب وہ ذہنی اذیت کے عالم میں اس انداز سے گویا اس کا دکھی دل آنسو بہانے پر مجبور کر رہا ہے۔ یہ کہتا ہے "کیا آپ کے خیال میں مسٹر سیتھ کوٹ تھوڑی سی مہلت دیں گے؟ اس وقت اُن بدنصیب مظلوموں کی صحیح حالت ظاہر ہوتی ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے تمہاری طرف کے وکیل انہیں کس بے دردی اور سرد مہری سے قتل کرتے ہیں۔"

مسٹر گرین آخر اس تقریر کا مدعا کیا ہے؟" سیتھ کوٹ نے دبی زبان میں پوچھا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا یہ طویل بحث ضرور کسی بُری خبر کا پیش خیمہ ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے یہ شخص اظہار مدعا میں تاخیر سے کام لیکر مزید ذریعہ اذیت پیدا کر رہا ہے۔

"مدعا!" گرین نے کہا۔ "اس تقریر کا مدعا ایک سیہ باطن شخص کی تباہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ تم اس گفتگو کو یاد کرو جو چند دن گذرے ہمارے درمیان ہوئی تھی۔ کیا اس وقت میں نے تم سے نہیں کہا تھا۔ کہ تم بہت سے آدمیوں کی موت کے ذمہ دار ہو؟ بلاشبہ میرا وہ بیان غلط نہ تھا۔ تم نے ٹامسن کو جیل میں بھجوا دیا۔ اس کے جیل جانے کے صدمے ہی سے اس کی بیوی اور بچہ مرے اور اس نے جیل میں اپنا گلا کاٹ لیا۔ پھر کیا ان تینوں کی موت کے ذمہ دار تم نہیں ہو؟ اس طرح وہ دوسرا آدمی جس کا نام بیل تھا اسے تم نے دائٹ کراس جیل میں بھجوا دیا۔ اور وہ جیل ہی کے ہسپتال میں دل شکستہ ہو کر مرا۔ کیا اس کی موت کے ذمہ دار بھی تم نہیں تھے؟ مگر ان چار پانچ آدمیوں پر کیا منحصر ہے۔ تم نے ہزاروں کو اسی طرح قبل از وقت مارا۔ . . تم ہزاروں کے قانونی قاتل بنے . . .؟"

"گرین . . . مسٹر گرین!" وکیل نے اس بونے کی طرح جو کسی دیو کے قابو میں آ کر پیچ

تاب کھاتے ہوئے کہا۔" اور پھر وہ اپنے دل میں حیرت زدہ ہوگیا کہ میں اپنے ہی محرر کے اس گستاخانہ سلوک کو کیونکر برداشت کر رہا ہوں۔ ایک بار پھر اپنے دل میں یہی سوچکر کہ ضرور یہ شخص شراب کے نشہ میں اس قسم کی گفتگو کر رہا ہے۔ اس نے یکایک اپنی جگہ سے اٹھ کر زور سے کہا "بخدا تم اس حد تک بڑھ گئے ہو۔ کہ میری طرف سے معافی کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔"

"معافی۔۔ پھر وہی معافی!" گرین نے ایسے لہجہ میں جس سے مقابلہ پر صریح آمادگی کا اظہار ہوتا تھا۔ کہا "کس کم بخت کو تمہاری معافی کی پروا ہے۔ میں آج ہی تم سے رخصت ہو رہا ہوں"

"رخصت!" ہیتھ کوٹ نے کہا جواب تک یہی سمجھے ہوئے تھا۔ کہ اس شخص کا غلامی کی ان زنجیروں سے نکلنا جو میں نے اس کے گرد مضبوطی سے کس رکھی ہیں قطعاً غیر ممکن ہے تم رخصت ہو رہے ہو!" اس نے چہرہ پر شیطانی غصہ کے آثار نمودار کرکے کہا "شاید اسی لئے کہ آیندہ جیل خانہ نیوگیٹ کے کسی حجرہ کو اپنا مسکن بناؤ۔"

"میں تو نہ جاؤں گا۔ مگر تمہارا عنقریب وہاں پہنچنا یقینی ہے۔" گرین نے ایک ایسا قہقہہ لگا کر کہا۔ جو ٹیل کو آرہ کی آواز کی طرح ناگوار معلوم ہوا۔

"مسٹر گرین" اس نے مضبوط لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ "دو گھنٹے کے اندر اندر کلیرنس ویلیرز کو اس بات کی اطلاع دے دی جائے گی۔ کہ تمہارے ایک ہزار پونڈ عرصہ دراز سے بنک آف انگلینڈ میں موجود نہیں ہیں۔"

"کون کہتا ہے موجود نہیں!" گرین نے ایسے اطمینان بخش انداز سے کہا جس سے ہیتھ کوٹ کو اس بیان کی راستی میں شک کی گنجائش نہ رہی۔ "ہزار پونڈ اس وقت بھی وہاں موجود ہیں۔ اور قابل ذکر امر یہ ہے کہ مسٹر ولیرز کو سارے حالات سے خبردار کر دیا گیا ہے۔ اور وہ معافی دے چکے ہیں۔ روپیہ آج ہی صبح بنک میں رکھوا دیا گیا تو اسی کو میں برائیٹن میں مسٹر ولیرز کے پاس گیا۔ اور ان کے سامنے سارے حالات بیان کرکے معافی کا خواستگار ہوا۔ وہ نہایت فیاض آدمی ہیں۔ اور انہوں نے مجھے یہ کہہ کر معاف کر دیا کہ اگرچہ تم نے خیانت کے سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ تاہم اب کہ تم اس سے تایب ہوتے ہو۔ میں اس سے درگذر کرتا ہوں۔ اس دنیا میں ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ اگر کسی کی طرف سے حقیقی تاسف کا اظہار ہو تو اسے معاف کر دے۔ تمہارے معاملہ میں

اگر روپیہ کی خیانت کا راز کبھی ظاہر ہوا تو میں تمہارے بچاؤ کی صورت پیدا کر دوں گا ان کی باتوں کا میرے دل پر اتنا اثر ہوا کہ میں زار زار رونے لگا۔ اس وقت میں نے کہا کہ ایک شخص میرا جانی دشمن۔ اس سارے معاملہ سے خبردار ہے۔ اگر اس نے میرے خلاف مخبری کی تو میرے بچاؤ کی کیا صورت ہوگی؟ مسٹر دلیر نے کہا وہ شخص کسی صورت میں یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ تم نے میرے نام کی جعلسازی کی ہے۔ اسے صرف میں ہی ثابت کر سکتا ہوں۔ اور موجودہ حالات میں خواہ کچھ ہو میں تمہارے خلاف کسی طرح کی کارروائی کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ میں نے دوبارہ ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور چلا آیا۔ اس لئے اب تم دیکھ سکتے ہو کہ میں تمہارے اختیار میں نہیں ہوں بلکہ تم میرے اختیار میں ہو۔ اس سے پیشتر ایک دن تم نے کہا تھا میں تمہیں ایک کیڑے کی طرح کچل دوں گا۔ میں تمہیں نیوگیٹ بھجوا دوں گا۔ میں تمہیں قسمت کے رحم پر چھوڑ دوں گا۔ اور کالے پانی کے جہاز میں سوار کرنے میں خود مدد دونگا۔ ان عنایات کے لئے میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" گرین نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔ "اور اس شکریہ کے ثبوت میں جہاں تک ممکن ہے۔ تمہاری سیہ کاریوں کا انکشاف کرونگا۔"

"بدذات! پاجی! تمہاری ہستی کیا ہے کہ میرے خلاف کچھ کر سکو۔" ہیتھ کوٹ نے جوش غضب سے کانپتے ہوئے کہا۔

"میری ہستی!" گرین نے جواب دیا۔ "میری ہستی وہ ہے۔ جو تمہیں تباہ اور برباد کر سکتی ہے۔" اس نے فاتحانہ انداز سے کہا۔ "تمہیں معلوم نہیں میں تمہارے معاملات اور تمہاری ادنٰے سازشوں سے کس قدر واقف ہوں۔ وہ دستاویزات جو اس بکس میں بند ہیں"۔ اس نے سیاہ بکس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "میرے لئے بمنزلہ راز نہیں۔ میں ان [illegible] پڑھ چکا ہوں۔ اور ان کے مطالعہ سے مجھے ایسی ایسی باتیں معلوم ہوئی ہیں کہ میں آن واحد میں تمہارے موکلوں میں اس قسم کا طوفان برپا کر سکتا ہوں۔ جس کا تم ایک لمحہ کے لئے مقابلہ نہ کر سکو گے۔ تمہارے چہرہ کی رنگت زرد ہوئی جاتی ہے تمہاری آنکھیں غصہ سے چمک رہی ہیں۔ مگر اب ان باتوں میں مجھے خوفزدہ کرنے کی تاثیر نہیں رہی۔ تم اسی طرح میرے قابو میں ہو۔ جس طرح کبھی میں تمہارے قابو میں تھا اگر تم نے ان دستاویزات کو تلف کیا۔ تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ تم نے اس

ثبوت کو تلف کر دیا۔ جو تمہیں اپنی جایداد کے متعلق حاصل ہے۔ اور اگر نہ کیا تو یہ کاغذات تمہاری سیہ کاری کا بدترین ثبوت ہیں۔ اس وقت بھی ملک میں سینکڑوں مرد عورتیں ایسی ہیں جو تمہاری جان کو روتی اور انتہائی احتیاج میں ایسی تلخ زندگی بسر کرتی ہیں کہ کوئی شخص جس میں زیادہ جرأت ہو۔ فوراً اس کا خاتمہ خودکشی سے کرے بعض محتاج خانوں میں مشقت گذار رہیں۔ بعض کا گذارہ رشتہ داروں کی امداد سے چلتا ہے۔ اور ان کے موجودہ افلاس اور تباہی کا موجب تمہاری . . . فقط تمہاری ذات ہے۔ لیکن یاد رکھو ہر قدم جو تم نے ان کو دام فریب میں زیادہ مضبوطی سے پھنسانے کے لئے اٹھایا۔ ہر ایک تجویز جو تم نے انہیں اپنے اختیار میں لانے کے لئے سوچی کہ تم ان کی جائداد کی کوڑی کوڑی وصول اور چپہ چپہ زمین ضبط کر سکو۔ وہ دھوکہ۔ فریب۔ دغا اور جعل پر مبنی تھی۔ اب دیکھو چند دن کے عرصہ میں میں پھر وکالت شروع کرتا ہوں اور اس وقت ان مظلوموں میں سے ایک ایک کی حمایت میں تمہارے خلاف مقدمہ بازی نہ کی۔ تو میرا نام گرین نہیں۔ یہ میری ہستی ہے اور یہ میں تمہارے خلاف کر سکتا ہوں"۔ آج سے نہ تم میرے آقا۔ نہ میں تمہارا ملازم۔ ہم دونوں میں جنگ . . . شدید جنگ کا آغاز ہوتا ہے۔ اور کوئی دن جاتا ہے کہ تم اس بدسلوکی کو یاد کر کے کف افسوس ملوگے۔ جو تم نے اس شخص سے کی جو اپنی وفادارانہ خدمات کے عوض صرف ذراسی نرمی کا متمنی تھا۔"

اتنا کہہ کر گرین جیمز ہیتھ کوٹ کو حیران و ششدر چھوڑ کر کمرہ سے چلا گیا۔ اس وقت بدنصیب وکیل کی ذہنی حالت اس مجرم کے لئے بھی قابل رشک نہ تھی۔ جسے پھانسی پر لٹکانے لئے جا رہے ہوں

سلسلہ ثانی کی چوبیسویں جلد ختم ہوئی

جیسا کہ ماہ گذشتہ میں اعلان کیا گیا تھا یہ سلسلہ اگلی جلد پر ختم ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد رینالڈس کے معرکہ آرا ناول **باپ کا قاتل** کا ترجمہ اسی طرح ماہوار چھپنا شروع ہوگا۔ جن اصحاب کا ارادہ اسکی خریداری کا نہ ہو۔ ان سے مکرر التماس ہے کہ وہ ایک کارڈ کے ذریعہ اپنے ارادہ سے مطلع کریں۔ تاکہ دفتر کو وی۔پی کی زیرباری نہ ہو۔

// Advertisement
دو باتیں

یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے سے آپ بیماری تکلیف و تشویش سے بچینگے

اول ۔ امرت دھارا تقریباً اُن کل امراض کا جو عام طور پر گھروں میں ۔ بوڑھوں ۔ بچوں ۔ جوانوں مردوں یا عورتوں کو بلکہ مال مویشی کو ہوتی ہیں ۔ حکمی علاج ہے اور لاکھوں استعمال کرنے والوں میں سے

۲۳ ہزار

کی یہ رائے ہے کہ امرت دھارا ہر وقت پاس رکھنی چاہیئے ۔ امرت دھارا کی مشہوری دیکھ کر لوگوں نے جو نقلیں شروع کر دی ہیں ۔ وہ سخت امراض میں دھوکا دیتی ہیں ۔ ہمیشہ اصل کو خرید کر پاس رکھنا چاہیئے ۔ مفصل حالات کے واسطے رسالہ امرت مفت منگوائیں ۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے ۔ (عہ/) و نمونہ صرف ۸ رہے ۔

دوم ۔ امرت دھارا کے موجد کوی ونود وئید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وئید تین طبی اخباروں کے ایڈیٹر ہیں ۔ تین درجن کے قریب مفید عام کتب کے مصنف ہیں اور آپ کی زیر نگرانی شمالی ہندوستان کا سب سے بڑا اوشدھالیہ جس کی عمارت پر ۲ لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے ۔ چل رہا ہے ۔ امرت دھارا کے علاوہ ۴ سو کے قریب دیگر ادویات تیار رہتی ہیں ۔ آپ مریضوں کا نہایت غور سے علاج کرتے ہیں ۔ جہاں جس دوائی کی ضرورت ہو بھیجی جاتی ہے ۔ آپ خفیہ امراض مردمان و زناں کے بھی خاص معالج ہیں ۔ اور ہزارہا انسان خط و کتابت کے ذریعہ سے علاج کروا کر پھر سے نئی قوت حاصل کر چکے ہیں ۔ نمونہ طبی اخبارات ولیش ابکارک ودئید امرت فہرست طبی کتب فہرست ادویات کارخانہ و رسالہ امراض مخصوصہ مردمان ار کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک آنے پر مفت بھیجے جاتے ہیں ۔

المشتہر

مینیجر کارخانہ امرت دھارا اوشدھالیہ ۔ امرت دھارا بلڈنگس

امرت دھارا سٹرک امرت دھارا ڈاکخانہ نمبر ۳۹ ۔ لاہور

رینالڈس کے دو معرکہ آرا ناول

ان کا ضرور مطالعہ کیجیے

اسرارِ حرم (ترجمہ لوز آف دی حرم) اس حیرت خیز ناول کے واقعات کا آغاز ٹرکی کے سلطان سلیم ثالث کے عہد سے ہوتا ہے

مصنف کا یہ فقرہ "آہ یہ کیا غضب ہے کہ ایک باسفورس میں آئے دن ایک نہ ایک نئی لاش بہتی نظر آتی ہے" پڑھنے والے کو اسرارِ نہاں کی تفتیش پر آمادہ کرتا ہے۔ جو اس میں سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث ہے یہی راز معلوم کرنے کے واسطے شاہی خاندان کا ایک زبردست ممبر جس کا نام نوکس اور جوبین کی ملاقات کے وقت خلیل معلوم ہوتا ہے بھیس بدل کر نکلتا ہے خلیل نے واقعات کا پتہ لگانے کے واسطے داستان گوئی کو اپنا پیشہ بنایا اور اس سلسلہ میں یکے بعد دیگرے سات کہانیاں بیان کیں جن میں نہ صرف عثمان خاں بانی سلطنت ٹرکی کے زمانہ سے لیکر اس کے اپنے عہد کے کل واقعات آگئے بلکہ کہانیوں کو زیادہ پرلطف بنانے کے واسطے ان میں جن و پری کے کرشمے بھی شامل کیے گئے ہیں۔ ۲۱۰ صفحے قیمت عہ

طلسمات (ترجمہ پوپ جان) انگلستان کی ایک کمسن حسین کو بچپن میں ملاحت اولے کے بعد دینیات پڑھنے کا خیال پیدا ہوا۔ ایک پادری صاحب اس پر مرنے لگے بہتیرے سبز باغ دکھائے مگر جب کسی طرح کامیابی نہ ہوئی۔ تو کہا جا تحصیل علم کے لئے یونان چلیں وہ علم کی بھوکی تھی۔ مردوں کا بھیس بدل کر چل نکلی۔ ایتھنز کے مدرسۃ العلوم میں پہنچ کر مذہب کی ساری کتابیں دیکھیں۔ پھر پاپائے اعظم کی زیارت کے شوق نے روما کی سیر کرائی۔ آخر جب پوپ لیو چہارم نے آنکھیں بند کیں۔ تو باتفاق حاضرین اسے (مرد سمجھ کر) پوپ منتخب کیا گیا۔ دو برس ۵ ماہ چار دن کی پوپ گری کے بعد ایک دن اس وقت جب گرجا کو بدستور مردانہ لباس میں ہاتھ کیساتھ جارہی تھی چراغ تہ دامن نے شعلہ افشانی کرکے راز فاش کر دیا۔ وہ اس شدت سے گھبرائی کہ اسے ضبط کرنے میں جان تک لڑادی زچہ اور بچہ دونو سر بازار مرگئے۔ اس تاریخی ناول کا منظر ہسپانیہ اور اس کا زمانہ وہ ہے جب مسلمانوں کی حکومت تو اس ملک میں عروج تھا اور سلطان عبدالرحمن والئے ہسپانیہ کے حرم میں ہر سال کئی سو باکرہ عورتیں بطور خراج داخل ہوجاتی تھیں۔ ۲۹۸ صفحے قیمت عہ

ملنے کا پتہ:- **لال برادرس پبلشرز اور بک سیلرز پارسنز روڈ نولکھا لاہور**

جاپ جے شیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشور داس پرنٹر چھپا۔

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۰۱۱۰